جلال الملت نمبر
مسلسل اشاعت کا اٹھائیسواں سال
معارفِ رضا
مدیر اعلیٰ
سید وجاہت رسول قادری
شمارہ نمبر 5-4
ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۲۹
اپریل / مئی 2008ء
جلد نمبر 28
مدیر
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (کراچی)
اسلامی جمہوریہ پاکستان
www.imamahmadraza.net

ماہنامہ
معارفِ رضا
کراچی

مسلسل اشاعت کا اٹھائیسواں سال

جلد: ۲۸ شمارہ: ۴، ۵

اپریل، مئی ۲۰۰۸ء

ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

ہدیہ شمارہ خاص: 60 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/200 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350 روپے
بیرونِ ممالک: 30 امریکی ڈالر سالانہ

نوٹ

دائرے میں سرخ نشان ممبرشپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

رقم دستی یا منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارفِ رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، پوسٹ بکس نمبر 7324، جی پی او صدر، کراچی 74400۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان
فون: 2725150-21-92+ فیکس: 2732369-21-92+
ای میل imamahmadraza@gmail.com ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

فہرست

نمبر شمار	مضامین	نگارشات	صفحہ نمبر
1	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ ۔ پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفٰی کہ یوں	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ	3
2	منقبتِ اعلیٰ حضرت ۔ فخرِ ملت لائقِ صد احترام احمد رضا	پیر سید نصیر الدین نصیر	4
3	منقبتِ اعلیٰ حضرت ۔ صاحبِ اسرارِ من لدن، امامِ احمد رضا	علامہ جلال الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	6
4	اپنی بات ۔ کہ من او را از محبانِ خدا می بینم	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	8
5	حیاتِ مبارکہ علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری ۔ خود ان کی تحریر کے آئینے میں	مولانا مفتی محمد محمود احمد	11
6	حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد عبداللہ قادری	15
7	مفسرِ قرآن مفتی محمد جلال الدین قادری کا سانحۂ ارتحال	مولانا مفتی محمد محمود احمد	19
8	علامہ جلال الدین قادری رضوی ۔ فکرِ رضا کا ایک عظیم مبلغ	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	24
9	حضرت مفسرِ قرآن کا سانحہ ارتحال	قاضی محمد سعید احمد نقشبندی مجددی	31
10	مولانا جلال الدین قادری ۔ درویش صفت شخصیت	محمد سعید احمد قادری	35
11	ہر آنکھ اشک بار ہے، ہر دل ہے بے قرار	صاحبزادہ مولانا سہیل احمد سیالوی	41
12	مولانا محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں	پروفیسر مجیب احمد	45
13	مؤرخِ اہلِ سنت	مولانا حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی	46
14	مفسرِ قرآن کے وصال باکرامت پر تعزیتی مکاتیب و پیغامات	علماء و اسکالرز	48
15	مادہ ہائے تاریخ وصال حضرت علامہ جلال الدین قادری	محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری	62
16	علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری	علامہ پیر محمد افضل قادری	65
17	علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری	قاری محمد یوسف سیالوی	68
18	حضرت مفتی محمد جلال الدین قادری کی مؤرخانہ تصنیف	افتخار الحسن میاں	69
19	نقد و نظر ۔ تفسیر احکام القرآن پر پہلا تبصرہ	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	72
20	علامہ مرحوم و مغفور کی تصانیف پر تبصرے / نقد و نظر	مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی	75
21	مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (مشاہیر کے خطوط کے آئینے میں)	مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی	80
22	دینی، تحقیقی و علمی خبریں ۔ تاج الفحول اکیڈمی ۔ مقاصد و منصوبے	تسنیم حسن قادری	122

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ۔ پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں

کلام: اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
رُوحِ قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نورِ مہر میں مٹ کے دِکھا دیا کہ یوں

ہائے رے ذوقِ بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا
چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں

دل کو دے نور و داغِ عشق پھر میں فدا دو نیم کر
مانا ہے سن کے شقِ ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں

دل کو ہے فکر کس طرح مُردے جلاتے ہیں حضور
اے میں فِدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں

باغ میں شکرِ وصال تھا، ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

در مدحِ
حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کلام: پیر سید نصیر الدین نصیرؔ گولڑہ شریف

فخرِ ملّت، لائقِ صد احترام احمد رضا
محتشم، عالی نظر، اعلیٰ مقام احمد رضا

کر گئے اربابِ دل کو شاد کام احمد رضا
دے گئے عشقِ نبی ﷺ کا اک نظام احمد رضا

مردِ میداں، فردِ دوراں، فضلِ حق، فیضِ رسول
رُکنِ دیں، کوہِ یقیں، عنبر مشام احمد رضا

منبعِ فیضانِ سنّت، شارحِ اُمّ الکتاب
نازشِ اسلاف و آبائے عظام احمد رضا

نجمِ برجِ عشقِ احمد، نیّرِ چرخِ ادب
آسمانِ علم کے ماہ تمام احمد رضا

مجتہد، مفتی، مدرس، دیدہ ور، شاعر ادیب
متقی، عالم، فقیہ نیک احمد رضا

نکتہ رس، ناقد، رباعی گو، یمِ فنِ عروض
پاک جوہر، خوش بیاں، شیریں کلام احمد رضا

عبقری، حاذق فی کُلِّ علم ماھر
نالَ نیلاً کاملاً عند الکریم احمد رضا

زُرتہٗ وجھاً بوجہٍ صار قلبی فارحاً
جاء نی باللّطفِ لیلاً فی المنام احمد رضا

ضو فشاند در ہجومِ تیرگی مانندِ نُور
می درخشد چوں سہیلِ اندر ظلام احمد رضا

دل تپد در سینہ و جاں بشگفد چوں برگِ گل
چوں ز نعتِ مصطفیٰ راند کلام احمد رضا

شاہِ جیلاں را غلامِ خاص و شیدائے رُخش
بردرِ غوث الورٰی دارد قیام احمد رضا

گرزِ علمش از سرِ کج گرداں آرد دِمار
دیوِ بد خُورا فرو بندد بہ دام احمد رضا

چوں مہِ تاباں غنی از فکرِ غوغائے سگاں
بے خطر چوں یوسف از طعنِ لئام احمد رضا

درنگاہِ عارفاں نعم العقائد ذاتِ اُو
نزد اہلِ علم و فن خیر الکلام احمد رضا

ہے لقب الشاہ و اعلیٰ حضرت و بحر العلوم
ہے رضا ان کا تخلّص اور نام احمد رضا

چاہتے تھے قدِ آدم قبر اپنے واسطے
آمدِ آقا پہ کرنے کو قیام احمد رضا

جان و دل سے حلقۂ اصحاب کے حلقہ بگوش
اہل بیتِ مصطفیٰ کے بھی غلام احمد رضا

حضرتِ حسّان بن ثابت کا لوٹ آتا ہے دور
دور میں جب نعت کا لاتے ہیں جام احمد رضا

دوستوں کے باب میں اک پیکرِ لطف و کرم
دشمنوں کے حق میں تیغِ بے نیام احمد رضا

نام کی تاثیر سے مل جائے گا عشقِ رسول
دیکھ لو رکھ کر کسی بچے کا نام احمد رضا

ان کی نظم و نثر نیزے کی اَنی بہرِ عدو
منہ میں گستاخوں کے دیتے ہیں لگام احمد رضا

کتنی صدیاں چاہییں جس کام کی تکمیل کو
کر گئے تھوڑے سے عرصے میں وہ کام احمد رضا

چھا گیا تیرا سلامِ جانِ رحمت ہر طرف
تیری روح پاک پر لاکھوں سلام احمد رضا

طے کیا آخر یہ اربابِ نظر نے اے نصیرؔ
ترجمان اہلِ سنت ہیں، امام احمد رضا

منقبتِ اعلیٰ حضرت

''صاحبِ اسرارِ من لدن، امامِ احمد رضا''

نتیجۂ فکر: علامہ جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

دشمنانِ دین را قاتل، امامِ احمد رِضا
سنّیاں را راہنماءِ کامل، امامِ احمد رضا

سوخت برق کلک او الحاد را
دینداراں رابجا مرہم، امامِ احمد رِضا

کشتہ حب نبی بُد بے مثال
زین سبب شد نعت گویاں را، امامِ احمد رِضا

مفتیِ ملت، فقیہ بے نظیر
بُد مجدد عصرِ حاضر را، امامِ احمد رِضا

بود در تفسیرِ قرآنِ مبین
صاحبِ اسرارِ من لدن، امامِ احمد رِضا

بود نازِ فلسفہ و فنِ منطق را امام
در ریاضی بُد نظیر خود ،امامِ احمد رِضا

تیغ او الحاد را مبرم قضا
در جہاد دینِ مصطفوی، امامِ احمد رِضا

بود در توضیحِ اسرارِ علوم
عالمِ علمِ لدنی آں امامِ احمد رضا

بہر آتش ہائے گستاخِ رسول
قطرۂ یمہا بداماں امامِ احمد رضا

آنکہ برکفار در غلظت عظیم
شرح رحماء بینھم آمد، امامِ احمد رضا

آنکہ نعرہ اش مثالِ صور بود
خفتہ ملت را سرا فیلے امامِ احمد رضا

دفتر ملت ازو شی ازہ یافت
بد شیر ازہ بندِ ملتِ آں، امامِ احمد رضا

اے امام عصرِ حاضر از مزارِ خود بخیز
ہست عالم در خطرہا، اے امامِ احمد رضا

دیوالحاد است در ارضِ مقدس ہائے کوب
آنکہ تعبیریست خوابت را، امام احمد رضا

تا بکے در خواب ماندی تا بکے
جاں بلب شد خستہ عالم، اے امام احمد رضا

﴿اپنی بات﴾

علامہ جلال الدین قادری رضوی کا سانحۂ ارتحال۔ ایک ولیِ کامل کا وصال

کہ من او را از محبّانِ خدا می بینم

مدیرِ اعلیٰ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کے قلم سے

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، نورِ مجسم، نبی مکرم ومحتشم، صاحب الجود والکرم سید عالم ﷺ اللہ جل جلالہ کی سر تا بقدم شان ہیں اور اصل ایمان ہیں۔ اللہ جل شانہ نے چودہویں صدی ہجری میں عبد مصطفیٰ اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان قادری حنفی قدس اللہ سرہ العزیز کو پیدا فرمایا کہ وہ قرآنی روح وتصور کے مطابق ہمارے دلوں کو صاحبِ قرآن علیہ التحیۃ والثناء کی طرف موڑ دیں۔ عبد مصطفیٰ احمد رضا اسم بامسمّٰی ٹھہرے انہوں نے ہمیں رضائے احمد مجتبیٰ ﷺ کی راہ دکھائی اور ہمارے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی روح پھونکی۔

ہمارے آج کے دور میں اسی عاشقِ رسول ﷺ کے صحبت یافتہ صلحائے امت کی آغوش میں تربیت یافتہ بلکہ اس کے تلمیذ تلمیذ یعنی اس کی ایک معنوی اولاد نے ہمیں اس دورِ آخر کے فوق ذی کل علم علیم یعنی اعلیٰ حضرت کے علمی جلال اور عشقِ سرورِ کائنات ﷺ کے جلوے دکھائے اس جید تاجورِ سخن کے اقلیمِ علم وعشق کی سیر کرائی۔ اس سراپا ایثار عالمِ وفا شعار کا اسم گرامی علامہ مفتی جلال الدین قادری رضوی نوری ہے ؎

جلا العلم کا، طبیعت سراپا جمال

حق تو یہ ہے کہ آپ کی سیرت وکردار، رفتار وگفتار، طرزِ تحریر اور اندازِ نگارش واسلوبِ تحقیق سے دانشِ نورانی کی معرفت، علم حقیقی و عشقِ سرمدی کا عرفان اور حق وصداقت کا وجدان ملتا ہے۔

دورِ حاضر میں وہ ہمارا بہت بڑا سرمایہ تھے۔ علم وتحقیق میں اپنا مقام آپ رکھتے تھے۔ حق وانصاف اور تاریخ نویسی کے آداب (تحقیق و دیانت) سے کما حقہ واقف تھے۔ بلاشبہ وہ محققِ عصر، مفسرِ قرآن اور مورخِ اہلِ سنن تھے۔ زہد وتقویٰ اور علم وتحقیق میں مجمع البحرین تھے۔ وقت کی دو عظیم علمی وروحانی شخصیات کے فیض یافتہ تھے، ایک طرف آپ کو محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب نور اللہ مرقدہ سے شرف تلمذ و بیعت و خلافت حاصل تھا تو دوسری طرف مجدّد ابن مجدّد، مفتی اعظم حضرت مصطفیٰ رضا خان نوری قادری برکاتی قدس اللہ العزیز سے بھی علوم روحانی (طریقت) میں شرف تلمذ وخلافت واجازات حاصل تھا۔ نصف صد سے زیادہ کتب ورسائل آپ کے رشحات قلم کے مرہون منت ہیں۔ ان میں سے ایک درجن کے قریب کتب و رسائل کا تعلق برصغیر پاک وہند میں ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء کے عہد میں آزادی کے لئے چلنے والی سیاسی اور مذہبی تحاریک سے ہے۔ امام احمد رضا اور دیگر علماء حق کے سیاسی، مذہبی اور تعلیمی افکار و نظریات پر شائع شدہ آپ کے تاریخی وتحقیقی رسائل نے مصنوعی محققین اور متعصب تاریخ نگاروں کی تحریروں کے تارِ عنکبوت کو

بکھیر کر رکھ دیا اور قوم وملّت کے اصل محسن اور حریت وآزادی کے محرک علماء حق ودانشورانِ ملّت کے روشن چہروں کو تاریخ کی اسکرین پر محفوظ کرلیا۔

علامہ جلال الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا یہ اہل سنت پر ایک عظیم احسان ہے اور آنے والی نوجوان نسلوں کے لئے احقاقِ حق کا ایک بڑا ذریعہ وماخذ۔ آپ کی علمی تحقیقات کے تین حوالے بہت اہم ہیں جو صبح قیامت تک آپ کو زندہ وتاباں رکھیں گے۔ اور قیامت کے دن ان شاء اللہ آپ کی بخشش کا سامان ہوں گے:

۱۔ تاریخ وخطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس (دوجلدیں)

۲۔ حیاتِ محدثِ اعظم پاکستان (۳ جلدیں)

۳۔ احکام القرآن (آسان اردو اصطلاحات میں، ۶ جلدیں)

افسوس کہ علم وعرفان کا یہ چراغ بھی بجھ گیا۔ آپ طویل علالت کے بعد ۲ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ/۱۲ رجنوری ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ، بعد نمازِ مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر میو ہسپتال، لاہور میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ورحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

سن ۲۰۰۷ء کا سال اہل سنت کے لئے صدموں کا سال گزرا۔ ۱۵ رجولائی ۲۰۰۷ء کو صدر الشریعہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے آخری شاگرد، دار العلوم امجدیہ کراچی کے مستند استاذ اور مفتی حضرت علامہ مفتی غلام یٰسین راز امجدی وصال فرما گئے۔ نبیرۂ استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان ۳ راگست ۲۰۰۷ء کو ٹریفک کے ایک حادثہ میں بریلی شریف سے ناگپور جاتے ہوئے شہید ہوگئے۔ ۴ راگست ۲۰۰۷ء کو سلطان الواعظین مولانا ابو النور بشیر کوٹلوی ایک طویل عمر پاکر واصل بحق ہوگئے۔ شرف ملت حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری اپنی طویل علالت کے بعد یکم ستمبر ۲۰۰۷ء کو آغوشِ رحمت میں چلے گئے ...... اور اب ۲۰۰۸ء کی ابتداء میں سرمایہ اہل سنت محقق عصر، جلال الدین والملت اپنے علمی جلال کے ساتھ آغوش رحمتِ ربّ ذوالجلال میں آسودۂ گل وگلزار ہوگئے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ۔

نکہتِ جاں بخش دارد خاکِ کوئے گل رخاں
عارفاں زانجا مشامِ عشق مشکیں کردہ اند

وہ چلے گئے، ان کو جانا ہی تھا اور ہم سب کو بھی ایک دن جانا ہی ہے۔ لیکن وہ اپنی صوری (عالم اولاد) اور معنوی (تصانیف، تلامذہ، مریدین) اولاد کی صورت میں ایسے چراغ روشن کر گئے ہیں کہ صبحِ قیامت تک چراغ سے چراغ جلتے رہیں گے اور ان کا نام روشن سے روشن تر ہوتا رہے گا۔

علامۂ مرحوم ومغفور کے صاحبزادۂ ذی وقار، علومِ شریعت وطریقت میں مظہر جلال، صاحب اخلاص وایثار، علم نواز اور وفا شعار مولانا مفتی محمود صاحب زید مجدہٗ اور ان کے برادران اور دیگر اہل خانہ اور متعلقین کے غم میں یہ راقم اور تمام اراکینِ ادارہ، سرپرست ادارہ واراکین ادارتی بورڈ، معارفِ رضا بالخصوص ماہرِ رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب زید مجدہٗ، علامہ سید شاہ تراب الحق قادری حفظہ اللہ الباری، ریسرچ اسکالر سلیم اللہ جندران صاحب، محقق تراث التواریخ الاسلامی پروفیسر مجیب احمد صاحب، مولانا اجمل رضا قادری صاحب، حاجی عبد اللطیف قادری صاحب، مولانا ڈاکٹر منظور احمد سعیدی صاحب، مولانا حافظ عطاء الرحمٰن رضوی صاحب، پروفیسر ڈاکٹر

ممتاز احمد سدیدی الازہری صاحب، پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری صاحب، سید ریاست رسول قادری صاحب، محقق کنز الایمان پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری حفظہ اللہ المنان، فاضل ریسرچ اسکالر پروفیسر دلاور خاں نوری سلمہ اللہ الباری برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت العلام کی مغفرت فرمائے اور ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ رحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

راقم کو امید ہے بلکہ یقینِ کامل ہے کہ حضرت العلام کے صاحبزادگانِ عالی وقار بالخصوص حضرت مولانا مفتی محمود صاحب زید مجدہٗ اپنے برادرانِ محترم، شرکائے کارِ رضا اور میدانِ علم وتحقیق کے ہم سفر وہم صفیر فاضلِ جلیل مولانا سہیل احمد سیالوی اور عالم نبیل پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی حفظہم الباری کے قافلہ کے ساتھ علامۂ مرحوم کے آثارِ علمی کی حفاظت اور اس کی نشر واشاعت بطریق احسن فرمائیں گے اور اپنے والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ادھورے کام کو نہ صرف پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے بلکہ ان کے علمی اور فکری ورثہ کے چراغ کی لَو کو تیز تر رکھیں گے اور اس دیر میں اپنے قلمِ حق آگاہ اور نوائے صبحگاہی سے نئے نئے جہانِ عشق ومستی پیدا کرتے رہیں گے تاکہ اہلِ علم وبصیرت ان کے کرشمۂ دم دیکھ کر مستانہ وار یہ نعرے لگاتے آئیں۔

دریں دیر از نوائے صبحگاہی
جہانِ عشق ومستی آفریدند

(اقبالؔ، بتصرف)

ادارہ ان تمام حضرات گرامی کا ممنون ہے جنھوں نے ہماری درخواست پر علامہ جلال الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ پر اپنے مضامین، تاثرات، تعزیتی کلمات سے ہمیں نوازا۔ ادارہ بالخصوص حضرت علامہ مفتی علیم الدین نقشبندی، حضرت مولانا مفتی محمد محمود احمد قادری، حضرت مولانا محمد سہیل احمد سیالوی اور مولانا پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد جلالی حفظہم اللہ کا صمیمِ قلب سے شکرگذار ہے کہ ان حضرات نے ہمیں بہت سے مضامین جمع کر کے اشاعتِ خاص کے لیے بھیجوائے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضراتِ محترم کی سعیِ جمیلہ کو شرفِ قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعائے صحت کی اپیل

ناشر رضویت حضرت علامہ مولانا ابو داؤد صادق صاحب مدظلہ العالی (سرپرستِ اعلیٰ، ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ، پاکستان) اور مجلسِ رضا کے بنیادی رکن اور رضا اکیڈمی کے چیئرمین صوفی حاجی مقبول احمد ضیائی صاحب (خلیفۂ خاص علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ) سخت علیل ہیں۔ قارئین کرام سے ان کی جلد صحتیابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

حیاتِ مبارکہ مفسرِ قرآن علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ خود ان کی تحریر کے آئینے میں

ترتیب و پیشکش: مفتی محمد محمود احمد☆

عرضِ مرتب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ!

مفسرِ قرآن، محققِ دوراں، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ درس و تدریس، وعظ و تذکیر اور تعلیم و تعلم سے عبارت ہے۔ قَالَ اللہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ (جل وعلا و ﷺ) سے مزین ہے۔ ہمیشہ بامقصد تحریر اور بامعنی تصنیف اور مفید تالیف اور پُرمغز گفتگو فرمایا کرتے، قلم و قرطاس سے آپ کا رشتہ نہایت مضبوط رہا، تحریر و تصنیف و تدریس کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود احباب و متعلقین کی غمی و خوشی میں بھرپور شرکت فرمایا کرتے، باقی قیمتی ترین و مفید ترین کتب و رسائل کی تصنیف و تالیف کے ساتھ آپ اپنی روزمرہ کی دیگر مصروفیات کو روزنامچے (ڈائری) میں اختصار کے ساتھ تحریر فرماتے۔ بالخصوص خطبۂ جمعۃ المبارک کی تیاری کے لئے مراجعت کتب کے وقت نوٹس و اشارات کو ڈائری میں تحریر فرمالیا کرتے، روزانہ باقاعدگی سے روزنامچہ لکھنا تو معمول نہ تھا، البتہ کسی خاص واقعہ یا بات کو ضرور تحریر فرمایا کرتے۔

آپ نے اپنی ذاتی ڈائری پر اختصار کے ساتھ اپنی زندگی مبارکہ کا اجمالی خاکہ خودنوشت کے عنوان سے یوں تحریر فرمایا۔

خودنوشت

نام: محمد جلال الدین　　کنیت: ابوسعید

مولانا خواج دین کے ہاں یکم جمادی الاخری ۱۳۵۷ھ/۲۹ جولائی ۱۹۳۸ء بروز جمعۃ المبارک اپنے آبائی گاؤں موضع چوہدو تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات میں پیدا ہوا۔

ابتدائی تعلیم:

قرآن مجید اور فارسی کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ ۱۹۵۸ء میں امتیازی حیثیت سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ امتحان سے فراغت کے فوراً بعد درسِ نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا۔ لالہ موسیٰ میں مولانا غلام قادر اشرفی علیہ الرحمہ کے زیرِ اہتمام چلنے والے مدرسہ عربیہ غوثیہ میں داخلہ لیا۔ حضرت مولانا غلام یوسف صاحب گجراتی اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب (حال صدر المدرسین مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں) سے ابتدائی صرف و نحو سے لے کر درسیات میں معقول و منقول کی انتہائی کتب تک پڑھیں۔ اسی دوران بقیۃ السلف حضرت مولانا الحاج غلام رسول صاحب قادری (زیب آستانہ قادریہ نوشاہیہ پنڈی آوان ضلع گجرات) مقیم لالہ موسیٰ سے بھرپور اکتسابِ فیض کیا۔ چند ماہ مولانا غلام رسول سے مدرسہ نقشبندیہ علی پور ضلع سیالکوٹ سے انتہائی درجہ کی کتب درسیہ پڑھیں۔

۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء میں عمدۃ المحدثین قدوۃ السالکین شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رضی عنہ مولاہ الصمد سے دورۂ حدیث پڑھا اور احادیث کی اجازت حاصل کی۔ اسی سال رمضان المبارک میں وزیر آباد میں شیخ القرآن حضرت مولانا عبدالغفور علیہ الرحمۃ اور شیخ الجامعہ حضرت مولانا محب النبی علیہ الرحمۃ سے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی اور تفسیر کی اجازت حاصل کی۔

شوال ۱۳۸۰ھ/ مارچ ۱۹۶۱ء سے جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ/ اکتوبر ۱۹۶۵ء تک قصور، جہلم، منٹگمری (ساہیوال) اور لالہ موسیٰ کے مدارسِ دینیہ میں معقول اور منقول کی جملہ کتب درسیہ متداولہ پڑھانے

☆ مدیر مسئول، ماہنامہ احکام القرآن انٹرنیشنل، کھاریاں، پاکستان

کا موقع نصیب ہوا۔ والدین اور اساتذۂ کرام کی تربیت کے اثر سے جی بھر کر محنت کی۔ ایک وقت میں بیس سے زائد اسباق پڑھانے کی سعادت بھی ملی۔

تحدیثِ نعمت:

جس طرح جملہ کتب درسیہ متداولہ کی تعلیم نہایت قلیل عرصہ میں میسر آئی۔ اسی طرح تمام کتب متداولہ کی تدریس بھی قلیل عرصہ میں میسر آئی۔ یہ اللہ ورسول جل وعلا و ﷺ کا کرم وفضل اور اساتذہ کرام کی شفقت تھی۔

مدارسِ عربیہ کے منتظمین حضرات کے ناگوار رویہ سے دل برداشتہ ہو کر ایک مختصری تربیت کے بعد محکمۂ تعلیم میں شمولیت اختیار کی ہے تاکہ قوت لایموت کی صورت بن سکے تاکہ اس کے بعد بھی فارغ اوقات مدارسِ دینیہ کے طلباء کو پڑھانے کی سعادت حاصل رہے۔ ساتھ ہی ساتھ مختلف مقامات پر حسبۃً للہ جمعہ کے خطبہ دینے کا موقع بھی ملا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

۱۹۶۸ء میں ایف۔ اے پرائیوٹ طور پر اور ۱۹۶۹ء میں فاضل عربی کا امتحان نمایاں حیثیت سے پاس کیا۔

۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں بظاہر ہر قسم کے اسباب کے فقدان کے باوجود حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے درِ اقدس پر حاضری کی اجازت مرحمت فرمائی اور مناسکِ حج کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ الحمد للہ علی احسانہ و کرمہ بطفیل حبیبہ ومحبوبہ والہ وصحبہ ﷺ

بیعت وکرامت:

جامعہ حنفیہ قصور میں تدریس کے دوران لائل پور (فیصل آباد) استادِ گرامی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ فقیر کی درخواست پر آپ نے ۸ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ/۲۲ جون ۱۹۶۱ء کو اپنی غلامی میں قبول فرما کر سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ میں داخل فرمایا۔ اسی طرح یہ احقر ''فقیر قادری'' بن گیا۔

دارالعلوم جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد منٹگمری (ساہیوال) کی تدریس کے دوران بعض امور کے لئے شاہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں ایک عریضہ حاضر کیا۔ جواب میں آپ نے بن طلب جو کرم فرمایا وہ آخری الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔

''...........میں آپ کو علی برکۃ المولیٰ تعالیٰ اجازتِ قرآن و اجازتِ حدیث واجازتِ سلاسل ومجموعۂ اعمال واذکار واشغال دیتا ہوں۔'' (فقیر مصطفیٰ رضا خاں غفرلہ، شب ۳، رمضان المبارک)

سرائے عالمگیر میں اپنی نوعیت کا ایک بے مثال جلوس بسلسلہ جشن عید میلاد النبی ﷺ ہر سال نکلتا ہے۔ آداب شرعیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے تنوع، تنظیم اور بے مثال اجتماعات کے اعتبار سے یہ جلوس ایک مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۹۷۰ء سے اس کے تنظیمی امور کی ذمہ داری بھی فقیر قادری پر رہی ہے۔

۱۹۷۷ء میں سرائے عالمگیر میں مجلس رضا فقیر قادری کی تحریک پر قائم ہوئی۔ اگرچہ فقیر قادری اس میں کسی عہدہ پر متعین نہیں کیا گیا تاہم عملاً بہت سی ذمہ داری کا بوجھ مجھ پر رہا۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

مجلسِ رضا سرائے عالمگیر نے اپنی مختصر مطبوعات کے باعث ملک کے اکابر سے خراجِ تحسین وصول کیا ہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریکِ تحفظ ختم نبوت میں حصہ لیا۔

تصانیف:

☆۔ امام احمد رضا قدس سرہ اکابر کی نظر میں (مطبوعہ)
☆۔ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس (مطبوعہ)
☆۔ اسلامی تعلیمی پالیسی ایک نظر میں (مطبوعہ)

☆۔ چودھویں صدی کا مجدد (تقدیم وتحشیہ) ۱۵۰ صفحات، ۱۹۸۰ء

☆۔ ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست (مطبوعہ) ۱۳۰ صفحات ۱۹۸۰ء

☆۔ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس (غیر مطبوعہ) (اب مطبوعہ ہے۔ راقم الحروف)

☆۔ گاندھی سے اندرا گاندھی تک (غیر مطبوعہ)

☆۔ تحذیر الناس اور مسئلہ ختمِ نبوت (تقدیم، غیر مطبوعہ)

علاوہ ازیں آپ کی تصانیف وتالیفات مندرجہ ذیل ہیں۔

☆۔ تفسیر احکام القرآن (چھ جلد) سورۃ النور آیت ۳۰ تک

☆۔ تذکرۂ محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد (دو جلد)

☆۔ کراماتِ محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد

☆۔ امام احمد رضا کا نظریۂ سائنس

☆۔ تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس

☆۔ ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست

☆۔ مقالاتِ ختمِ نبوت، مشمولہ'' قادیانی فتنہ اور علماءِ حق''

☆۔ (تخریج، ترتیب، تقدیم) فتاویٰ کراماتِ غوثیہ از امام احمد رضا

☆۔ (ترتیب) اسلامی شعار از افاداتِ محدث اعظم پاکستان

☆۔ رزقِ حلال

☆۔ آسان اسلامی معلوماتی کورس

☆۔ (تخریج وحواشی) آنا جانا نور کا از امام احمد رضا خان

☆۔ تذکرۂ حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خان قادری

☆۔ (ترتیب، تخریج، تحشیہ) توحید ورسالت کا مفہوم کلمہ طیبہ کی روشنی میں (از افاداتِ محدث اعظم پاکستان)

☆۔ سلامِ رضا کے چند اشعار (چار اشعار کی توضیح)

☆۔ فوائد درود وسلام

☆۔ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

☆۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ان کا مقامِ تجدید

☆۔ ندائے یا رسول اللہ ﷺ

☆۔ تذکرہ جمال الاولیاء مولانا غلام محی الدین المعروف مستانہ صاحب

☆۔ زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب

☆۔ (تقدیم، تحشیہ) الحج

☆۔ (تقدیم وتحشیہ) چودھویں صدی کے مجدد (از افاداتِ فاضل بہار)

☆۔ کالجوں کی حفاظت

☆۔ آزادی کی منزل

☆۔ فتنۂ ارتداد اور علمائے حق

☆۔ اثباتِ ذبیحہ

☆۔ ہندو سازشیں

☆۔ ساردا ایکٹ اور علمائے حق

☆۔ (تقدیم) تعلیم وتعلم از مولانا مفتی محمد علیم الدین مجددی

☆۔ (تقدیم) تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ از عبدالمجتبیٰ رضوی

☆۔ (تقدیم) جمعیت علمائے ہند اور احرار واسلام کے نام کھلی چٹھی

غیر مطبوعہ:

☆۔ خاکساری فتنہ

☆۔ حیات امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

☆۔ جنگ طرابلس اور بلقان کا حادثہ

☆۔ اعلیٰ حضرت کی تصانیف اور درود وسلام کے شوق آفریں صیغے

☆۔ (ترتیب وتدوین، تقدیم) مکتوبات حکیم محمد حسین بدر

☆۔ ترجمۂ خطبات رضویہ

☆۔ گاندھی سے اندرا گاندھی تک

☆۔ روئداد واقعہ چک سکندر (کھاریاں) مابین المسلمین والقادیانیین

☆۔ تحریکِ خلافت

☆۔ تحریکِ ہجرت

☆۔تحریک مسجد شہید گنج

☆۔علامہ فضل حق خیر آبادی

مطبوعہ:

☆۔ایم اے او کالج علی گڑھ، اسلامیہ کالج لاہور پر کانگریسی لیڈروں کی یلغار اور علمائے حق

☆۔تقدیم بر تذکرۂ قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری، مصنفہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

☆۔ذبیحۂ گاؤ پر پابندی اور علمائے حق

☆۔نوادراتِ محدث اعظم پاکستان (دو مجلد)

☆۔امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم

☆۔ودیا مندر سکیم، واردھا سکیم اور علمائے حق

☆۔تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم

☆۔ایک غلطی کا ازالہ

☆۔رضا یا رِضا (ایک لغوی و علمی بحث)

☆۔دار العلوم منظر اسلام بریلی کے چند مخلص معاونین

☆۔فتاویٰ رضویہ کی اولین اشاعت

☆۔دار العلوم منظر اسلام بریلی کا پس منظر اور اس کے پہلے پچیس برس کی خدمت کا خاکہ

☆۔دار العلوم منظر اسلام اپنے دور قیام کی اہم ضرورت

☆۔منظر اسلام بریلی کے چند اولین فضلاء

☆۔تقدیم بر سیرت سید الانبیاء مترجم مفتی علیم الدین نقشبندی

☆۔تقدیم بر فتائے امام احمد رضا اور تحریکِ پاکستان مرتبہ سید صابر حسین شاہ بخاری

☆۔ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ، (از افادات محدث اعظم پاکستان)

☆۔چودھویں صدی کا مجدد (تقدیم و تحشیہ) ۱۵۰ صفحات، ۱۹۸۰ء

حج و زیارت حرمین شریفین

حضرت نے اپنی ذاتی ڈائری میں سفرِ حج و زیارتِ حرمین شریفین کے سلسلے میں یہ تحریریں بطور یادداشت قلمبند فرمائیں۔

سفر مبارک حرمین شریفین زَادَهُمَا اللّٰهُ شَرَفاً وَّ تَعْظِيْمًا کا مادۂ تاریخ

☆حمید و مجید خدا خیر سے لائے۔ لے جائے بار ہا وہاں ۱۹۷۸ء

بشغل اللہ	فاروقِ اعظم
۱۳۹۸ھ	۱۳۹۸ھ
محمود	لاج ضیاء علم و عرفان
۱۳۹۸ھ	۱۳۹۸ھ

قاضی اسد رضا

۱۹۷۸ء

حج و زیارتِ حرمین شریفین

سفرِ حرمین شریفین زَادَهُمَا شَرَفًا وَّ تَعْظِيْمًا

☆۲۶ر ستمبر ۱۹۷۸ء، گھر سے کراچی کو روانگی بذریعہ ریل۔

☆۲ر اکتوبر ۱۹۷۸ء، جدہ کو روانگی بذریعہ ہوائی جہاز۔

☆۲ر اکتوبر رات ۱۹۷۸ء، مکہ معظمہ میں حاضری۔

☆۱۱ر اکتوبر ۱۹۷۸ء (۹ ذی قعدہ) بروز بدھ وار مدینہ طیبہ میں حاضری۔ بوقت ۲ بجے صبح (سحری)

☆۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۸ء (۲۰ ذی قعدہ) بوقتِ شام مدینہ منورہ واپسی مکہ معظمہ تک۔

☆۱۳ر نومبر/۱۳ر ذی الحجہ مکہ سے جدہ روانگی۔

☆۱۴ر نومبر جدہ سے کراچی بذریعہ ہوائی جہاز، شام ۸ بجے،

☆۱۶ نومبر کراچی سے (واپسی) بذریعہ تیز رو۔

☆۱۷ر نومبر کھاریاں کینٹ پر آمد بوقت نمازِ جمعہ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَحْمَةِ الْعٰلَمِيْنَ وَ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد عبداللہ قادری☆

حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری بن حضرت مولوی خواجدین مجددی رحمۃ اللہ علیہما ۱۹ جولائی ۱۹۳۸ء/ یکم جمادی الاخری ۱۳۵۷ھ کو ''چوہدو'' (مضافات کھاریاں) ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم نجی طور پر مسجد مکتب میں حاصل کی۔

۱۹۵۸ء میں میٹرک (درجہ اول) کیا۔ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۱ء تک مروجہ درسِ نظامی (عربی وفارسی) کی تعلیم، مدرسہ عربیہ غوثیہ لالہ موسیٰ (گجرات)، مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں (سیالکوٹ) سے حاصل کی۔ دورہ حدیث دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام (فیصل آباد) سے اور دورہ تفسیر جامعہ نظامیہ وزیر آباد (گوجرانوالہ) سے کیا۔

درسِ نظامی کے ہر فن کی کتب ابتداء سے لے کر درجہ تخصص تک سبقاً سبقاً پڑھیں۔ مولانا محمد یوسف گجراتی، مولانا غلام رسول گجراتی، مولانا غلام رسول قادری، مولانا محمد سردار احمد قادری، مولانا عبدالغفور ہزاروی جیسے فاضل آپ کے اساتذہ کرام میں شامل تھے۔

جون ۱۹۶۲ء میں آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں حضرت شیخ الحدیث محمد سردار احمد قادری سے بیعت ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان قادری بریلوی نے ۷ جنوری ۱۹۶۵ء کو بذریعہ مکتوب جمیع سلاسل طریقت میں اجازت عطا فرمائی۔

۱۹۶۵ء میں ایس وی ٹی (ریجن میں دوسرے نمبر پر) کا امتحان دیا۔ ۱۹۶۸ء میں ایف۔ اے (درجہ اول) ۱۹۶۹ء میں فاضل عربی (درجہ اول) ۱۹۷۰ء میں بی۔ اے کی تیاری کی، جو چند صدمات کے باعث امتحان نہ دے سکے۔

۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۵ء تک دارالعلوم حنفیہ قصور، دارالعلوم اہلسنت و جماعت جہلم، جامعہ حنفیہ (ساہیوال) جامعہ محمدیہ غوثیہ لالہ موسیٰ (گجرات) میں پڑھاتے رہے۔

۱۹۶۶ء میں محکمہ تعلیم سے وابستہ ہوگئے بطور ایس وی ٹیچر ۱۹۶۶ء تا ۱۹۸۱ء، گورنمنٹ سکول سرائے عالمگیر (ضلع گجرات) میں رہے، ۱۹۸۱ء تا ریٹائر ہونے تک گورنمنٹ ہائی سکول کھاریاں (گجرات) میں فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے۔

آپ کو اردو، فارسی اور عربی زبان پر مکمل عبور تھا۔ ۱۹۶۰ء سے لے کر صاحب فراش ہونے تک اعزازی طور پر خطابت فرماتے رہے۔

آپ، امام احمد رضا اکابر کی نظر میں، اسلامی تعلیمی پالیسی پر ایک نظر، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست، امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم، محدث اعظم (سوانح وسیرت) وغیرہ کے مصنف تھے۔

آپ بہت اچھے مترجم، مفسر تھے۔ ''احکام القرآن'' کے نام سے تفسیر لکھی۔ آپ نے اپنی تصنیف ''امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم'' مطبوعہ ۱۹۸۴ء ناشر مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور کا انتساب یوں کیا ہے:

''گرامی عزت والدِ ماجد حضرت قبلہ مولانا خواجدین مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی پرخلوص دعاؤں کے ساتھ، قدوۃ العلماء الراسخین، حضرت شیخ الحدیث، ابوالفضل محمد سردار احمد رضی اللہ عنہ،

☆ معروف محقق، عالم اور مصنف علامہ مولانا سید نور محمد قادری کے صاحبزادے اور نوجوان قلم کار، مجمع واہ کینٹ۔

محدثِ اعظم پاکستان کی بارگاہ میں اس کتاب کو پیش کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عزوشرف۔''

بادشاہا شکر سلطانی خویش | یک نگاہے بر گدائے سینہ اش

محمد جلال الدین قادری

آپ کے والدِ گرامی قدر ۱۶، اکتوبر ۱۹۸۴ء کو رحلت فرما گئے۔

علاقہ کی جانی پہچانی شخصیت تھے۔ حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری سے میرے والد گرامی قدر، نامور محقق و نقاد سید نور محمد قادری بن حافظ مولوی سید محمد عبداللہ شاہ بخاری قادری (م: دسمبر ۱۹۴۱ء) بن مولوی سید محمد چراغ شاہ سیالکوٹی مفتی سیالکوٹ (م: ۱۸۸۷ء) چک ۱۵ شمالی ضلع گجرات/ منڈی بہاء الدین سے گہرے علمی، ادبی اور خاندانی تعلقات تھے۔ سید نور محمد قادری، جب بھی چک ۱۵ شمالی سے اپنے عزیزوں کو ملنے گجرات شہر جاتے تو اکثر براستہ کھاریاں جاتے، وہاں مولانا محمد جلال الدین قادری سے ملتے، وہاں قیام فرماتے، علمی، ادبی گفتگو ہوتی۔

خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس کی ترتیب و تدوین کے زمانہ میں سید نور محمد قادری سے مسلسل خط و کتابت رہی۔ ہمارے چک ۱۵ شمالی میں مولانا محمد جلال الدین قادری کے چند عزیز بھی مقیم ہیں۔ ان میں ایک جناب محمد شریف ولد مستری فضل کریم ہیں، جو آج کل چوہدو میں مقیم ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ جب چک سے اپنے گھر آتی تھیں تو سید نور محمد قادری، انہیں مولوی محمد جلال الدین قادری کی مطلوبہ کتب دے دیتے، اس طرح ان تک پہنچ جاتی تھیں۔ مولوی محمد جلال الدین قادری، اپنے گاؤں ''چوہدو'' سے کھاریاں میں محلہ لطیف شاہ غازی نزد بھٹہ محمد خان، میں آباد ہو گئے۔ اس زمانہ میں وہاں چند ایک مکانات تھے۔ مولانا محمد جلال الدین قادری ''مولوی صاحب'' کے نام سے معروف تھے۔ وہیں آپ کے برادر عزیز مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی بھی مقیم تھے۔ مولوی محمد جلال الدین قادری صاحب اپنے برادر عزیز کو ''مفتی صاحب'' کے نام سے پکارتے تھے۔ دونوں بھائیوں میں بہت محبت و انس تھا۔ پھر دونوں اہل علم تھے۔ مفتی صاحب پاکستان ملٹری میں خطیب رہے ہیں۔ زمانہ تک وہ اپنے پیر خانہ ''کالا دیو'' جہلم، جامعہ سلطانیہ میں ہر روز کھاریاں سے جہلم جاتے تھے اور طلباء کو پڑھاتے، ہر شام کو گھر آجاتے۔ آج کل رہائش بھی کالا دیو میں رکھی ہوئی ہے۔

میں مئی ۱۹۷۶ء میں پاکستان ملٹری اکاونٹ ڈیپارٹمنٹ میں بھرتی ہوا تو میری پوسٹنگ سی او ایف اے (سی ایم اے (پی او ایف) واہ کینٹ) میں ہوئی تو کئی بار مجھے کھاریاں میں، حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری کے ہاں قیام کا موقع ملا۔ آپ، والد گرامی قدر سے انس و محبت کی بنا پر فقیر پر بھی شفقت فرماتے تھے۔ مجھے دونوں صاحب علم بھائیوں کے بہت قریب رہنے کا موقع ملا۔ ایک دفعہ دوران گفتگو بات روزنامچہ (ڈائری) لکھنے پر آئی تو حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری، مفتی محمد علیم الدین صاحب سے فرمانے لگے، ''مفتی صاحب، تسبیح رولنی سوکھی اے، ڈائری لکھنی اوکھی اے''۔

مولانا محمد جلال الدین قادری، گھر پر ہی باجماعت نماز کا اہتمام کرتے تھے۔ امامت خود فرماتے تھے۔ اس وقت جو بھی وہاں موجود ہوتا جماعت میں شامل ہو جاتا۔ دونوں بھائیوں میں ایک خاص صفت یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کے آدھے نام نہیں پکارتے، بلکہ پورا نام، محمد سعید احمد، محمد حبیب احمد، محمد محمود احمد، محمد مسعود احمد لیتے۔

۹۸، ۱۹۹۷ء میں اپنے عم مکرم سید گلزار محمد شاہ کے ساتھ بھور چھ

بسوہا گجرات جارہا تھا، تو ہم کچھ دیر کھاریاں میں حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری کے ہاں ٹھہرے، گرمیوں کا موسم تھا۔ ظہر کے بعد ان کے پاس چند بزرگ طالب علم آئے، وہ مولانا سے احکام القرآن کے مسائل سمجھتے آتے تھے۔ آپ کا اظہار وابلاغ پنجابی زبان ہوتی تھی۔ مجھے یہاں ایک بات یاد آرہی ہے۔ غوث زماں حضرت قاضی سلطان محمود قادری آوان شریف ضلع گجرات (م: مئی ۱۹۱۹ء) کا اظہار ابلاغ بھی پنجابی ہوتا تھا۔ بقول حضرت صاحبزادہ قاضی محبوب عالم قادری (م: دسمبر ۱۹۸۶) مدفون گجرات شہر ''تعلیم کے دوران ذریعہ اظہار وابلاغ پنجابی ہوتی، حضرت قاضی صاحب کے خیال اور تجربہ کے مطابق مادری زبان میں تعلیم زیادہ بہتر نتائج پیدا کرتی ہے۔'' (قطب العارفین از سید نور محمد قادری مطبوعہ ۱۹۸۵ء لاہور: ص ۱۱۷)

حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب کو علم، ادب اور تاریخ سے گہرا شغف تھا۔ انہوں نے دن رات مسلسل محنت کر کے کتب تحریر کیں۔ میں ستمبر ۱۹۸۱ء تا نومبر ۱۹۸۳ء تک لاہور اپنے محکمہ سی ایم پی لاہور میں رہا تو میری رہائش، حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی فخری قادری (۱۹۲۷ء۔۱۹۹۹ء) بانی مرکزی مجلسِ رضا رجسٹرڈ لاہور کے مطب پر ہوتی تھی۔ گرمیوں میں مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ کے دفتر ''نوری مسجد'' بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں رہتا تھا۔ اس عرصہ کے دوران مولانا محمد جلال الدین قادری جب لاہور تشریف لاتے تو اکثر میرے پاس ''نوری مسجد'' میں واقع دفتر مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور میں ٹھہرتے تھے۔

اس زمانے میں حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب کو نظر کا مسئلہ درپیش تھا، آپ کی نظر دن بدن کمزور ہورہی تھی۔ حضرت حکیم صاحب ان کے لئے خصوصی خمیرہ تیار کرواتے، بذریعہ ڈاک کھاریاں روانہ کرتے۔

آپ کی دو کتابیں، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست، ظہور الدین خان امرتسری بن قمر الدین خان امرتسری نے مکتبہ رضویہ گجرات کے تحت شائع کی تھیں۔

مولانا محمد جلال الدین قادری کو اس سلسلہ میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری، سید نور محمد قادری، ظہور الدین خان کی علمی، قلمی معاونت حاصل رہی۔ مولانا محمد جلال الدین قادری کی بھاری بھرکم شخصیت اس دور میں غنیمت تھی، انہوں نے تاریخ، ادب اور مسلک حقہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت کی۔ ایسا تحریری کام چھوڑا ہے جسے مدتوں تک یاد رکھا جائے گا۔

مولانا محمد جلال الدین قادری کے مشاہیر علم، ادب سے گہرے مراسم تھے۔ خصوصاً حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری (۱۹۲۸ء۔۱۹۹۹ء)، سید نور محمد قادری (۱۹۲۵ء۔ ۱۹۹۶ء) پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری (۱۹۴۴ء۔۲۰۰۷ء) اور ظہور الدین خان امرتسری مدظلہ سے گہرے تعلقات تھے۔

آج سے چند سال بیشتر میں کھاریاں، مولانا جلال الدین قادری کو ملنے گیا تو وہ مجھے اپنے گھر کے باہر گاڑی میں بیٹھے مل گئے، فرمانے لگے میں کچھ دیر کے لئے گجرات جارہا ہوں، سہ پہر تک آجاؤں گا، آپ گھر چلے جائیں ''محمد محمود احمد گھرے ای اے'' میں آپ کے دولت کدہ پر پہنچا تو محترم محمد محمود احمد موجود تھے، ان سے چند گھنٹے ملاقات رہی، سہ پہر کو واہ کینٹ کے لئے روانہ ہوا۔

ستمبر ۱۹۹۶ء کو والد مکرم سید نور محمد قادری نے ایک آنکھ کا اپریشن

کھاریاں کینٹ سے کروایا تو ان دنوں، مولانا محمد جلال الدین قادری کے ہاں ٹھہرے۔ حضرت کے صاحبزادگان، سید صاحب کی تیمارداری فرماتے رہے، سید نور محمد قادری، مولانا کے گھر کو اپنا گھر سمجھتے تھے۔ دونوں بزرگوں کے مدت تک دوستانہ مراسم بڑی گرم جوشی سے قائم رہے۔

''المعین'' ساہی وال سے مولانا قاسم الرضوی شائع کرتے تھے، اس میں میرے مضامین مشاہیر پر شائع ہوتے تھے، تو میں نے مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب سے ان کے حالات زندگی (سوانحی خاکہ) طلب کئے تو عنایت فرمائے۔ ان کے استفادہ سے میرا مضمون المعین نومبر ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ مولانا محمد جلال الدین قادری سے میری بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ دسمبر ۱۹۸۲ء میں میری شادی میری عم زاد سے ہوئی تو چک ۱۵ شمالی گجرات جا کر ''مولانا'' نے میری شادی میں شرکت کی اور نکاح پڑھایا تھا۔ یہ سید نور محمد قادری سے محبت وانس کی نشانی تھی۔

میں نے ایک بار ان سے آٹو گراف طلب کیا تو آٹو بک پر حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ کا خوب صورت اور پر مغز ومعنی مصرع تحریر کیا۔ ابروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است (ﷺ)

حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری نے اپنے لواحقین، متوسلین اور وابستگان کے لئے علم، ادب اور خدمت مسلک کے لئے ایسا پلیٹ فارم تیار کیا ہے جو ان لوگوں کے لئے معاون ومددگار ثابت ہوگا۔ جس پر چلنے میں آپ کے برادر عزیز مفتی الشیخ محمد علیم الدین نقشبندی مجددی مدظلہ اور ان کے صاحبزادگان، قاضی محمد سعید احمد، قاری محمد حبیب احمد، مفتی محمد محمود احمد، مولانا محمد مسعود احمد غازی، کو دشواری نہیں ہوگی۔ اس پلیٹ فارم پر چلنے والی گاڑی بآسانی سفر کرتی رہے گی۔ بعض اوقات گاڑی بان بدل جاتا ہے۔ یہ نظام قدرت ہے یوں ہی چلتا رہے گا بلکہ پرانے مسافر نئے مسافروں کے لئے جگہ چھوڑتے جاتے ہیں، اچھے مسافر وہی ہوتے ہیں جنہیں اچھے نام سے یاد کیا جائے۔ اس خاندان میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

علم، ادب کا روشن ستارہ کئی سال صاحب فراش رہنے کے بعد ۱۲ جنوری ۲۰۰۸ء کی شام کو چھ بج کر ۳۵ منٹ پر میو ہسپتال لاہور میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

۱۳ جنوری ۲۰۰۸ء بروز اتوار بعد نمازِ ظہر ۳ بجے، گورنمنٹ ہائی سکول کھاریاں کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، امامت کے فرائض حضرت خواجہ محمد صادق مدظلہ کے فرزند اکبر پیر عبدالواحد صاحب مدظلہ المعروف بہ حاجی پیر، کالا دیو خانقاہ سلطانیہ جہلم نے ادا کئے۔ جامعہ اسلامیہ تھپلہ، جی ٹی روڈ کھاریاں ضلع گجرات میں ہمیشہ کے لئے سپرد خاک کر دیا گیا۔

میں مولا کریم کے حضور دعا گو ہوں اے اللہ، حضرت مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی زید مجدہ، صاحبزادہ قاضی محمد سعید احمد، قاری محمد حبیب احمد، مفتی محمد محمود احمد، محمد مسعود احمد غازی کو صبر جمیل عطا فرما اور حضرت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، تاکہ ان کے مشن کو جاری وساری رکھ سکیں۔ آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ ''گلشنِ جلال الدین'' کو ہمیشہ آباد رکھ اور اس پر خزاں کا سایہ نہ پڑے۔

(شریکِ غم: سید محمد عبداللہ قادری بن سید نور محمد قادری، ۵ فروری ۲۰۰۸ء)

مفسرِ قرآن مفتی محمد جلال الدین قادری کا سانحۂ ارتحال

تحریر: مولانا مفتی محمد محمود احمد☆

یہ بات نہایت ہی غم و رنج کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ مفسرِ قرآن، محققِ دوراں، یادگارِ اسلاف، عالمِ باعمل، متبعِ شریعت، استاذ العلماء، زینت الاولیاء قبلہ والدی المکرّم حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری ۱۲ جنوری ۲۰۰۸ء/۲ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ، بروز ہفتہ، بعد نمازِ مغرب ۶ بج کر ۳۵ منٹ پر، میو ہسپتال لاہور کے شعبۂ امراض اعصاب و پٹھہ میں، ہمیں داغِ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے خالقِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً کَامِلَۃً شَامِلَۃً وَّافِرَۃً مُّتَکَاثِرَۃً.

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

مسکرا کر موت کا استقبال کیا۔ حیاتِ ظاہری کے آخری انفاس تک اور بظاہر جسم و جاں کا رابطہ منقطع ہونے پر بھی لبوں پر خوشگوار تبسم کی حسین موجیں تھیں۔

بوقتِ انتقالِ پُر ملال میرے برادر مکرم حضرت کے فرزند مولانا قاری محمد حبیب احمد نقشبندی، عزیزم حافظ محمد شعیب ولد محمد طفیل اور عزیزی محمد سعید ولد حاجی اللہ لوک اور راقم الحروف (محمد محمود احمد) مصروفِ خدمت تھے۔ الحمدللہ علی احسانہ ہمارے ہاتھوں میں نہایت اچانک قبلہ اباجی حضور دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف رخصت ہوئے۔ اس ناقابلِ یقین حادثۂ فاجعہ کے پیش آنے پر ہم پر کیا قیامت ٹوٹی؟ مت پوچھئے! ہمارے لئے دنیا اندھیر ہو گئی۔ خدا کسی پر ایسا وقت نہ لائے۔ بڑا ہی سخت تھا وہ وقت اور نہایت ہی عجیب منظر۔

حضرت کی وفات تنہا ایک ذات کی وفات نہیں، بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا خسارہ اور کل عالمِ اسلام کا نقصانِ عظیم ہے، اور ایسا نقصانِ عظیم کہ جس کی تلافی بظاہر محال نظر آتی ہے۔ باغ و لالہ زار پر بہاریں بھی آتی رہیں گی، ہزاروں نرگسیں بھی اپنی بے نوری کا ماتم کرتی رہیں گی لیکن اب ایسا ''دیدہ ور، صاحبِ نظر'' آنکھیں مشکل ہی دیکھ سکیں گی۔ ایسے ''رازدان و رازدارِ فطرت'' جو اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، اور بہت جی لگتا تھا جن کی محفل میں، صدیوں کیا قرنوں نظر نہ آئیں گے۔ محفل خالی رہے گی اور صدر نشین محفل کی مسند بھی خالی رہے گی۔ انجمنیں آباد بھی ہوں گی اور ویران بھی لیکن ایسے زینتِ انجمن، جو جانِ انجمن تھے، اب رونق افزائے انجمن نہ ہوں گے۔

بعد از وصالِ حق حضرت کے چہرۂ مبارک پر ملکوتی تبسم تھا، اعلیٰ حسن تھا، جمال باکمال تھا۔ اقبال نے مردِ مومن کا نشان بتاتے ہوئے سچ کہا تھا۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلبِ اوست

ہسپتال کے معاملات سے فراغت کے بعد اس مجسمہ علم و حکمت اور منبع ولایت و معرفت کے جسد مبارک کو بذریعہ ایمبولینس کھاریاں لایا گیا، بوجوہ قصداً یہ خبر وحشت اثر احباب سے نہایت مخفی رکھنے کے باوجود بے شمار نیک سیرت و حسین صورت افراد کا جمِ غفیر اپنے ایک محسن و مربی کے پاکیزہ جسدِ اطہر کا استقبال باکمال کرنے کے لئے سخت سردی کے موسم میں رات تقریباً دس بجے حضرت کی قیامگاہ کے باہر جمع تھا۔

موت اس کی ہے جس کا کرے زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لئے

قصیدہ بردہ شریف کے پاکیزہ کلمات کی حسین صداؤں میں مقدس مطہر ہاتھوں پر حضرت کی قیام گاہ پر جب جسد پاک پہنچا تو گویا

☆ مدیر مسئول، ماہنامہ احکام القرآن، کھاریاں۔

قیامت بپا ہوگئی، فضا نہایت سوگوار تھی، ہر آنکھ پرنم تھی، ہر ایک کا کلیجہ منہ کو آرہا تھا، اشکوں کا سیل رواں تھمتا نہ تھا، احباب، تلامذہ، متعلقین، رشتہ دار سبھی کے کلیجے شدتِ غم واندوہ سے پھٹے جارہے تھے، صبر کے پیمانے بے اختیار لبریز ہورہے تھے۔ اس روح فرسا خبر پر کسی کو یقین نہیں آرہا تھا۔ بہرحال ایسے مواقع پر صبر ہی جمیل ہوتا ہے اور اسی پر اجرِ جزیل عطا کیا جاتا ہے۔

رات کو احباب و متعلقین نے آئندہ کے لئے مشاورت میں جو فیصلے کئے وہ کچھ اس طرح ہیں کہ:

۱۔ حضرت کی نمازِ جنازہ ان شاء اللہ ۳ بجے سہ پہر گورنمنٹ ہائی سکول جی ٹی روڈ کھاریاں کے وسیع وعریض میدان میں ادا کی جائے گی۔

۲۔ حضرت کی تدفین جامعہ اسلامیہ تھپلہ جی ٹی روڈ کھاریاں میں کی جائے گی۔

۳۔ ختمِ قل شریف کی تقریب سعید ۱۷ جنوری ۲۰۰۸ء/ ۷ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ، بروز جمعرات، صبح گیارہ تا ایک بجے حضرت کی رہائش گاہ کے سامنے کھلے اور وسیع وعریض میدان میں منعقد ہوگی۔

چنانچہ ۱۳ جنوری ۲۰۰۸ء/ ۳ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ، بروز اتوار، بعد از نمازِ فجر غسل دیا گیا، جن خوش نصیب وتابندہ قسمت نفوس نے حضور مفسرِ قرآن علیہ الرحمۃ والرضوان کے جسمِ انور کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی، وہ اچھے مقدر والے لوگ یہ ہیں:

۱۔ حضرت کے برادرِ اصغر و تلمیذِ رشید، استاذ العلماء، فقیہ العصر، یادگارِ اسلاف، عالم باعمل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی مدظلہ العالی۔

۲۔ حضرت کے فرزندِ اکبر مولانا قاضی محمد سعید احمد نقشبندی مجددی

۳۔ مولانا قاری محمد حبیب احمد نقشبندی مجددی

۴۔ راقم الحروف محمد محمود احمد

۵۔ علامہ مولانا محمد مسعود احمد غازی

۶۔ ماموں جان، محترم حمید فاروق ولد صوفی محمد حسین مرحوم

۷۔ برادرم محترم عمر فاروق ولد نذیر احمد (چوہدو)

۸۔ برادرم عزیز محمد شمریز اختر قادری (ڈنگہ شہر)

۹۔ برادر عزیز علی نیاز (ڈنگہ شہر)

بعد غسل آپ کو کفن پہنایا گیا۔ حضرت نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں جو قیمتی ترین تبرکات نہایت عقیدت ومحبت اور بڑی کوششوں سے کثیر تعداد میں جمع فرمائے تھے، ان سب میں سے بطور تبرک تھوڑے تھوڑے لے کر آپ کے سینہ اطہر پر رکھے گئے۔ گنبدِ خضراء کے پاکیزہ سبز رنگ کا ایک قطعہ مبارکہ آپ کے نورانی لبوں کے حسن و جمال کو مزید حسین وجمیل بنا رہا تھا۔ گویا آپ اس کے یوں بوسے لے رہے تھے۔ جیسے ظاہری حیاتِ طیبہ میں اسے بار بار چوم کر آنکھوں سے لگایا کرتے تھے۔ اور پیشانی پر سجایا کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ قبلہ اباجی حضور نے ۷، شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ/ ۲۷ نومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعۃ المبارک، اپنی ذاتی ڈائری پر جمعۃ المبارک کے خطاب کا اجمالی خاکہ لکھتے ہوئے آخر میں یہ تحریر فرمایا تھا۔

عزیزو! کر چکو تیار جب میرے جنازہ کو
تو لکھ دینا کفن پر نام والا غوثِ اعظم کا

حضور قبلہ سیدی مرشدی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی وصیت۔ فقیر غفرلہ القدیر کی اپنے اعزہ واقارب کو یہی وصیت ہے۔

آج آپ کی وصیت مبارکہ پر عمل کرنے کا لمحہ آن پہنچا تھا۔ اس لئے حسبِ وصیتِ مبارکہ حضورِ سرکار غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک بھی زیبِ کفن شریف کیا گیا۔

ادھر جامعہ اسلامیہ تھپلہ جی ٹی روڈ کھاریاں میں حضرت کے مزار پُر انوار کی تیاری کے لئے محترم صوفی مشتاق احمد، محترم نذر حسین وغیرہ احباب اپنے ساتھیوں سمیت دیوانہ وار مصروفِ عمل تھے۔ محترم ماسٹر محمد سعید احمد قادری، محترم ماسٹر محمد عتیق الرحمٰن ودیگر احباب

گورنمنٹ ہائی سکول جی ٹی روڈ کھاریاں کے وسیع وعریض میدان کی صفائی اور صفوں کی ترتیب وغیرہ میں مصروف تھے۔

چنانچہ اپنے وقتِ مقررہ پر نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت کے تابوت شریف کو ہزاروں آہوں اور سسکیوں میں جنازہ گاہ کی طرف لایا گیا۔ راستہ بھر درود وسلام، نعت شریف، ذکر واذکار کا نورانی وملکوتی ورد جاری رہا۔ کلماتِ طیبات کی حسین صدائیں بلند ہوتی رہیں۔ آج سب لوگ اپنے محسن ومہربان کو ہمیشہ کے لئے الوداع کرنے جارہے تھے۔ فضا پُرسوز تھی، آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ گورنمنٹ ہائی سکول جی ٹی روڈ کھاریاں کا وسیع وعریض میدان مخلوقِ خدا کے بے پناہ ہجوم کیلئے ناکافی معلوم ہورہا تھا۔ کثرت سے نیک وعابدوزاہد، شب زندہ دار حضرات، حضرت کی نمازِ جنازہ کی ادائیگی کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھ کر، ادا کرنے کے لئے موجود تھے۔

(قربان جاؤں چوہدری دسوندی خان مرحوم کی قسمت پر جنہیں یہ موقع مالکِ حقیقی نے نصیب فرمادیا)

کھاریاں شہر اور مضافات کے عمر رسیدہ حضرات کے بقول حضور مفسرِ قرآن علیہ الرحمۃ کے جنازہ میں علماء ومشائخ، اساتذہ وطلباء اور پارسا ومتقی لوگوں کا جتنا ہجوم ہے، پہلے کبھی کسی کے جنازہ میں نہیں دیکھا گیا۔ علماء ومشائخ واساتذہ وطلباء وعابد وزاہد تو خلوصِ قلب اور حسنِ نیت کے ساتھ تشریف لائے ہی تھے لیکن انوکھی اور خوش گوار حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دنیا دار، مختلف طبقاتِ فکر سے متعلق حضرات اور سیاستدان بھی حضرت سے عقیدت ومحبت کی بناء پر نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے لئے موجود تھے۔ ہر کوئی یہی خیال کررہا تھا کہ اس کے سر سے ایک عظیم سایۂ شفقت اٹھ گیا ہے، وہ اپنے حقیقی محسن کی شفقتوں سے محروم ہوگیا ہے۔

مختصر وقت میں چند اکابر علماء ومشائخ نے حضور مفسرِ قرآن علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ، خدماتِ جلیلہ وحالاتِ شریفہ اور اہم علمی وتحقیقی، تعلیمی وتدریسی، تحریری وتصنیفی کارناموں کے متعلق اختصار کے ساتھ اپنے پاکیزہ جذباتِ قلبیہ پر مشتمل تاثرات ارشاد فرمائے۔
نمازِ جنازہ کا مقررہ وقت ہوا تو خانقاہ عالیہ نقشبندیہ سلطانیہ کالا دیو ضلع جہلم کے سجادہ نشین پیرِ طریقت حضرت قبلہ حافظ عبدالواحد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ المعروف حاجی پیر صاحب نے نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔

چوہدری دسوندی خان مرحوم کی نمازِ جنازہ تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان کے سرپرستِ اعلیٰ اور جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے مہتمِم اعلیٰ استاذ العلماء، عالمِ باعمل، یادگارِ اسلاف حضرت ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ سلطانپوری مدظلہ نے پڑھائی۔

قبلہ اباجی حضور کی نمازِ جنازہ میں کثیر علماء ومشائخ، معلمین ومتعلمین، اساتذہ وطلباء موجود تھے۔ چند مشاہیر کے اسماء گرامی یہ ہیں۔
(☆) سرپرستِ اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان ومہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی، شیخ المشائخ حضرت علامہ ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ دامت برکاتہم العالیہ۔
(☆) ناظمِ اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان، پروفیسر ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی، مہتمم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔
(☆) ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ۔
(☆) مصنف ومترجم کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری لاہور۔
(☆) جامع المعقول والمنقول علامہ حافظ خادم حسین رضوی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
(☆) پیشوائے اہلِ سنت حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری، امیر عالمی تنظیم اہل سنت پاکستان۔ جامعہ قادریہ عالیہ مراڑیاں شریف، گجرات
(☆) استاذ المجودین حضرت مولانا قاری محمد یوسف سیالوی، مہتمم جامعہ رضویہ احسن القرآن دینہ ضلع جہلم۔
(☆) حضرت علامہ مولانا محمد بشیر مصطفوی، میر پور۔

(☆) حضرت علامہ قاری عبدالعزیز نقشبندی، لالہ موسیٰ

(☆) حضرت علامہ مولانا کمال الدین، خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کوٹلہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

(☆) پیکرِ اخلاص و محبت حضرت علامہ مولانا محمد طفیل سیالوی، سابق خطیب جامع مسجد نور کھاریاں کینٹ۔

(☆) خطیب شہید حضرت صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی، زیب سجادہ آستانہ عالیہ باؤلی شریف۔

(☆) پیرِ طریقت حضرت پیر سید منیر حسین شاہ، جنڈانوالہ۔

(☆) حضرت علامہ مولانا محمد رفیق قادری، خطیب مرکزی جامع مسجد عالمگیری کھاریاں شہر۔

(☆) حضرت علامہ مفتی محمد طیب ارشد، شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ تھون، تحصیل سرائے عالمگیر۔

(☆) حضرت علامہ محمد فاروق بندیالوی، مہتمم مدرسہ اسلامیہ تھون، تحصیل سرائے عالمگیر۔

(☆) رئیس المتکلمین حضرت صاحبزادہ محمد حبیب اللہ نعیمی، مہتمم جامعہ حنفیہ رضویہ جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر۔

(☆) پیرِ طریقت صاحبزادہ محمد محمود قادری، زیب سجادہ آستانہ عالیہ اعوان شریف۔

(☆) مبلغِ یورپ حضرت مولانا غلام رسول صاحب، سرائے عالمگیر (حال مقیم برطانیہ)۔

(☆) ممتاز سکالر جگر گوشۂ شرفِ ملت، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، لاہور۔

(☆) پیرِ طریقت صاحبزادہ سید ضیاء احمد مشہدی کنارہ شریف۔

(☆) جگر گوشۂ فخر المشائخ پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی زیب سجادہ آستانۂ عالیہ محدث اعظم پاکستان۔

(☆) حضرت صاحبزادہ قاضی فیض رسول صاحب، فیصل آباد۔

(☆) حضرت علامہ مولانا باغ علی رضوی، فیصل آباد۔

(☆) پیرِ طریقت حضرت سید زاہد صدیق شاہ صاحب، زیب آستانہ عالیہ بوکن شریف (گجرات)۔

(☆) پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی۔

(☆) قاضی امیر حسین چشتی۔ (☆) قاری اختر حسین جلالی۔

(☆) قاری حافظ مختار احمد جلالی۔

(☆) قاری اختر حسین نورانی۔

(☆) صاحبزادہ محمد سہیل سیالوی دینہ۔

(☆) قاری غلام عباس سیالوی منڈیر۔

(☆) استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد رضاء المصطفیٰ، خطیب مرکزی جامع مسجد عیدگاہ ڈنگہ شہر۔

(☆) استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب ہزاروی، صدر مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی۔

(☆) استاذ العلماء مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق بھترالوی، مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکر یال راولپنڈی۔

(☆) حضرت صاحبزادہ ضیاء الحسن اشرفی، سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ لالہ موسیٰ۔

(☆) یادگارِ اسلاف حافظ غلام حسین سیالوی، لالہ موسیٰ۔

(☆) صاحبزادہ سید اقتدار حسین شاہ جنڈانوالہ۔

(☆) حضرت مولانا علامہ عبدالغفور، فتح پور۔

(☆) یادگارِ اسلاف، عالمِ باعمل حضرت مولانا حافظ فضل کریم مجددی، کوٹلی آزاد کشمیر۔

(☆) شیخ الحدیث مولانا کریم بخش صاحب۔

(☆) مولانا حافظ محمد اقبال جلالی، خطیب جامع مسجد عیدگاہ سرائے عالمگیر۔

(☆) صاحبزادہ مولانا ضیاء المصطفیٰ۔

(☆) ممتاز محقق پروفیسر منیر الحق کعبی۔

(☆) محترم المقام ڈاکٹر ظفر اقبال نوری، سابق مرکزی صدر انجمن

طلباء اسلام۔

(☆) حضرت علامہ مولانا محمد ظہیر بٹ۔

(☆) حضرت علامہ مولانا محمد طاہر تبسم قادری۔

(☆) شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبد اللطیف مجددی، جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔

(☆) صاحبزادہ خالد محمود۔

(☆) علامہ محمد شہزاد مجددی۔

علاوہ ازیں متعدد علماء و مشائخ اور مشاہیر نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

بعد از نمازِ جنازہ آفتابِ علم و حکمت، مقبولِ بارگاہِ ایزدی، حضور مفسرِ قرآن علیہ الرحمۃ کا دیدارِ عام کیا گیا۔ چہرۂ انور کی زیارت کرائی گئی۔ چہرۂ مبارک حسن و جمال کا محور تھا اور انوار و تجلیات کا مسلسل نزول ہو رہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ کثرتِ ہجوم کی وجہ سے کافی ضعیف و عمر رسیدہ، بزرگ حضرات، احباب، عقیدت مند و عشاقانِ دید، دید سے محروم رہ گئے۔

بعد زیارت جامعہ اسلامیہ تھپلہ جی ٹی روڈ کھاریاں میں تدفین کے لئے حضرت کے تابوت مبارک کو جب لے جایا گیا تو بے شمار دیوانے و پروانے اشکبار آنکھوں کے ساتھ چارپائی کی طرف لپک رہے تھے، حضرت کے جنازہ کا جلوس جامعہ اسلامیہ جی ٹی روڈ تھپلہ کھاریاں کی طرف جا رہا تھا۔ پیچھے چلنے والوں میں علماء بھی تھے اور مشائخ بھی، مدرسین بھی تھے اور محققین بھی، متوسلین بھی تھے اور خدام بھی، ہم سبق رفیق تھے اور شاگرد بھی، خواص بھی تھے اور عوام بھی، غرضیکہ جنازہ کی ادئیگی کے بعد اتنے کثیر احباب کا تدفین کے لئے اتنا فاصلہ طے کر کے جانا (بقول اکثر احباب) پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا، یہ حضرت سے عقیدت و محبت کا انداز و تقاضا تھا کہ تابوت شریف کو ہاتھ لگانا، کندھا دینا، کپڑا مس کرنا، ہر کوئی اپنے لئے باعث مسرت سمجھ رہا تھا۔ چنانچہ بعد نمازِ عصر حضرت کو جامعہ اسلامیہ جی ٹی روڈ تھپلہ کھاریاں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سپردِ خاک کر دیا گیا۔ یوں یہ آفتابِ علم و حکمت مغرب کے قریب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

آہ! وہ شام کتنی دردناک تھی محمود
جس شام کر کے وہ سب کو تنہا چلے گئے
وقتِ رخصت آنکھیں تھیں سب کی اشکبار
سب چرچے ان کے ہی کرتے چلے گئے

ابا جی حضور!

گذر تو جائے گی آپ کے بغیر بھی لیکن
بڑی اداس بڑی سوگوار گذرے گی

وہی بزم ہے، وہی دھوم ہے، وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اس چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا

مقدار میں گلاب کے پھول کی پتیاں تھیں، ادب واحترام کے پیشِ نظر سب حضرات وہاں برہنہ پا تھے۔ حضرت کے مزار مبارک میں استعمال ہونے والی خاک مبارک پر کوئی بھی شخص جوتے پہن کر نہیں کھڑا تھا، بلکہ ازراہِ تواضع سب حضرات ننگے پاؤں تشریف فرما تھے کہ مبادہ آپ کے جسدِ اطہر کے ساتھ مس ہونے کا شرف حاصل کرنے والی خاک شریف کی کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔

خلوص لطف و تکلم پہ جس کے پیار آئے
اسے بھی کل قبر میں ہم اتار آئے
بیان کرے تو جذبات میں نکھار آئے
قلم چلائے تو عقائد میں بہار آئے
پھر اک بار لٹا قافلہ محبت کا
پھر اک بار ہم الفت کی بازی ہار آئے

آپ کے مزار شریف کے ایک طرف جامعہ اسلامیہ اور جامع مسجد کی فلک بوس اور روح پرور عمارت ہوگی۔ جس سے اذان، تکبیر، تلاوتِ قرآن مجید، نعت خوانی، وعظ و تذکیر، درس و تدریس اور قال اللہ و قال الرسول کی پاکیزہ صدائیں آئیں گی۔

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد ﷺ

علامہ جلال الدین قادری رضوی

فکرِ رضا کا ایک عظیم مبلغ

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

﴿یہ مقالہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جلال الدین قادری علیہ الرحمۃ کی حیات میں لکھا گیا اور آپ کی قائم کردہ جامعہ اسلامیہ، کھاریاں کے افتتاح کے موقع پر پیش کیا گیا۔ علامہ مرحوم اس وقت بھی کافی علیل تھے اور ان کو وہیل چیئر پر جلسہ میں لایا گیا تھا۔ اس مقالہ کی تاریخی حیثیت کے پیش نظر معارفِ رضا کے قارئین کے لیے اسے شاملِ اشاعت کیا جارہا ہے۔ مدیر﴾

دنیا کے تمام غیر مسلم یہ سن کر حیرت و استعجاب میں انگشت بدنداں ہو جائیں گے کہ معلم کائنات اعلم جملہ کائنات، سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وحیِ الٰہی کا پہلا نزول محض علم کی برتری و ضرورت کا اعلان تھا۔ اور اس ایک اعلان میں وہ سارے اعلانات پوشیدہ تھے جو بعد میں قرآنِ عظیم کا منشور برائے عالمِ انسانیت بنے۔

یہ اعلان ہر لحاظ سے برحق اور درست تھا۔ اسلئے کہ علم نہ ہو تو دین کا کوئی معاملہ کما حقہٗ استوار ہو سکتا ہے نہ دنیا کا۔ اسلام کی روشنی نے غار حراء سے فاران کی چوٹی پر ظاہر ہوتے ہی نہایت پرزور انداز میں یہ اعلان کر دیا کہ علم کا اظہار کاہنوں اور ساحروں کے منتروں، کانا پھونسی، اسرار و رموز اور اشاروں اور کنایوں میں نہیں بلکہ برملا ہونا چاہیے تاکہ اس کی تحصیل ہر آدمی کے امکان میں ہو۔ سب کے لئے مباح ہو۔

پڑھنا پڑھانا ہر انسان کا مسلّم حق ہے، امیر کا بھی غریب کا بھی، سیّد کا بھی شیخ کا بھی، خیاط کا بھی دبّاغ کا بھی، کاشتکار کا بھی زمیندار کا بھی، عربی کا بھی، عجمی کا بھی، عالم کے فرزند کا بھی، ہما شما کا بھی۔

النّبی الامی الحبیب العالی القدر العظیم الجاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے جو پہلا لفظ دنیا نے سماعت کیا، اور بظاہر کیسی حیرت انگیز بات ہے، وہ "اقرأ" تھا۔ حالانکہ اس اولین وحی الٰہی کے مخاطب ایک ایسی ذات گرامی ہے، جسے اپنے وغیر سب جانتے تھے کہ وہ "امی" لقب ہیں اور تعلیم و تعلّم، پڑھنے پڑھانے اور لکھنے لکھانے کے لئے دنیا کے کسی استاد کے منّت کش نہیں رہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ایسا امی کس لئے منّت کشِ استاد ہو
کیا کفایت اس کو "اقرأ ربّکَ الاکرم" نہیں

اقرأ کا یہ مطالبہ اسلئے ہوا کہ محمد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھانے اور سکھانے والا "رب الاکرم" ہے اسلئے یہ معجزہ ہے اور دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے آگے عاجزِ محض ہے اور آپ کے ذریعہ جو وحی الٰہی دنیا کے رشد و ہدایت کے لئے آرہی ہے، وہ "الکتاب" یعنی ایک خاص کتاب ہو گی جو لکھی جائے گی، جس کے ایک ایک لفظ کی تشریح و تفسیر کے لئے ہزاروں کتابیں لکھی جائیں گی اور دنیا میں جتنی زبانیں بولی جائیں گی اتنی زبانوں میں یہ تفسیریں لکھیں جائیں گی۔ اور یہ "قرآن" ہو گی یعنی پڑھی اور پڑھائی جائے گی بلکہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے اور پڑھائی جانے والی

کتاب ہوگی۔ اگرچہ یہ سنی اور سنائی بھی جائے گی لیکن محض زبانوں سے کہی اور کانوں سے سنی جاتی ہو، ایسی بات نہ ہوگی۔ غور طلب بات یہاں یہی ہے کہ ''اقرأ'' کا مطالبہ اسلئے ہوا کہ تحریر و کتابت کی اہمیت دنیا پر روشن ہو جائے اور علم کو سینوں سے نکالکر کتابوں کی امانت میں دینے کی راہ کھل جائے۔ ذرا آیت کریمہ کی ترتیب جمیل تو ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِقرأ باسمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o

خَلَقَ الاِ نسانَ مِنْ عَلَقٍ o

اِقرأ وَ رَبُّکَ الاَ کرَمُ o

الَّذِیْ عَلَّمَ بِا لْقَلَمِ o

عَلَّمَ الاِ نسانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ o

یہ ہے اسلام کا اولین اعلان اور یہ اعلان تاریخ انسانی کا سب سے اہم، سب سے بڑا اور سب سے زیادہ روشن واقعہ ہے جس نے ظلمت کدۂ جہل میں ایک منارۂ نور قائم کر دیا۔ یہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ روئے زمین کے تمام انسانوں کے لئے سب سے زیادہ فخر کی بات ہے۔ اس آیت کریمہ کی منطقی ترتیب جمیل بھی عجیب و غریب ہے۔ جو ترتیب وار یوں ہے۔

۱۔ انسان ایک وجود ہے۔ یعنی عدم سے وجود میں آیا پہلے موجود نہ تھا پھر موجود ہوا۔ اسلئے ''الَّذِیْ خَلَقَ'' کہہ کر سب سے پہلے نعمتِ تخلیق کا ذکر کیا گیا۔ لیکن ''نعمتِ تخلیق'' عظیم ہونے کے باوجود بھی انسان اس کا تنہا حصہ دار نہیں بلکہ تمام مخلوقِ خدا اس نعمت میں انسان کی شریک اور حصہ دار ہے۔

۲۔ وہ نعمت جس سے صرف انسان سرفراز ہوا ہے اور جس میں کسی دیگر مخلوق کی شراکت نہیں، وہ علم ہے، یہی نعمت عظمیٰ و منّتِ کبریٰ ہے جس سے صرف انسان مشرف کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی قرآن نے یہ بھی اعلان کر دیا یہ کاہنوں اور ساحروں کا سرگوشیوں اور مکر و دجل والا علم نہیں ہے بلکہ یہ وہ علم ہے جو ضبط تحریر میں لاکر دنیا کے سامنے سورج کی روشنی میں رکھا جا سکتا ہے کہ جس کا ایک ایک لفظ دنیا کے لئے چیلنج ہے کہ وہ اسے پرکھے اور دیکھے کہ وہ اصلی سونا ہے یا کھوٹا ملمع کیا ہوا پیتل۔

قرآن کریم نے یہی نہیں کیا کہ حقیقی علم کو مصنوعی و فرضی علم سے اور علم نافع کو بے کار و بے سر و پا علم سے علیحدہ کر دیا بلکہ نعمتِ علم حقیقی کی حقیقت بھی دکھادی کہ یہ نعمت، نعمتِ تخلیق سے کہیں زیادہ برتر و افضل اور مفید ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ ''اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق'' نعمتِ تخلیق عام ہے جس میں انسان اور دیگر مخلوقات برابر کی شریک ہیں اسلئے اس نعمت کو محض ''رب'' کی طرف منسوب کیا۔ لیکن اس کے فوراً ہی بعد کلمۂ خطاب کو دہرا کر ''اقرأ و ربک الاکرم الَّذی عَلَّم بِا لقلَمْ عَلَّم الانسا نَ مَا لَم یَعْلَم'' فرمایا گیا۔ اس مکرر ''اِقرأ'' میں نعمت علم کو نہ ''رب'' کی طرف منسوب کیا گیا نہ ربِّ کریم کی طرف بلکہ ''ربِّ الاکرم'' سے اسے نسبت دی تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ''علمِ حقیقی'' کی نعمت وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جو از حد کرم والے پروردگار کا احسان و کرم ہے، اسلئے یہ سب سے بڑا کرم ہے۔

اگر دیکھا جائے تو واقعی ظلوم و جہول انسان پر اس سے بڑا کرم اور احسان کیا ہو سکتا ہے کہ علم و معرفت کا آفتاب نصف النہار پر درخشاں ہو گیا۔ جس کے نور کی نہ کوئی حد ہے اور نہ وہ کبھی ختم ہونے والا ہے۔

۳۔ ''رب اکرم'' فرما کر علمِ نورانی کی عظمت و اہمیت پوری طرح واضح کرنے کے بعد یہ بھی تصریح کر دی کہ قرآن مجید کے الفاظ میں اور اس کے واسطے سے قلم و تحریر کے ذریعہ انسان کے علم کو جو وسعت اور فراوانی عطا کی گئی ہے اس کی کوئی حد و شمار نہیں اور نہ اس کا اندازہ کرنا کسی انسانی عقل و فہم یا اس کے ایجاد کردہ کسی آلہ کے بس کی بات ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

''عَلَّمَ الْاِنْسانَ مالَمْ یَعْلَمْ''

۴۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ ہی ہے فضل و اکرام والا اور زمانے کا

صاحب امروز ہے جو علم و تقویٰ میں سب سے زیادہ ہو۔ اور یہی لوگ مرد ہیں جو اپنی ہمت سے زمانے کے سمندر سے گوہر نکال لاتے ہیں۔ پھر یہی ''صاحب امروز'' زمانے کا راکب بن کر ہفت کشور کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں۔ تو جب قرآنی علم سے فیضیاب ہونے والے کا یہ مقام ہے تو جو صاحب قرآن ہیں ان کے علم کی وسعت اور مقام و مرتبہ کی رفعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی بنیاد پر معلّمِ کائنات، اعلمِ ہر دوسرا، سید الوریٰ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ''العلم نور'' فرمایا، یعنی جو شے اس نور کے دائرے میں آگئی وہ منور و منکشف ہوگئی اور جس سے یہ مرتسم ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی۔

تمہید طویل ہوگئی مگر اب اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں۔ غارِ حراء سے علم کے نور کی جو روشنی چمکی تو اس کے سفر کی مختصر روئداد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے الفاظ میں کچھ یوں ہے:

سید عالم نور مجسم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے منوّر ہوئے۔ ان سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روشن ہوئے۔ ان سے تابعین اور پھر تبع تابعین اور ان سے ہمارے ائمہ کرام درجہ بدرجہ، یہاں تک عبدالمصطفیٰ احمد رضا صاحب العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ روشن ہوئے پھر احمد رضا جب صاحب امروز اور زمانے کے امام بنے تو انہوں نے اپنے چاہنے والوں سے فرمایا کہ ''اب میں چاہتا ہوں کہ تم ہم سے روشن ہو کر اس روشنیِ علم کے امین اور قاسم بن جاؤ''۔ تو وہ روشنی کئی روشن ہاتھوں سے پہنچتی ہوئی کھاریاں کے جس مقدس گھر میں اتری وہاں سے الحمدللہ حضرت علامہ جلال الدین قادری مدظلہ العالی کی صورت میں علمِ نورانی کا نیا سورج اپنے مکمل آب و تاب اور جاہ و جلال کے ساتھ طلوع ہوا اور اردگرد کے تمام علاقوں کو منور و مستنیر کرتا چلا گیا۔ آج الحمد للہ انہی کے نورِ علم سے ویرانے بستیاں بن کر جگمگا رہے ہیں۔ انہی کے تلامذہ، صاحبزادگان اور متوسلین کے روشن چہرے ایک تازہ بستی آباد کر کے اس کے در و دیوار کو علم کے انہی چراغوں سے منور کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو بارگاہِ نبوی سے امام احمد رضا محدث بریلوی نور اللہ قدسرہٗ کو عطا ہوئے تھے اور جو روشنی کا سفر طے کر کے متعدد واسطوں سے علامہ جلال الدین حفظہ الباری کے دست مبارک میں پہنچے ہیں۔ اور یہ وہ چراغ ہے جو چراغِ مصطفوی سے کسبِ نور کرتا ہے اور جو جہل و کذب اور مکر و دجل کی پھونکوں سے ان شاء اللہ کبھی بھی بجھایا نہ جا سکے گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علمِ نورانی کے اس چراغ کی لَو کو تیز سے تیز تر رکھے اور شرارِ بولہبی کی فتنہ سامانیوں سے اسے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین بجاہ، سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت علامہ جلال الدین قادری رضوی، دامت برکاتہم عالیہ کی ذات گرامی اس دور قحط الرجال میں اہل سنت و جماعت کا ایک بڑا قیمتی سرمایہ ہے۔ ان کا شمار فکرِ رضا کے عظیم مبلغوں میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے (آمین)۔ حضرت العلام نے ورثہ میں درویش طبیعت پائی ہے۔ کھاریاں کے اس دور دراز علاقہ میں بیٹھ کر وسائل کی کمیابی کے باوجود تبلیغ دین و مسلک اور تحقیق و تصنیف اور فکرِ رضا کی نشر و اشاعت کا جو نہایت اہم کام سرانجام دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور قابل تقلید ہے۔ آپ کے اگر تمام علمی کارناموں کو بیان کیا جائے تو اس کے لئے طویل وقت کی ضرورت ہوگی پھر بھی اس کے بیان کا کماحقہ حق ادا نہ ہو سکے گا البتہ صرف دو اہم خدمات کا ذکر کر کے بات کو سمیٹوں گا۔ ابن عیینہ کا مقولہ ہے:

''عالم وہ ہے جو ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھتا ہے''

(یعنی عالم کی زبان و قلم سے جو بات نکلتی ہے وہ تحقیق کے بعد نکلتی۔)

(ص ۱۵۹، جامع البیان العلم و فضلہ، علامہ ابن عبدالبر اندلسی)

تحقیق اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تحقیق کی اصل ''حق''

(یعنی ثابت ہونا) ہے اور اسی سے ''تحقیق'' یعنی کسی خبر کا پایۂ ثبوت تک پہنچنا ہے۔ گویا تحقیق نام ہے مجتہدانہ بصیرت کے ساتھ سچائی کی دریافت، تصدیق یا انکشاف کا۔ اسی کو ''احقاقِ حق'' بھی کہا جاتا ہے۔ اہلِ علم و تحقیق سچائی کے امین، متقی اور دیانتدار ہوتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا ()

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو۔''

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ علم ''رب اکرم'' جل مجدہٗ کی عظیم نعمت اور ''فوق کل ذی علم علیم''، اعلم عالمیان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ ہے اور تحقیق اسی علم کے ابلاغ کی ایک سنجیدہ کاوش اور انفس و آفاق کو نورِ حقیقت و معرفت سے منور کرنے کی ایک صالح کوشش ہے۔

اس تمہید سے بتانا مقصود یہ ہے کہ محقق کا صاحبِ علم ہونے کے ساتھ صاحبِ نظر اور صاحبِ تقویٰ ہونا بھی ضروری ہے۔

جب ہم دور حاضر کے علماء پر نظر ڈالتے ہیں تو علامہ جلال الدین قادری حفظہ اللہ الباری اس حوالے سے ایک امتیازی شان کے حامل نظر آتے ہیں۔ راقم کے خیال میں علامہ ابن عبدالبر اندلسی علیہ الرحمۃ کا یہ قول کہ:

''جید عالم وہ ہے جو اپنی بہترین مسموعات لکھتا ہے، اپنی بہترین مکتوبات حفظ کرتا ہے اور اپنی بہترین محفوظات روایت کرتا ہے'' ہمارے ممدوح کی شخصیت پر پورا اترتا ہے۔

علامہ جلال الدین قادری صاحب کی تحقیقات اور علمی نگارشات کے دو موضوع نہایت اہم ہیں۔

اول۔ تاریخ نگاری

دوم۔ تفسیر و تشریحاتِ آیاتِ قرآنی

۱۔ پاکستان کا قیام سوادِ اعظم (اہلسنّت و جماعت) کا رہینِ منّت ہے۔ اور یہ یوں بھی بدیہی بات ہے، اسلئے کہ برصغیر پاک و ھند و بنگلہ دیش میں مسلم آبادی کا تقریباً نوے فیصد اہلسنّت و جماعت ہے۔ ظاہر ہے اتنی بڑی آبادی کے عملی تعاون کے بغیر مسلمانوں کے لئے ایک آزاد مملکت کا قیام ممکن ہی نہ تھا۔ بلکہ تاریخی حقائق و شواھد تو اس بات پر شاہد عادل ہیں کہ ''تصورِ پاکستان'' کا معاملہ ہو یا ''تحریکِ پاکستان'' کا ازابتداء تا انتہا، علماء اہل سنت کے افکار عالیہ اور مساعیِ جمیلہ کا مرہونِ منت ہے۔ اہل سنت کے رہنما ہر دور میں اہل اللہ اور علماء حق رہے ہیں اور ان کی افتادِ طبع اور مزاج یہ رہا ہے کہ وہ ہر کام محض اللہ جل مجدہٗ اور اس کے رسولِ مکرم و محتشم ﷺ کی محبت اور خوشنودی میں کرتے ہیں۔ وہ ذاتی اغراض و مقاصد اور نمود و نمائش سے ہمیشہ نفور و گریزاں رہے ہیں۔ غالباً اسی لئے ان کا ذکر کتب تاریخ میں بہت کم دیکھنے میں آتا ہے اگر چہ کتبِ سیر میں ضرور ملتا ہے۔

یہی کچھ حصولِ پاکستان، قیامِ پاکستان اور استحکامِ پاکستان کی تحریکوں میں ہوا۔ ان مقدس حضرات کی سادہ مزاجی، خلوص و للّٰہیت، دنیاوی جاہ و جلال اور شہرت پسندی سے نفور اور بے نیازی، ان کو پردۂ خفا میں لے گئی اور میدان خالی پا کر تاریخ گھڑنے والوں نے دستارِ فضیلت ان علماء و زعماء کے سر باندھ دی جو تمام عمر متحدہ قومیت کے نعرہ پر دھمّال مچاتے رہے اور حال و قال کے ساتھ جھوم جھوم کر یہ شعر پڑھتے اور بت پرستوں کے امام مسٹر گاندھی کے چرنوں پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہے۔

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت
رفتی و نثارِ بت پرستے کردی

(معاذ اللہ)

حق و انصاف اور تاریخ نویسی کے آداب (دیانتداری اور تحقیق) کا تقاضا تو یہ تھا تحریک و تعمیر پاکستان کے ان محسنوں کی خدمات عالیہ کا تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا کہ جنہوں نے ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء کے کٹھن اور صبر آزما دور میں برسہا برس کی جدو جہد اور قربانیوں کے بعد تحصیل و تکمیلِ پاکستان کی راہ ہموار کی

مگر اس کے بدلے میں کچھ نہ چاہا۔ لیکن اس خرابی میں غیروں سے زیادہ اپنوں کا عمل دخل ہے۔ بہت معذرت کے ساتھ، ہمارے اہلِ علم وقلم اور محقق حضرات نے تاریخ نویسی سے اغماز برتا، میدان صاف پا کر اغیار کے قبضہ گروپ نے عمارت سازی شروع کردی اور جب تاریخ کے ہر موڑ پر انہوں نے بلند وبالا عمارات بنالیں تو ہم حیران وپریشان ہیں کہ یہ کیا ہوگیا؟

منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے!

تاریخ نگاری کی اس ضرورت کو شدت سے جن صاحب قلم اور صاحبِ درد حضرات نے محسوس کیا ان میں تین نام بہت نمایاں ہیں۔

۱۔ حکیم الامت حکیم موسیٰ امرتسری مرحوم ومغفور۔

۲۔ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ۔

۳۔ محقق عصر اور مورخ اہلِ سنن علامہ مولانا جلال الدین قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ۔

۴۔ اور بطور ادارہ جس ادارے نے نمایاں کام کیا ہے وہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی ہے۔

محققِ عصر حضرت علامہ جلال الدین قادری رضوی صاحب ایک صاحبِ طرز مصنف ہیں ان کی تقریباً ۵۰ کے قریب مطبوعہ رغیر مطبوعہ کتب کی جو فہرست فقیر کی نظر سے گذری ہے ان میں سے تقریباً ۱۱رمطبوعہ اور ۲رغیر مطبوعہ کتب کا تعلق غیر منقسم ہندوستان کی سیاسی تحریکوں، تحریکِ پاکستان اور اس کے ضمن میں مخالف وموافق تاریخی پس منظر سے ہے۔ حضرت العلام نے ان کتب میں جو تاریخی مواد پیش کیا ہے اس کو برصغیر کے مکمل سیاسی پس منظر سے علیحدہ کر کے سمجھنا ذرا مشکل تھا اسلئے انہوں نے نہایت سیاق سباق اور دستاویزی ثبوت کے ساتھ کانگریس اور نیشنلسٹ علماء کے نظریۂ متحدہ قومیت اور اس کے اجزائے ترکیبی پر پس منظر میں جگہ جگہ مختصر مگر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کے ذیل میں تحریکِ خلافت، تحریکِ ترک موالات، تحریکِ ہجرت، ترکِ گاؤکشی، آل انڈیا سنّی کانفرنس، جماعتِ رضائے مصطفیٰ، بریلی، جمعیۃ العلماء، جماعت انصار الاسلام، تحریکِ مسجد شہید گنج، ساردا ایکٹ، جنگِ طرابلس اور بلقان کا حادثہ، فتنۂ ارتداد، مسلم یونیورسٹی علیگڑھ، اسلامیہ کالج لاہور دیگر اسلامی کالجوں اور اسکولوں کے خلاف گاندھی اور اس کے ہم نوا کانگریسی علماء کی سازشیوں اور تحریکِ پاکستان کا ذکر مستند تاریخی حوالوں کے ساتھ کیا ہے۔ پھر اس ضمن میں نیشنلسٹ علماء مثلاً مولوی ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، حکیم اجمل خاں دھلوی، مفتی محمد کفایت اللہ دیوبندی، اسیر مالٹا مفتی محمود الحسن دیوبندی، مولوی حسین احمد مدنی وغیرہ کی سرگرمیوں اور کردار پر ناقدانہ نظر ڈالی ہے اور اس دور کے اخبار وجرائد کھنگال کر عجیب وغریب انکشافات کیے ہیں جن کے مطالعہ کے بعد مصنوعی محقق اور تاریخ نگاروں کی تحریروں کا تانا بانا تارِ عنکبوت ثابت ہوتا ہے اور تحریک آزادیٔ ہند اور تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے والے اصل محسن اور محرک رہنما، علماءِ حق کے روشن چہرے تاریخ کی اسکرین پر صاف نظر آنے لگتے ہیں جن میں سے چند کے اسماء گرامی:

۱۔ علامہ فضل حق خیر آبادی۔

۲۔ مولانا رضا علی خاں بریلوی۔

۳۔ امام احمد رضا محدث بریلوی۔

۴۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی۔

۵۔ مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی۔

۶۔ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی۔

۷۔ محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری رضوی۔

۸۔ مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی۔

۹۔ مولانا عبدالحامد بدایونی۔

۱۰۔ مولانا محمد عمر نعیمی۔

۱۱۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی۔
۱۲۔ مولانا ابوالحسنات محمد قادری۔
۱۳۔ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری۔
۱۴۔ مولانا دیدار احمد الوری۔
۱۵۔ مولانا عبدالغفور ہزاروی۔
۱۶۔ مولانا عارف اللہ میرٹھی۔
۱۷۔ مولانا قمر الدین سیالوی۔
۱۸۔ مولانا سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری۔
۱۹۔ مولانا زین الحسنات پیر آف مانکی شریف۔
۲۰۔ مولانا عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف۔
۲۱۔ مولانا سید سلیمان اشرف وغیرہم، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ان تمام تصانیف میں حضرت العلام کا اندازِ فکر محققانہ ہے۔ حقائق کو بے لاگ پیش کرنے کا ملکہ انہیں حاصل ہے۔ وہ حقائق کی بنیاد پر رائے قائم کرتے ہیں اور یہی چیز ایک محقق کے شایانِ شان ہے۔

علامہ کے بیان کردہ حقائق سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ پاکستان کا مفصل خاکہ سب سے پہلے معروف عالمِ اہل سنت اور جو امام احمد رضا محدث بریلوی کے مخلصین میں سے تھے، مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی علیہالرحمۃ نے پیش کیا۔ لہٰذا ''مصورِ پاکستان'' علامہ اقبال نہیں بلکہ موصوف ٹھہرتے ہیں۔ البتہ علامہ اقبال نے آپ ہی سے استفادہ کرتے ہوئے ۱۹۳۰ء میں سیاسی پلیٹ فارم سے اس نظریہ کو آگے بڑھایا۔ لیکن مولانا عبدالقدیر بدایونی علیہ الرحمۃ کے پیش کردہ نظریہ کے پس منظر میں سب سے پہلے ۱۹۲۵ء میں صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ (آل انڈیا سنّی کانفرنس) کی بنیاد رکھ کر مسلمانوں کی سیاسی شیرازہ بندی کا آغاز کیا۔

ضرورت اب اس امر کی ہے کہ علامہ موصوف اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اور بعض دیگر جدید اہل قلم کی اس موضوع پر لکھی گئی نگارشات کو اسکول، کالج اور جامعات کے نصاب کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر نئے سرے سے ایڈٹ کر کے شائع کیا جائے انہیں مراکزِ تعلیم کی لائبریریوں میں داخل کیا جائے اور نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ موضوع پر اگر کتاب نصابی ضروریات کے مطابق موجود ہوگی تو اس کا داخل نصاب کرانا کوئی مشکل کام نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اب ہمارے نوجوان محقق اور قلم کار خصوصاً جنہوں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ یا علمائے اہل سنت کے کارناموں کے حوالے سے پی۔ایچ ڈی کی ہے وہ سامنے آئیں اور موجود مواد و مآخذ اور وسائل سے نصابی کتب کی تالیف اور ایڈیٹنگ کا کام ایک ٹیم ورک اور تقسیم کار اسکیم کے تحت جلد از جلد شروع کردیں۔ اس ضمن میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سے جو بھی خدمات ہوسکتی میں وہ تعاون کے لئے تیار ہے۔

۲۔ جہاں تک حضرت علامہ جلال الدین قادری مدظلہ العالی کی تفسیر آیات احکام القرآن کا کارنامہ ہے (فقیر ہیچمدان سچی بات یہ ہے کہ خود کو اس پر تبصرہ کرنے کا اہل نہیں پاتا۔) جید علماء کرام زیادہ بہتر روشنی اسکی اہمیت اور خصوصیات پر ڈال سکتے ہیں، البتہ احقر نے آج سے پانچ سال قبل جب حضرت نے احکام القرآن کی پہلی جلد بھیجی تھی تو اس کا مطالعہ کیا تھا۔ یہ ناچیز جو عربی کی شدبد ایک مبتدی سے بھی کم رکھتا ہے۔ اور علوم فقہ وحدیث سے نابلد ہے اس کتاب میں لکھے ہوئے ہر جملہ کو نہایت آسانی سے سمجھ گیا۔ چونکہ الحمد للہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مطالعہ کا ذوق عطا فرمایا ہے، کتبِ فقہ اور حدیث کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں لیکن اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ اس قدر آسان اردو میں فقہی ابواب پر مشتمل تفسیر احکام القرآن میری نظر سے نہیں گذری۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ مبتدی سے لیکر اساتذۂ فن اور عالم جلیل تک ہر قاری کے ذوقِ مطالعہ کے مطابق وافر مواد اس کتاب میں موجود ہے، کسی بھی مرحلہ پر قاری نہ الجھن

محسوس کرتا ہے نہ ذوق مطالعہ پر کوئی جملہ یا ترتیب، یا دلائل کا نظم و ضبط، یا پیرایۂ بیان، یا اسلوبِ نگارش گراں گذرتا ہے۔ فقہی اصطلاحات اور ادق پیرائے بیان کو اسقدر آسان اور روزمرہ میں تبدیل کر کے بیان کیا گیا ہے کہ قاری کی دلچسپی ہر آیت کریمہ اور باب کے مطالعہ کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے اور وہ کتاب کو ختم کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھتا۔ لہٰذا یہ کتاب طلبہ، اساتذہ، محقق فن، علماء اور فقہاء سب کے لئے برابر کی مفید ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ مآخذ ومراجع کا ایک ایسا ذخیرہ اس کے اندر جمع کر دیا گیا ہے کہ جس نے فقہ کے کسی بھی موضوع پر تحقیق کرنے والے کا کام آسان بنا دیا ہے۔ اب تو فقہ وحدیث اور دیگر اسلامی فنون کے حوالے سے اسقدر اسٹڈیز آگئی ہیں کہ ایک محقق کے لئے حوالہ تلاش کرنا آسان ہوگیا ہے۔ لیکن حضرت مصنف نے کھاریاں کے ایک دور دراز علاقہ کے ایک دیہات میں بیٹھ کر ہر موضوع پر کثیر کتب جمع کیں اور پھر ان کا مطالعہ کیا اور حوالہ تلاش وجستجو کے بعد تحریر کیا، یہ بلاشبہ ان کے بلند ذوق مطالعہ اور محقق مزاج ہونے کی دلیل ہے۔

	جلد اول	چار جلدوں کا میزان
۱۔ تعداد منتخب آیات جن سے احکام کا استخراج ہوا	۵۶	۳۰۱
۲۔ تعداد احکام مستخرجہ شرعیہ	۱۱۸۴	۳۷۶۳،
۳۔ تعداد آیات مقدسہ مؤیدہ احکامِ مستخرجہ مذکور	۳۵۹	۹۹۸
۴۔ تعداد احادیث طیبہ مؤیدہ احکامِ مستخرجہ مذکورہ	۳۳۵	۹۵۷
۵۔ احکام کو زینت دینے والے حوالہ جات کی تعداد	۶۸۷۹	۲۶۰۷۴

صرف سورۂ بقرہ کی آیات الاحکام جو کل ۵۶ ہیں، یعنی احکام القرآن کی پہلی جلد کا ایک تجزیہ ملاحظہ ہو تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت مصنف ممدوح نے اس پیرانہ سالی میں تفسیر وفقہ کے حوالے سے تحقیق وتدقیق میں کس قدر عظیم کاوش فرمائی ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے کیسا عظیم علمی خزانہ عطا فرمایا ہے۔

فقیر کے پاس ابتک صرف ۴ جلدیں احکام القرآن کی آئی ہیں ان چاروں جلد میں مجموعی طور پر ابتک کل ۳۷۶۳ احکام مستخرجہ بیان کئے گئے ہیں جبکہ اس کے لئے ۲۶۰۷۴ حوالہ جات پیش کئے جا چکے ہیں۔

اس سے حضرت العلام کے وسیع الاطلاع ہونے اور فقہ، اصولِ فقہ حدیث، اصولِ حدیث، لغات، صرف ونحو اور دیگر علوم قرآن پر کمال دسترس رکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ جس طرح حضرت کی زیر نظر تصنیف اردو کے فقہی اور تفسیری لٹریچر میں ایک گرانقدر اضافہ ہے اسی طرح حضرت کی ذات گرامی بھی اس دور قحط الرّجال میں ایک عظیم سرمایہ ہے۔

احکام القرآن ایک ایسی تصنیف ہے جسے مدارس اور جامعات کے نصاب میں شامل کرنا چاہئے۔ ہم عوام وخواص اہل سنت کا فرض ہے کہ اللہ رب العزت کے اس انعام کی جو حضرت العلام کی ذات مقدسہ کی صورت میں ہمیں عطا ہوا ہے، اس کی قدر کریں اور ان کی ذات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کے ساتھ حضرت کی تصنیفات وتالیفات کی نشر واشاعت کی مساعی جمیلہ میں دامے، درمے، قدمے، سخنے حتی المقدور معاونت کریں۔

حافظ شیرازی کا ایک شعر نذرِ قارئین ہے ؎

ہنگام تنگ دستی در عیش کوش و مستی
کایں کیمیائے ہستی قارون کند گدارا

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث والتفسیر جلال الدین قادری رضوی نوری دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وعافیت کے ساتھ طویل عمر عطا فرمادے اور اس دارالعلوم کو جس کی بنیاد انہوں نے تقوے پر رکھی ہے، اکناف عالم کے لئے روشنی کا ایک منار بنادے۔

(آمین بجاہ، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

حضرت مفسرِ قرآن کا سانحہ ارتحال

از: قاضی محمد سعید احمد نقشبندی مجددی☆

گذشتہ برس ۱۴ جنوری کا سورج اہالیانِ کھاریاں ومضافات کے لئے لازوال خوشیوں، مسرتوں اور سعادتوں کی نوید لے کر طلوع ہوا۔ دنیائے اسلام کی مقتدر علمی شخصیات، روحانی اکابرین اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے جمِ غفیر میں مفسرِ قرآن حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں علومِ اسلامیہ کی معیاری درسگاہ جامعہ اسلامیہ کے لئے جی ٹی روڈ کھاریاں پر حاصل کی گئی خوبصورت قطعۂ اراضی میں جامعہ اسلامیہ کی پرشکوہ عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ اس پرمسرت روحانی تقریب میں حضور مفسرِ قرآن رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر سے اکابر علماء ومشائخ نے اتنی کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ جس کی نظیر کھاریاں و مضافات کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ٹھیک ایک سال بعد جنوری ۲۰۰۸ء بمطابق ۱۴۲۹ھ کا ماہِ محرم الحرام شروع ہوا ہی تھا ہر طرف شہزادہ گلگوں قبا، سید الشہداء، نواسہ رسول، امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غم انگیز اور دلربا یادوں کے چراغ جلنے لگے تھے۔

منبر ومحراب قَالَ اللہُ جَلَّ شَانُہٗ وَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ کی روشنی میں ذکر وفکرِ حسین کے اجالے بانٹنے لگے تھے۔ رسولِ رحمت ﷺ کے مقدس خاندان کے طاہر وطیب خون سے ریگزارِ کربلا پہ رقم ہونے والی داستانِ رنج والم اور رودادِ صبر واستقامت نے اک بار پھر قلوب واذہان اور روحوں کو اپنی گرفت میں لینا شروع کیا تھا۔ صدیوں سے گزرتے ہر سال کی طرح اس سال بھی غمِ حسین میں بہنے والے آنسوؤں کی نمی روشنی اور خوشبو بن کر غمگساری ودلفگاری، عزم وہمت اور ایمان وایقان کی مدھم ہوتی لو کو بڑھاوا دینے لگی تھی کہ ایسے دردانگیز جرأت خیز ماحول میں پاکستان کی فضاؤں میں آہوں اور سسکیوں کے درش پر ایک ایسی جانکاہ اور روح فرسا خبر ابھری جس نے عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ اور محبانِ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو اور بھی سوگوار کر دیا۔ یہ خبر تحقیق وتصنیف کی آبرو، فقرِ غیور کے جمال اور اپنے عہد میں دینِ حق کے جلال مفسرِ قرآن حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری کے وصال کی خبر تھی۔ اِنَّـا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی، علم وعرفان، تعلیم وتدریس اور تحقیق وتصنیف کا ایک آفتاب غروب ہوگیا۔ دو چار سال کی بات نہیں یہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہے جس میں ضلع گجرات کے شہر کھاریاں میں بیٹھ کر اس مردِ دُرویش نے دینِ حق کی ترویج واشاعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے ۱۹۶۰ء میں برصغیر پاک وہند کے معروف محدث، عالم ساز معلم، حق افروز اور باطل سوز مبلغ، کشتۂ عشقِ رسول اور قاسم حُبِّ نبی، نبراس المحدثین حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ محدثِ اعظم پاکستان سے سندِ حدیث حاصل کی اور پھر اس کے بعد لمحے بھر کے لئے بھی خدمتِ دین سے فارغ نہیں بیٹھے، اور فارغ بیٹھتے بھی کیسے کہ آپ کے اساتذۂ کرام میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان، حضرت شیخ القرآن علامہ

☆ مدیر اعلیٰ، ماہنامہ احکام القرآن، کھاریاں۔

عبدالغفور ہزاروی اور حضرت علامہ مولانا محب النبی محدثِ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہم جیسی نابغۂ روزگار شخصیات شامل تھیں اور آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلاسلِ طریقت میں اجازت حاصل تھی۔

سالہا سال تک سرکاری سکولوں اور دینی مدارس میں تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ یوں سینکڑوں نہیں ہزاروں طلبہ کی تعلیم وتربیت آپ کے فیضِ نگاہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ آپ جانتے تھے کہ الفاظ تھوڑی دیر کے لئے جذبوں میں ارتعاش پیدا کرتے ہیں دلوں کو گرماتے ہیں مگر پھر ہواؤں میں بکھر جاتے ہیں لیکن لکھے ہوئے حروف کی روشنی کبھی مدہم نہیں ہوتی۔ کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی ضرور اس سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اور فیض باری کا یہ سلسلہ کسی ایک زمانے تک محدود نہیں رہتا بلکہ نسل بعد نسل جاری وساری رہتا ہے۔ اس لئے آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے تقریر کی بجائے تحریر کے میدان کا انتخاب فرمایا اور اس میں بھی محض تحریر برائے تحریر کی بجائے مقصدیت کو پیشِ نظر رکھا۔ جس مشکل گھاٹی کو کوئی دوسرا شاہسوار وسائل کی بھرمار کے باوجود سر نہیں کرسکا، آپ نے اپنے جذب وجنوں سے اسے پاپیادہ ہی طے فرمایا۔

تحریکِ پاکستان، اسلامی نظریۂ تعلیم فقر وتصوّف اور تفسیرِ قرآن آپ کے خاص موضوعات تھے۔ جن پر آپ نے چھوٹی بڑی سو سے زائد تصانیف رقم فرمائیں۔ مملکتِ خداداد پاکستان کی تحریکِ آزادی اور قیامِ پاکستان کے بعد پیش آمدہ حالات کچھ اس طرح تھے کہ بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے معتمدِ خاص رہبرِ ملت سردار عبدالرب نشتر جیسے مخلص اور بے لوث رہنما کو کہنا پڑا۔

نیرنگی سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

تاریخ پاکستان کی بابت پھیلائے گئے مغالطوں میں سے ایک مغالطہ یہ بھی ہے کہ سب کے سب علماءِ دین نے تحریکِ پاکستان کی مخالفت کی تھی اور یہ جھوٹ اس تواتر سے بولا گیا ہے کہ اب اسے سچ کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ ہر خاص وعام یہی کہتا ہوا سنائی دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دارالعلوم دیوبند کے مولانا حسین احمد مدنی اور ان کی جمعیۃ العلمائے ہند، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کی مجلسِ احرار اور جماعتِ اسلامی وغیرہ، تحریکِ پاکستان کے مخالف تھے۔ لیکن یہ سب مل کر بھی علماء کی اکثریت کے نمائندے نہیں تھے۔ برصغیر کی اکثریت آبادی اہلسنت پر مشتمل تھی اور اہل سنت کے علماء نے من حیث الجماعت اِکا دُکا کو چھوڑ کر اجتماعی طور پر تحریکِ پاکستان کی حمایت کی تھی۔ جب بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ اور رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ بھی ابھی ہندو نواز کانگرس سے الگ نہیں ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی مسلمانوں کو انگریز اور ہندو دونوں کی چالوں سے الگ رہنے کی تلقین کررہے تھے۔ دوقومی نظریہ مسلم لیگ نے بہت بعد میں اختیار کیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے ۱۸۹۷ء سنی کانفرنس میں اس کا اعلان فرماچکے تھے۔ اہلسنت علماء نے ۱۹۲۵ء میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان اور صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہما کی زیرِ قیادت ''جمہوریتِ اسلامیہ'' آل انڈیا سنی کانفرنس قائم فرمائی تھی جو ہندوؤں سے الگ رہ کر آزادی وطن اور ترویج دین کے لئے کوشاں تھی۔

چٹا گانگ سے لے کر خیبر تک تمام خانقاہیں، سنی مدارس اور علماء ومشائخ مسلم لیگ کے معاون تھے۔ قیامِ پاکستان سے قبل بھی امرتسر سے نکلنے والا جریدہ الفقیہ اپنی پیشانی پر امرتسر (پاکستان) کے الفاظ سے شائع ہوتا تھا۔ ۱۹۴۶ء میں سنی علماء ومشائخ نے ہزاروں کی تعداد میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں شریک ہو کر اعلان کیا تھا، اگر مسلم لیگ مطالبہ پاکستان سے دستبردار بھی ہو جائے تو سنی علماء وعوام پاکستان بنا کر دم لیں گے۔ ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں علی گڑھ کے طلبہ کے ساتھ ساتھ سنی علماء ومشائخ نے بھی کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے، قیامِ پاکستان کے بعد مخالفینِ پاکستان کو بانیانِ پاکستان میں شامل کر دیا گیا اور پاکستان کے تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی تاریخ ان سنی علماء ومشائخ کے ناموں سے نا آشنا رہی۔

محققِ عصر حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی تاریخ کو قلمبند کیا۔ خطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس کو منظر عام پر لایا تا کہ حقائق کو خودساختہ تاریخ کے اندھیروں میں گم ہونے سے بچایا جا سکے۔ نئی نسل کو زیورِ علم سے آراستہ کرنے کے لئے اسلام کے نظریہ تعلیم پر آپ نے کسی ایک ارسال تصنیف فرمائے۔ اپنے استاذ کریم حضرت محدثِ اعظم پاکستان کی مستند سوانح حیات تصنیف کی اوران کے خطوط وغیرہ کے بیش بہا خزانے کو "نوادراتِ محدثِ اعظم پاکستان" کے نام سے شائع کیا۔ میدانِ تحریر میں معرکۃ الآراء کام ان کی بے نظیر بے عدیل تفسیر احکام القرآن ہے۔ جوانہوں نے پیرانہ سالی میں انتہائی تحقیق اور محنت سے تصنیف فرمائی۔ اردو زبان میں قرآنی احکام پر مشتمل آیات کی تشریح وتفسیر پر یہ ایک منفرد کام ہے جس کی علماء طلبہ اور عوام کی طرف سے بہت زیادہ پذیرائی کی جارہی ہے۔ ابھی تک چھ جلدیں ہی منظرِ عام پر آسکی تھیں کہ آپ کے وصال کی گھڑیاں آ پہنچیں۔

حضور مفسرِ قرآن، محققِ دوراں، حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ، مُریدین اور عقیدت مند دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی خوئے دلنوازی، تواضع اور ہمدردی ایک مثالی تھی۔ آپ نہ صرف ایک بلند پایہ تاریخ داں اور عظیم عالمِ دین تھے بلکہ روحانی اعتبار سے بھی ایک عظیم اور ممتاز مقام پر فائز تھے۔ جمیع سلاسلِ طریقت میں مقتدر اولیائے عظام سے مجاز تھے۔ آپ کے تلامذہ میں فقیہہِ عصر حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی مدظلہ العالی جیسی شخصیات شامل ہیں۔

محترم قارئینِ کرام!

یوں تو ہر پھول مرجھانے کے لئے کھلتا ہے اور ہر سورج غروب ہونے کے لئے طلوع ہوتا ہے لیکن سالوں بعد کچھ ایسے پھول کھلتے ہیں کہ کوئی خزاں ان کی خوشبوؤں کو فنا نہیں کر سکتی، اور کچھ ایسے سورج طلوع ہوتے ہیں کہ ان کے غروب کے بعد بھی اندھیرے نہیں روشنیاں جنم لیتی ہیں۔ محققِ اسلام، مفسرِ قرآن، ولیِ کامل، حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ گلستانِ اسلام کے ایسے ہی سدا بہار پھول، تھے جس کے علم وعمل اور اخلاص کی خوشبوان کے وصال کے بعد اور بھی بڑھ کر بکھر رہی ہے اور ان شاء اللہ صبح قیامت تک بکھرتی رہے گی۔ امتِ مسلمہ پر آپ کے احسانا ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے اور آپ کی کاوشیں صدیوں تک خراجِ تحسین وصول کرتی رہیں گی۔

حضرت مفسرِ قرآن رحمۃ اللہ علیہ تحقیق و تدریس، زہد و تقویٰ اور محبت واخلاص کے ایک ایسے عظیم آفتاب تھے کہ جن کی خوشبوؤں اور کرنوں نے اپنے مدار تربیت پر کئی ایسے ستاروں اور ماہتابوں کی پرورش و تربیت کی ہے جو ان شاء اللہ العزیز ان کے بعد بھی روشنیاں عام کرتے رہیں گے۔ آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عصرِ حاضر میں معاشی و معاشرتی طور پر علمائے دین کی ناقدری کے باوجود آپ نے اپنی اولاد کو علمِ دین سے دور نہیں رکھا۔ یہ ایک ایسا تفرد ہے جو آپ کو اپنے عہد کے ان علماء و مشائخ سے ممتاز کرتا ہے، جنھیں یہ سعادت میسر نہیں بحمدہ تعالیٰ حضرت نے اپنے چاروں صاحبزادوں کو نہ صرف حافظ قرآن بلکہ مکمل مقتدر عالم دین بنایا ہے، اور پھر صرف اسی پر اکتفانہ فرمایا بلکہ اپنی نگرانی میں جامعہ اسلامیہ جیسی عظیم درسگاہ کے انتظامی و تدریسی فرائض پر مامور فرمایا۔ ماہنامہ احکام القرآن اور دیگر بیسوں تصنیفی ذمہ داریوں اور مسند افتاء ارشاد پر مامور بھی فرمایا۔ الحمدللہ

محترم قارئین کرام!

حضرت علیہ الرحمۃ کا سانحۂ ارتحال صرف ادارہ احکام القرآن، جامعہ اسلامیہ اور ان کے خاندان و مریدین کے لئے ہی محدود نہیں بلکہ اہلِ کھاریاں اور پاکستان و عالمِ اسلام کے تمام اہلِ محبت، اہلِ سنت، غلامانِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ پاکستان بھر سے علماء و مشائخ عظام اور محبان کرام نے ان کے تاریخی جنازے میں شرکت کرکے جس طرح ان سے اپنی والہانہ محبت وابستگی کا اظہار کیا تھا۔ ہر آنکھ اشک بار اور ہر دل افسردہ تھا۔ اور تدفین کے موقع پر جس والہانہ محبت و احترام اور روح پرور مناظر دیکھنے میں آئے ان کی روشنی میں یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے وہ احباب ان کے ادھورے مشن کی تکمیل میں پیچھے نہیں رہیں گے۔ حضرت مفسر قرآن علیہ الرحمۃ اپنی اس درسگاہ کو دنیائے اسلام کی اک معیاری درسگاہ بنانا چاہتے تھے۔ مگر وقت نے مہلت نہ دی، زندگی نے وفانہ کی۔ انشاء اللہ العزیز، اب حضرت علیہ الرحمۃ کی روحانی توجہات اور فیض سے آپ کے ختمِ دسواں کے بعد سے ہنگامی بنیادوں پر جامعہ اسلامیہ کی خوبصورت بلڈنگ کی تعمیر کا کام شروع ہے۔ انشاء اللہ العزیز ختمِ چہلم شریف کے موقع تک تدریسی بلاک کی پہلی منزل کی چھت لنٹر کے مراحل طے کرلے گی۔ اور بہت جلد اللہ رب العزت کی توفیق سے معلمِ کائنات ﷺ کی رحمت کا صدقہ وہاں باقاعدہ تدریس کا کام شروع ہو جائے گا۔ تعمیری مراحل کے لئے اگر فنڈز دستیاب نہ ہوں تو کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں صرف اتنی وضاحت ہی کافی ہے کہ جامعہ اسلامیہ کے ذمہ اس وقت کئی لاکھ روپے قرضہ ہے۔ جو کہ انشاء اللہ آپ احباب کی دعاؤں، تعاون اور اللہ کے فضل و کرم سے اتر جائے گا۔

اس کٹھن، مشکل اور غم و کرب کے موقع پر میں اپنے تمام احباب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں اور خلوص سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ تعزیت نامے لکھے، تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ مضامین قلمبند فرمائے، جامعہ اسلامیہ کی تعمیر میں حصہ لیا اور ہمارے شکستہ قلوب کی ڈھارس بندھائی۔ اللہ کریم سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں حضرت کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

مولانا جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ درویش صفت شخصیت

تحریر: محمد سعید احمد قادری

حضرت میاں خواج دین رحمۃ اللہ علیہ، کھاریاں کے ایک قریبی گاؤں ملک پور چوہدو سے تعلق رکھتے ہیں آپ چند برس پہلے کھاریاں تشریف لے آئے اور کھاریاں رہائش پذیر ہو گئے۔

حضرت میاں خواجہ خواج دین رحمۃ اللہ علیہ ایک خالصتاً مذہبی انسان تھے۔ آپ نہایت محنتی اور دیانت دار انسان تھے۔ آپ نے ساری زندگی صوم وصلوہ کی بجا آوری میں بسر کی۔ آپ نے دیانتداری کے اصول کو ساری زندگی اپنائے رکھا۔ اور اپنے دونوں صاحبزادوں جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جلال الدین صاحب قادری اور حضرت علامہ مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی کو بھی اسی اصول پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔

بقول حضرت مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی ایک مرتبہ موصوف نے سردیوں میں کسی کھیت سے کچھ کانٹے دار لکڑیاں اٹھائیں اور گھر لے آئے۔ حضرت والدہ ماجدہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے خوب ڈانٹا اور اسی جگہ رکھ آنے کو کہا جہاں سے اٹھا کر لایا تھا۔

حضرت میاں خواج دین رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم انسان تھے۔ آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ دن بھر محنت و مشقت کرتے تھے اور رات کو مطالعے کی پیاس بجھاتے تھے۔ بقول حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جلال الدین قادری صاحب، میں جب بھی رات کو کسی کام کی غرض سے اٹھتا، ابا حضور مطالعہ میں محو نظر آتے۔ آپ کو تفسیر مظہری سے بڑا پیار اور لگاؤ تھا۔ آپ اکثر تفسیر مظہری کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔

حضرت میاں خواجہ خواج دین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اپنے اہل و عیال کو حلال کی روزی سے پالا پوسا۔ آپ جب گاؤں کی مسجد کے خزانچی تھے تو نہایت دیانتداری سے مسجد کا حساب رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ جب کوئی شخص آپ کو مسجد کے لئے انڈہ پیش کرتا تو آپ رجسٹر میں اسے درج کرتے اور یہ بھی لکھتے تھے کہ انڈہ کس قسم کا ہے۔

آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں سے کہہ رکھا تھا کہ آپ کے پاس آکر کوئی نہ بیٹھے اور نہ آپ نے کسی کے پاس جا کر بیٹھنا ہے۔ اس طرح یہ دونوں صاحبزادے گھر کے مذہبی ماحول میں پرورش پانے لگے۔ حضرت میاں خواجہ خواج دین رحمۃ اللہ علیہ نے گھر میں مرغیاں تک نہ رکھنے دیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ بچوں کی پڑھائی اور تعلیم میں رکاوٹ بنتی تھیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے یکسوئی کے ساتھ تعلیم حاصل کریں۔

آج ہمارے معاشرے کی صورت حال دیکھیں۔ گھروں میں والدین خود تفریح اور اخلاق کو بگاڑنے والے سامان مہیا کر رہے ہیں۔ بچوں کو ناجائز اور حرام روزی سے پال رہے ہیں۔ ٹی وی، ڈش، وی سی آر جیسی مہلک اور زہریلی اشیاء فراہم کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بچے یکسوئی کے ساتھ تعلیم حاصل نہیں کر رہے اور نہ بچوں کو آج پڑھائی سے دلچسپی اور لگاؤ ہے۔ دور دور تک ایسا ماحول نظر نہیں آتا۔

میاں خواج دین رحمۃ اللہ علیہ ایک پاکباز، دیانتدار، ملنسار اور پرہیزگار انسان تھے۔ آپ جہاں کہیں بھی کام کرتے تھے باوضو کام کرتے تھے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے نصیب میں میاں صاحب جیسی نیک سیرت شخصیت آئی۔ اگر جمعۃ المبارک کام کے دوران آجائے تو آپ وقت پر جمعہ کی نماز ادا فرماتے اور جتنا وقت

نماز میں صرف ہوتا آپ کام کو اتنا زائد وقت دیتے تھے ۔ میاں صاحب کے بارے میں یہ چند الفاظ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب اور مفتی محمد علیم الدین نقشبندی کو جو عزت اور علمی مقام، تقویٰ و پرہیز گاری ملی، یہ سب حضرت میاں خواج دین صاحب کی کمائی ہے ۔ یقیناً جو والدین حلال روزی سے اپنے اہل وعیال کی پرورش کرتے ہیں ۔ اللہ و رسول کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری اور حضرت مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی جیسی با عمل، صاحب بصیرت، صاحب تقویٰ اولاد عطا فرماتا ہے ۔ یہ سب میاں جی صاحب کا فیضان ہے کہ حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین صاحب قادری نے ساری عمر پر خلوص اور بے لوث تبلیغ اسلام میں اور عشق رسول ﷺ میں صرف کی۔

حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب سے میں نے ۱۹۸۱ء میں تعارف حاصل کیا ۔ میں اس وقت ساتویں جماعت کا طالب علم تھا ۔ آپ سرائے عالمگیر سے گورنمنٹ ہائی سکول، کھاریاں تبادلہ کروا کر تشریف لائے تھے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں ان دنوں سر درد میں مبتلا تھا ۔ آپ نے دم فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔

آپ نہایت مہربان اور شفیق استاد تھے ۔ اسمبلی ہو یا جماعت موقع پر غلطی کی نشاندہی فرماتے اور بڑے احسن انداز میں اصلاح فرماتے ۔ جماعت میں بڑے باوقار انداز سے تشریف لاتے اور تمام پیریڈ بڑی دلچسپی اور دلجمعی سے طلباء کو پڑھاتے ۔ آپ کسی کو ناجائز سزا نہ دیتے اور حتی المقدور درگذر فرماتے۔

حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری دامت برکاتہم العالیہ ہمیشہ وقت پر سکول تشریف لاتے تھے ۔ اور اسمبلی میں تشریف لاتے تھے ۔ آپ نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی ۔ تمام سروس آپ نے بچوں کو ٹیوشن کی طرف رغبت نہ دی ۔ بلکہ فی سبیل اللہ بچوں کی رہنمائی فرماتے۔

حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری دوران سروس تصنیف و تالیف میں بھی مصروف رہے ۔ پیریڈ پڑھا چکنے کے بعد آپ مختلف مذہبی حوالوں سے کام سر انجام دیتے ۔ مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب عوام میں ایک گمنام مگر علماء اور علمی شخصیات میں ایک معروف شخصیت ہیں ۔ ایک محقق اور عظیم دانشور کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں ۔ آپ کا پیر خانہ فیصل آباد ہے ۔ آپ نے اپنی تعلیم کے آخری برس عاشق رسول ﷺ، عالم با عمل، رادنجدیت، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت صالح میں گذارے۔

مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب اپنی تعلیم کے دوران اپنی توجہ تعلیم کی طرف دیتے، اگر چہ آپ نے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں دورۂ حدیث کیا ۔ اس کے باوجود آپ فیصل آباد کی گلیوں اور بازاروں کے سوا کوئی گلی یا محلہ نہیں جانتے جن سے گذر کر آپ جامعہ رضویہ تشریف لے جاتے۔

بقول موصوف آپ کو اکثر شدت سے یہ خیال آتا کہ کسی عالم باعمل اور اللہ والے درویش سے رشتہ قائم ہونا چاہیے ۔ یعنی کوئی مرشد کامل تلاش کرنا چاہیے ۔ اس خیال سے میں نے تگ و دو شروع کر دی ۔ اسی دوران مجھے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کی کثرت کی جائے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔ میں نے یہ عمل شروع کر دیا ۔ اللہ رب العزت نے مجھے راستہ دکھا دیا ۔ اور اشارہ مل گیا کہ حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد محدث اعظم فیصل آباد کی غلامی اختیار کر لی جائے ۔ میں نے آپ کے دست حق پر بیعت کی ۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ جب میں

آپ کی غلامی میں آ گیا تو اس کے بعد تمام ذہنی الجھنیں اور خیالات ختم ہو گئے ۔ اس کے بعد کئی بڑی بڑی بھاری بھرکم شخصیات ملیں ۔ بڑے بڑے رعب والے بزرگوں کی زیارت نصیب ہوئی ۔ پاکستان میں، مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں، مگر میرے دل اور دماغ نے کبھی مجھے یہ نہ کہا کہ کاش میں فلاں بزرگ کا مرید ہو جاتا ۔

مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب نے اپنے پیر و مرشد اور محترم استاد صاحب سے گہری عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے دو جلدوں پر مشتمل ضخیم تذکرہ تالیف فرمایا۔ اسکے لئے آپ کو بڑی تگ و دو کرنا پڑی ۔ یہ خصوصی انعام اور خوش نصیبی مولانا موصوف کو حاصل ہوئی ۔ حالانکہ مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بڑے فاضل اور محقق تلامذہ موجود تھے ۔ مگر آپ کی نگاہ فیض سے یہ کام مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب نے سرانجام دیا ۔

احقر (محمد سعید احمد قادری) کو کئی مرتبہ عرس محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب کی معیت میں فیصل آباد جانے کا موقع ملا ۔ آپ آتے جاتے نماز کا بڑی فکر کے ساتھ اہتمام کرتے ۔ مجھے فرماتے سفر اس طرح شروع کریں کہ ظہر کی نماز گوجرانوالہ میں پڑھیں اور واپسی پر صبح کی نماز گوجرانوالہ میں ادا کریں ۔

مولانا موصوف مزار شریف پر فوراً حاضری دیتے ۔ اپنے پیرو مرشد کی قبر انور کے سامنے ادباً کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھتے ۔ اپنی عرض گذاریاں پیش کرتے ۔ مولانا صاحب جب بھی عرس شریف میں تشریف لے جاتے ہمیشہ اپنا چہرہ مزار شریف کی طرف کر کے بیٹھتے ۔ یہ آپ کی اپنے استاد اور شفیق مرشد کامل کی تعظیم ہے ۔ جو قابل تقلید ہے ۔ راستے میں آتے جاتے، پُر تکلف کھانوں سے مکمل پرہیز کرتے ۔ سوائے چائے کی پیالی کے آپ کچھ نہ لیتے ۔ یہ آپ کی سادگی ہے ۔

آپ کو اپنے پیر کامل سے بے حد محبت ہے ۔ جب ان کا تذکرہ آپ کے سامنے ہو آپ بڑی دلجمعی اور خوشی سے سماعت فرماتے ہیں، مولانا محمد سردار احمد صاحب ہر اس عاشق رسول ﷺ سے ملنے جاتے جو حج یا عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوتا ۔ آپ اس سے سب سے پہلے یہ سوال کرتے کہ کیا تم روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے؟

مولانا محمد جلال الدین قادری کا بھی یہ معمول ہے کہ چھوٹا ہو یا بڑا جو مسلمان بھی علاقے کا حج یا عمرہ کر کے واپس آتا ہے اس سے ملنے ضرور جاتے ہیں ۔ اور ان سے اپنے محبوب آقا ﷺ کے روضہ کی اور مدینہ منورہ کی باتیں پوچھتے ہیں ۔ ان سے حضور اکرم ﷺ کی پیاری پیاری باتیں کرتے ہیں ۔ انہیں مبارکباد دیتے ہیں ۔

ہمارے علاقے کے اکثر لوگ حج یا عمرہ کے لئے جانے سے پہلے آپ سے اس بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں ۔ بلکہ رہائش عمر ہاؤس جی ۔ ٹی ۔ روڈ کھاریاں میں کئی برس سے مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب اور مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی حج پر جانے والے مسلمان بھائی بہنوں کو مکمل حج کے ارکان اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہونے کے آداب سے آگاہ کرتے ہیں ۔ یہ کام بڑا محنت طلب ہے ۔ یہ نشست کئی گھنٹے تک مسلسل ہوتی ہے ۔ یہ بڑی مفید اور دلچسپ ہوتی ہے ۔ حاجیوں کو بے حد فوائد حاصل ہوتے ہیں ۔ مولانا موصوف اپنی بیماری اور مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر مسلمان بھائی اور بہنوں کی حج کے حوالے سے تربیت کرتے ہیں ۔

اس کے علاوہ بھی کوئی مسلمان بھائی یا بہن ان سے مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے تو وہ آپ کے گھر جا کر پوچھ لیتا ہے ۔ آپ کئی کئی گھنٹے مہمان کے پاس بیٹھے رہتے ہیں ۔ جب تک کوئی مہمان اپنی مرضی سے اٹھ کر

نہ جائے تو آپ وہیں بیٹھے رہتے ہیں۔

احقر ان کے ساتھ ۱۹ سال سے وابستہ ہے۔ کبھی آپ نے ناراضگی یا ناپسندیدگی کا اظہار نہ فرمایا۔ مجھے آپ نے بڑی محبت اور محنت سے ایم۔اے اسلامیات کی تیاری کروائی۔ بیماری میں کئی کئی گھنٹے میرے پاس رہتے۔ آپ بڑے شفیق اور مہربان شخصیت ہیں۔ آپ ہمیشہ بچوں اور بڑوں کی بات غور سے سنتے اور مناسب انداز سے راہنمائی اور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ احقر نے عرض کی کہ مولانا صاحب! میں مسجد میں بچوں کو قرآن پاک پڑھانا چاہتا ہوں۔ تو آپ بڑے خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ علمائے کرام عید پڑھاتے ہیں۔ جمعۃ المبارک پر وعظ کرتے ہیں۔ تقریریں کرتے ہیں۔ یہ کوئی بڑے کمال کی بات نہیں ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ اگر ہم لوگ کسی کام پر مزدور مقرر کریں تو شام کو اسے اس کی مزدوری ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم مخلوق ہونے کے ناطے ایسا کرتے ہیں۔ تو اگر ہم اس کی مخلوق کی خدمت کریں، دین کی تبلیغ کریں تو وہ خالق ہماری روزی کیسے رکھ سکتا ہے؟ ہماری روزی کیسے روک سکتا ہے؟

آپ کی باتیں بڑی پر اثر اور ایمان افروز ہوتی ہیں۔ ایک مرتبہ میرا ایک دوست کسی مسئلے میں پریشان تھا۔ اس نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ تو فرمانے لگے کہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہمیں جال اور شکاری نظر نہیں آتا۔ جو کہ ایک قد و قامت والا ہوتا ہے مگر اسکے دانے جو کہ بڑے باریک ہوتے ہیں وہ نظر آجاتے ہیں۔ یہ بات کہنے کا مقصد یہ تھا کہ بدمذہبوں کی دلفریب اور پرکشش باتیں تو ہم بڑی جلدی قبول کر لیتے ہیں مگر ان کے مذموم عزائم اور مقاصد پر ہماری نگاہ نہیں جاتی۔

مولانا موصوف نے جون ۱۹۹۰ء میں نوجوانوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک پروگرام کا اہتمام کیا۔ یہ پروگرام جون ۱۹۹۰ء سے اگست ۱۹۹۶ء تک چلتا رہا۔ اس پروگرام میں کالج اور اسکولوں کے اساتذہ اور مختلف سکولوں کے طلباء شریک ہوئے۔ اس پروگرام میں مولانا صاحب روزانہ قرآن پاک ترجمہ و تفسیر پڑھاتے تھے۔ اس کے علاوہ نور الایضاح، عربی کا معلم، علم القرآن اور مختلف موضوعات پر حدیث رسول ﷺ کی تدریس کرتے رہے۔

ایک مرتبہ آپ شدید بیمار پڑ گئے۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ سبق سے فراغت لیں، آپ آرام کریں تو آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ گویا سبق بیماری سے زیادہ اہم ہے۔ آپ کو اسہال کی تکلیف تھی۔ آپ صبح ۷ بجے عید گاہ تشریف لائے۔ آپ کے لئے میں ڈاکٹر سے دوا لینے چلا گیا اور عرض کیا کہ آج آرام کریں۔ جب میں دوا لے کر واپس آیا تو سبق شروع ہو چکا تھا۔ آپ دو گھنٹے تک مسلسل سبق پڑھاتے رہے۔ لیکن رفع حاجت کے لئے اپنی نشست سے نہ اٹھے۔ آپ کی محبت اور صبر پر حیرت ہوتی ہے۔ نہ معاوضہ نہ کوئی غرض، صرف دین سے لگاؤ اور یہ شوق اور ہمدردی ہے کہ کاش لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانیں اور گمراہ لوگوں سے بچیں۔ اپنی آخرت سنوار لیں۔ آپ ہمیشہ اپنے بیمار عزیزوں اور رشتہ داروں کو جو مختلف دیہاتوں میں رہتے ہیں اپنے گھر لے آتے ہیں۔ تاکہ ان کا علاج معالجہ ہو سکے۔ آپ اپنے رشتہ داروں سے بے حد صلہ رحمی کرتے ہیں۔

آپ بلا کے صابر اور ہمت والے انسان ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کے گھر کسی کی فوتگی ہوگئی۔ جمعہ کا روز تھا۔ آپ نے اس کا اظہار نہ کیا۔

بلکہ اعلان تک نہ کروایا۔ بلکہ جمعۃ المبارک پڑھانے کے بعد خاموشی سے گھر تشریف لے گئے۔ مجھے بھی کافی دیر کے بعد معلوم ہوا تو بھاگتا ہوا قبرستان پہنچا تو دفنانے کے بعد دعا مانگ رہے تھے۔

آپ کی بڑی خواہش تھی کہ نوجوانوں کی اصلاح کے لئے کوئی مؤثر اور باقاعدہ پروگرام شروع کیا جاسکے۔ اس کے لئے مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب کی زیر صدارت کئی روز تک آپ کی رہائش گاہ پر غور وفکر ہوتا رہا۔ بحث ہوتی رہی۔ اس بحث میں الحاج عبد اللہ خاں صاحب، جناب بشیر احمد سیالوی صاحب، جناب مفتی محمد علیم الدین نقشبندی صاحب، ندیم اختر رضا، محمد جمیل نواز اور احقر شامل رہے۔ اس کے بعد کھاریاں شہر کی تمام مساجد کے خطباء اور ائمہ کرام کا اجلاس ہوا اور متفقہ طور پر ہفتہ وار درس قرآن کا آغاز ہو گیا۔ یہ پروگرام مختلف گھروں اور مساجد میں بغیر تعطل کے ۱۹۹۴۔۱۱۔۲۲ سے شروع ہوا اور اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اختتام پذیر ہوا۔ ان پانچ برسوں میں ۲۵۰ ہفتہ وار درس قرآن کے پروگرام منعقد ہوئے۔ مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب نے اپنی بیماری اور مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر ان پروگراموں کی بھرپور سرپرستی فرمائی اور عملی طور پر تشریف لاتے رہے۔

آپ نے موسم، بیماری، حالات کی پرواہ کئے بغیر ان پروگراموں میں شرکت کی۔ ان پروگراموں میں دیگر کئی علمائے کرام نے شرکت کی۔ ان میں جناب مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی، مولانا محمد عبد الغفور قادری صاحب، مولانا منیر احمد جلالی، مولانا محمد سعید احمد نقشبندی، مولانا محمد فاروق احمد جلالی نمایاں ہیں۔ ان ۲۵۰ پروگراموں میں سے جناب حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب نے بنفس نفیس ۶۴ پروگراموں میں خود درس قرآن دیا۔ آپ کا درس قرآن سننے کے لئے لوگ بڑی خوشی اور شوق سے وقت سے پہلے جمع ہو جاتے تھے۔ جی چاہتا آپ متواتر درس قرآن دیتے رہیں اور ہمارے دل و دماغ ان سے سیراب ہوتے رہیں۔

۲۹ دسمبر ۱۹۹۷ء کی بات ہے کہ محلہ ستار پورہ میں ہمارے ایک سادہ اور نہایت شریف انسان جناب بھائی سلیم کریانے والے کے گھر درس قرآن تھا۔ ان دنوں شدید سردی تھی۔ بارش بھی خوب ہوتی تھی۔ دھند بھی شدید تھی۔ درس قرآن کے لئے کھاریاں میں کوئی عالم میسر نہ ہوسکا۔ ایک مولانا صاحب گھر (ڈسکہ) تشریف لے گئے تھے۔ اور ایک اور نوجوان مولوی صاحب فرمانے لگے کہ مجھے سر درد ہے۔ میں نے پونے سات بجے جناب مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب سے عرض کیا کہ درس دینے کے لئے کوئی ذمہ دار آدمی موجود نہیں ہے۔ آج ہم محفل نعت کا انعقاد کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں آرہا ہوں۔ میں نے نہایت ادب سے عرض کی کہ آپ بیمار ہیں شدید سردی ہے۔ پھر آپ کے گھر کے قریب کیچڑ ہے۔ نظر کمزور ہے۔ آپ تشریف نہ لائیں۔ لیکن آپ کی ہمت اور لگن کے آگے کون ٹھہر سکے؟ آپ شدید سردی اور بیماری میں پیدل ریلوے لائن کے پار سے تشریف لے آئے اور موٹر سائیکل تک استعمال نہ فرمائی۔ کیونکہ ڈبل سواری پر پابندی تھی۔ آپ نے اس درس قرآن میں کسی تکلیف یا ناگواری کا اظہار نہ فرمایا۔ بڑی محبت اور دلجمعی کے ساتھ درس قرآن دیا۔ اور مالک رہائش سے فرماتے لگے کہ ''سعید مجھے کہہ رہا تھا کہ پروگرام میں مت آؤ۔ میرا حلوہ MISS ہو جاتا'' آپ نے خوش طبعی سے یہ بات فرمائی۔ حالانکہ آپ نہایت سادہ اور معمولی غذا کھاتے ہیں۔ اس بات کے اظہار کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بھائی مجھے تیرے گھر آکر بڑی خوشی ہوئی۔ آپ دوسروں کی خوشیوں میں شامل ہو کر بڑی خوشی محسوس کرتے۔ اگر آپ کا کوئی ملنے والا بیمار ہو جائے تو آپ بڑے بے چین ہو جاتے ہیں۔ بیماروں کی بیمار پرسی فوراً کرتے ہیں۔

آپ کی گفتگو بڑی میٹھی، سادہ اور ایمان کو تقویت دینے والی ہوتی ہے۔آپ کی گفتگو، وعظ، بوڑھوں، بچوں اور نوجوانوں سب کو سمجھ آجاتا ہے۔آپ کا انداز گفتگو بہت پیارا اور سمجھانے والا ہوتا ہے جس سے ہر آدمی بڑی آسانی سے سمجھ جاتا ہے۔

مولانا صاحب کی شخصیت کے اتنے پہلو ہیں کہ ان کا مکمل احاطہ کرنے کے لئے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ان کا ایک نمایاں وصف جو انہیں دوسرے علماء سے ممتاز کرتا ہے وہ یہ کہ آپ باعمل عالم دین ہیں۔ بلکہ سنت رسول ﷺ پر عمل آپ کی شخصیت کا خاصہ بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زبان حق ترجمان سے جو بات نکلتی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کانوں میں رس گھولتی ہوئی جسم و جان کا حصہ بن گئی ہے۔ وہ جب خطاب فرمارہے ہوتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ابر کرم برس رہا ہے اور سامعین و حاضرین صحرا کی طرح ہیں اور اس ابر کرم کو جذب کر رہے ہیں ۔ یہ ابر کرم ان کی ایمان کی سوکھی سڑی ڈالیوں میں نئی جان ڈال دیتا ہے۔عشق رسول ﷺ مولانا صاحب کی شخصیت کا سب سے نمایاں وصف ہے۔اپنے آقا کی شان وتوصیف جس انداز سے بیان کرتے ہیں میرا ایمان ہے کہ ہم سب کے آقا ﷺ کی روح مبارک تحسین فرماتی ہوگی۔ جھوم جاتی ہوگی۔آپ سامعین کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی چنگاریاں کوٹ کوٹ کر بھرتے ہیں ۔آپ اپنے آقا کی باکمال توصیف بیان کرتے ہیں۔

آپ بڑی مدلل گفتگو سے ثابت کرتے ہیں کہ قرآن پاک کی ہر آیت اصل میں آقا کی نعت ہے۔

آپ کا شمار بلاشبہ ان ہستیوں میں کیا جاسکتا ہے۔جنہوں نے اپنے آقا ﷺ کی توصیف و مدح کرنے کا فن قرآن پاک سے سیکھا ہے۔

مولانا صاحب کی ذات کا ایک اور نمایاں وصف آپ کی حق گوئی اور بے باکی ہے۔اپنے موقف کو اتنے مضبوط اور ٹھوس دلائل سے پیش کرتے ہیں کہ باطل نظریات کے پرخچے اڑا دیتے ہیں ۔قدرت نے آپ کو یہ صلاحیت بڑی فیاضی سے عطا فرمائی ہے۔ آپ نے یہ صلاحیت صرف اور صرف اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی شان بیان کرنے کے لئے استعمال کی۔

آپ اپنے مخالفوں کو برا بھلا نہیں کہتے۔ بلکہ ایک بزرگ کی حیثیت سے ان کے کج رویہ پر سرزنش کرتے ہیں۔ بیماری اور کمزوری کے باوجود آپ کی آواز میں بلا کی گرج ہے۔ جو دلوں کو خوف زدہ نہیں کرتی بلکہ دلوں میں ایمان کے چراغ جلاتی ہے۔لوگ آپ کا خطاب سننے کے لئے ہفتہ بھر انتظار کرتے ہیں ۔اور دور دراز سے تشریف لاتے ہیں۔لوگ آپ کے خطاب سے ذرا بھر نہیں اکتاتے۔ بلکہ آپ کی گفتگو سے سیر نہیں ہوتے۔خواہش ہوتی ہے کہ آپ گفتگو فرماتے رہیں۔ جب آپ خطاب فرماتے ہیں تو سامعین کے رگ و پے میں درود وسلام کے نغمے گونجنے لگتے ہیں۔لوگ آپ کا بیان سنتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں۔ یہ آپ کی زبان کی اثر آفرینی کا زندہ ثبوت ہے۔مولانا صاحب نہایت صفائی پسند ہیں۔اگرچہ آپ سادہ لباس زیب تن فرماتے ہیں مگر وہ ہمیشہ صاف ستھرا ہوتا ہے۔

مولانا صاحب نہایت عاجز اور ملنسار ہیں۔آپ شیریں گفتار ہیں۔آپ کا یہ معمول ہے کہ جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد تمام نمازیوں سے مصافحہ فرماتے ہیں اور بڑی محبت اور شفقت سے ان کے احوال دریافت کرتے ہیں۔آپ ایک عظیم الشان اور عظیم نکتہ دان ہیں۔غیر مسلک لوگ بھی آپ کی علمی صلاحیتوں کے معترف ہیں۔آپ کی شخصیت غیر متنازعہ ہے۔کوئی شخص بھی کسی حوالے سے آپ پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔آپ نے بڑی سادہ اور بڑی احتیاط سے زندگی بسر کی۔

﴿یہ مضمون علامہ مرحوم کی حیات مبارکہ میں شائع ہوا تھا۔﴾

ہر آنکھ اشک بار ہے، ہر دل ہے بے قرار

تحریر: صاحبزادہ مولانا سہیل احمد سیالوی ☆

مفسرِ قرآن، حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شدید علالت کا علم تو کئی ہفتوں سے تھا اور کئی دفعہ ان کے لختِ جگر مولانا مفتی محمد محمود احمد قادری زید مجدہٗ سے حضرت کی صحت و عافیت کے بارے میں گفتگو بھی ہوئی لیکن اچانک ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی کی ایک فون کال اپنی صوتی لہروں پہ رنج والم کا ایک پہاڑ لادے موصول ہوئی کہ اہلِ سنت ایک بہت بڑے عالمِ دین اور بقیۃ الاسلاف شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں، یہ بات بتاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب بھی شدتِ غم میں جذبات پہ قابو نہ رکھ سکے اور سن کر میرے لیے بھی دل کو سنبھالنا مشکل ہوا جا رہا تھا، کتنے مقدس ہوتے ہیں یہ رشتے کہ دوسرے ضلع میں ان کی وفات کی خبر سن کر انسان کو یوں محسوس ہو کہ شاید میرے گھر کا کوئی فرد مسافرِ برزخ بن گیا ہے۔ حضرت کے ساتھ ہونے والی ملاقاتیں، حضرت کا مشفقانہ انداز، حوصلہ افزائی اور مہمان نوازی کی صفات اور بہت سی یادیں ذہن میں گھومنے لگیں، راقم الحروف سب سے پہلے حضرت ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ ہی آپ کی ملاقات کے لیے آپ کے کاشانۂ اقدس پہ حاضر ہوا تھا، یہ آج سے تقریباً پانچ سال پہلے کی بات ہوگی، قاری جہانگیر احمد صدیقی اور میرے کچھ اور دوست بھی ہمراہ تھے، حضرت اس وقت نقاہت کے عالم میں تھے، بیماریوں کے شدید حملے نے تاب وتواں چھیننے کی بھرپور کوششیں کر ڈالی تھیں لیکن اس کے باوجود آپ دیر تک محوِ گفتگو رہے، میرے والدِ گرامی استاذ القراء قاری محمد یوسف سیالوی زید مجدہٗ اور اشرف العلماء علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ کے متعلق پوچھتے رہے، اسی دوران فرمایا کہ "میری بیعت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے، اور میں نے کوشش کی ہے کہ ان کی سیرتِ طیبہ، ملفوظاتِ مبارکہ، خطوط اور دیگر نوادرات کو ترتیب دے کر حقِ غلامی ممکنہ حد تک ادا کروں، میں نے شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات "انوارِ قمریہ" کی ایک جلد دیکھی ہے، میرے خیال میں یہ کام مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کو کرنا چاہیے۔"

میں نے عرض کی کہ میں آپ کے خیالات استاذِ گرامی کے گوش گزار کر دوں گا، آپ نے پرتکلف چائے سے ہم سب دوستوں کی ضیافت فرمائی، پھر مولانا مفتی محمد محمود احمد زید مجدہٗ سے فرمایا کہ انہیں لائبریری دکھائیں، بہت دیر تک ہم لائبریری میں کتابوں کی زیارت کرتے رہے۔

یہ حضرت کے ساتھ پہلی ملاقات تھی اور ہم سب دوست اس پہلی ملاقات میں آپ کے تقویٰ وطہارتِ باطنی، اخلاص وللّٰہیت جیسے اوصافِ حمیدہ کا ایک گہرا نقش دل پر لے کر اٹھے تھے، اس کے بعد گاہے بگاہے ملاقات کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔

ایک اور ملاقات میں آپ کی شاندار علمی نشانی "تفسیر احکام القرآن" کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی، آپ نے فرمایا کہ میں نے "احکام القرآن" میں یہ کوشش کی ہے کہ مسائلِ فقہیہ میں احنافِ کرام کے موقف پر فقہی کتب کے حوالہ جات ذکر کرنے کی بجائے احادیثِ مبارکہ ذکر کی جائیں، تاکہ جو لوگ حضرتِ امامِ اعظم ابوحنیفہ کی جلالتِ علمی کے منکر ہیں انہیں فنِ حدیث مین آپ کی گہرائی کا اندازہ ہو سکے۔

☆ابن استاذ المجوّدین حضرت مولانا قاری محمد یوسف سیالوی واستاذ درسِ نظامی، جامعہ رضویہ احسن القرآن، دینہ، جہلم۔

ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے راقم کو بتایا کہ آپ کو تفسیرِ احکام القرآن کے سلسلے میں ''اَلسُّنَنُ الْکُبْرٰی لِلْبَیْهَقِیْ'' کی ضرورت ہے، راقم نے چند دنوں بعد مذکورہ کتاب پشاور سے منگوا کر ڈاکٹر صاحب کی معیت میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کی۔

حضرت مفسرِ قرآن رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہونے والی یادگار ملاقاتوں میں سے ایک ملاقات وہ ہے جو محسنِ اہلِ سنت، حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری (صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی) کی معیت میں آپ کے کاشانۂ اقدس پہ ہوئی، ہوا یوں کہ راقم الحروف کی دعوت پر سید صاحب ''بزم شیخ الاسلام'' کے سالانہ تربیتی کنونشن میں بطور صدرِ محفل شرکت کے لیے ''جامعہ رضویہ احسن القرآن'' (دینہ۔ جہلم) میں تشریف لائے، دونوں بزرگ غائبانہ طور پر ایک دوسرے کی خدمات کے معترف بھی تھے اور ملاقات کے شائق بھی، لیکن اتفاق سے ابھی تک بالمشافہہ ملاقات نہ ہوئی تھی، راقم الحروف حضرت ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی صاحب کی معیت میں سید صاحب کو لے کر کھاریاں میں آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، دو اڑھائی گھنٹوں پر مشتمل یہ نشست آج بھی یادوں کی دنیا میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتی ہے، دونوں حضرات ایک دوسرے کو مل کر انتہائی خوش تھے، حضرت مفسرِ قرآن، سید صاحب کے شرفِ نسبی اور علمی خدمات کی وجہ سے سراپا نیاز تھے، اور سید صاحب ان کے تفسیری اور تاریخی کام پہ انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے نہیں تھکتے تھے۔ اس موقع پر سید صاحب نے فرمایا اور بالکل بجا فرمایا کہ ہم لوگ تو صرف کہتے ہیں کہ حکومتِ پاکستان نے سکولوں اور کالجز کے نصابِ تعلیم میں علماء و مشائخ اہلِ سنت کی دینی، مذہبی، تاریخی اور سیاسی جد و جہد کے تابناک ابواب کو شامل نہیں کیا، لیکن حضرت مفسرِ قرآن رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس'' اور ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' لکھ کر تاریخ برِ صغیر اور تاریخ تحریکِ پاکستان کے ان نقوش کو واضح فرما دیا ہے جو غیروں کی غلط بیانیوں اور دسیسہ کاریوں کی بدولت مٹتے جا رہے تھے، ملاقات ختم ہوئی اور سید صاحب جامعہ رضویہ میں تشریف لائے تو رستے بھر حضرت کی مہمان نوازی، اخلاقِ کریمانہ اور تواضع و انکساری کے گن گاتے رہے۔

تقریباً ڈیڑھ سال پہلے حضرت مفسرِ قرآن رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور خواہش پر آپ کے صاحبزادگان نے ''جامعہ اسلامیہ'' کے سنگِ بنیاد کی تقریب کا اہتمام کیا، تو سید وجاہت رسول قادری زید مجدہٗ اپنی علالت کے باوجود حضرت کی خدماتِ دینیہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کراچی سے اس تقریب میں شامل ہوئے اور آپ کی تاریخی خدمات پر مفصل گفتگو فرمائی۔

حضرتِ مفسرِ قرآن علیہ الرحمۃ والرضوان کی وفات کی خبر سن کر یادوں کا جو حسین جھونکا صحنِ دل کی طرف بڑھا، یہ اس کی چند عطر بیزیاں تھیں، اگلے دن راقم الحروف، والدِ گرامی کے ساتھ، جامعہ رضویہ کے طلباء اور اساتذہ کی معیت میں نمازِ جنازہ کے لیے حاضر ہوا، گورنمنٹ ہائی سکول جی ٹی روڈ کھاریاں کا وسیع و عریض میدان بڑی تیزی سے سمٹتا دکھائی دے رہا تھا۔ علماء، طلباء، وکلاء، تاجر برادری، شعبۂ تعلیم سے وابستہ حضرات، عام دیہاتی طبقہ، غرض ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے سوگواروں کا ایک طویل سلسلہ دکھائی دے رہا تھا، حاضرین تک آواز پہنچانے کے لیے لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا تھا جس کا مائیک حضرت ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی صاحب کے ہاتھ میں تھا، علماء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد اس موقع پر موجود تھی جو حضرت کے ہر دلعزیز ہونے اور محبوب العلماء ہونے کا ثبوت فراہم کر رہی تھی، تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان کے سرپرستِ اعلیٰ، عمر رسیدہ عالمِ دین، شیخ الحدیث استاذ العلماء سید حسین الدین شاہ صاحب زید مجدہٗ کبر سنی کے باوجود تشریف لائے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے ناظمِ تعلیمات شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبد الستار سعیدی، مجاہدِ اہلِ

سنت حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری، حضرت علامہ صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی، علامہ محمد رفیق قادری، قاضی امیر حسین چشتی، صاحبزادہ ضیاء المصطفیٰ، قاری محمد یوسف سیالوی، قاری عبد العزیز نقشبندی، حافظ غلام حسین سیالوی، صاحبزادہ ضیاء الحسن اشرفی، مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق بھترالوی، حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب ہزاروی، علامہ مولانا محمد عبد الرشید قریشی چشتی، پروفیسر منیر الحق کعبی، علامہ محمد بشیر مصطفوی، ڈاکٹر ظفر اقبال نوری، صاحبزادہ پیر محمود احمد (اعوان شریف)، اسیر تحریکِ تحفظِ ناموسِ رسالت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ہزاروی، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری، حضرت علامہ خادم حسین رضوی، مولانا محمد ظہیر بٹ، مولانا محمد طاہر تبسم قادری، شیخ الحدیث علامہ عبد اللطیف مجددی، جگر گوشۂ شرفِ ملت حضرت ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، حضرت علامہ صاحبزادہ خالد محمود، علامہ محمد شہزاد مجددی دامت برکاتہم العالیہ کے علاوہ متعدد علماء و مشائخ نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

حضرت کا جسدِ خاکی قصیدۂ بردہ شریف کی مبارک صداؤں میں جائے نماز کی طرف لایا گیا، مقررہ وقت میں ابھی کچھ ساعتیں باقی تھیں، تلاوت و نعت کے بعد حضرت ڈاکٹر اشفاق جلالی نے خطیبِ شہیر، حضرت علامہ غلام بشیر نقشبندی (آستانۂ عالیہ باولی شریف، گجرات) کو دعوتِ سخن دی، آپ نے دورانِ گفتگو فرمایا:

''مفتی صاحب کا وصال صرف اہلِ کھاریاں یا اہلیانِ ضلع گجرات کا نقصان نہیں بلکہ یہ پورے عالمِ اسلام کا نقصان ہے، اس طرح کے عالمِ ربانی کا اٹھ جانا ایک ایسا سانحہ ہے جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا خلا کبھی پر نہ ہو سکے گا، انہوں نے فرمایا کہ ہم حضرت مفسرِ قرآن رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشن کو جاری رکھیں گے۔''

دوسرے نمبر پر عالمی تنظیمِ اہلِ سنت کے ناظمِ اعلیٰ مجاہدِ ملت پیر محمد افضل قادری حفظہ اللہ تعالیٰ نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''حدیثِ پاک میں ہے کہ عالم کے لیے کائنات کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بلوں میں اور سمندر کی مچھلیاں پانی کی تہہ میں اس کے لیے دعائے مغفرت کر رہی ہوتی ہیں، چیونٹیوں اور مچھلیوں کے دعائے مغفرت کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ چیونٹیوں اور مچھلیوں کو جو رزق ملتا ہے وہ بارش کا مرہونِ منت ہے، گویا ان کی زندگی بارش کی مرہون ہے اور بارش علماء کی برکت سے نازل ہوتی ہے، گویا ان جانوروں کی حیات کا سامان علماء کی بدولت ہوتا ہے اس لیے وہ شکریہ کے طور پر اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔''

انہوں نے مزید فرمایا:

''حضرت مفسرِ قرآن مولانا علامہ محمد جلال الدین قادری کے ساتھ میرا بہت پرانا تعلق ہے، میں نے سفر و حضر میں انہیں دیکھا، بہت قریب سے ان کی شخصیت کو پرکھا، میں نے انہیں صحیح معنوں میں ایک عالمِ ربانی اور یادگارِ اسلاف پایا، تقویٰ، پرہیزگاری اور خلوص کے جو نقوش اسلافِ کرام کی سیرتوں کا حصہ تھے حضرت ان کے امین تھے۔''

ان دونوں خطابات کے بعد نمازِ جنازہ کے مقررہ وقت میں صرف چند منٹ باقی تھے، ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی نے چند کلمات کے لیے عظیم محقق، حضرت علامہ مولانا حافظ عبد الستار سعیدی مدظلہ کو دعوت دی، آپ نے فرمایا:

''ترمذی شریف میں امامِ ترمذی نے اپنے اساتذہ میں سے ایک محدث کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ بہت سے لوگ محدثین اور علماء کا بھیس بنا کر مسندِ تدریس پر بیٹھ جاتے ہیں، حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں ہوتے، لیکن پھر بھی ان کے اردگرد چہل پہل اور طلبہ کی محفل جم جاتی ہے، یوں زندگی میں تو وہ حقیقی علماء کی طرح طلبہ کے جھرمٹ میں رہ لیتے ہیں، لیکن یاد رکھو انسان کے علم و فضل یا جہالت کا فیصلہ اس کی موت کرتی ہے۔''

''علامہ عبدالستار سعیدی نے فرمایا کہ حضرت مفسرِ قرآن کی نمازِ جنازہ کا یہ منظر، سوگواروں کا یہ ہجوم اس بات کی نشانی اور علامت ہے کہ حضرت نے ایک پاکیزہ، مزکی و مصفی اور باکردار زندگی بسر کی ہے اور صحیح معنوں میں خدمتِ دین کا فریضہ سرانجام دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ محبوبیت کی شان عطا فرمائی ہے۔''

اس موقع پر تنظیم المدارس کے سرپرستِ اعلیٰ اور جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے مہتمم اعلیٰ حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب زید مجدہٗ نے فرمایا:

''حضرت مفتی صاحب ایک بہترین مؤرخ، عظیم محدث، مایہ ناز مفسر، اور بے مثال محقق تھے، ان کی زندگی تقویٰ اور زہد و ورع سے عبارت تھی، وہ علم کا آفتاب اور عمل کا ماہتاب تھے۔''

اب نمازِ جنازہ کا وقت ہو چکا تھا، صفیں درست کی گئیں اور خانقاہِ عالیہ نقشبندیہ سلطانیہ کالا دیو شریف، ضلع جہلم کے سجادہ نشین حضرت حاجی پیر صاحب دام ظلہ نے نمازِ جنازہ کی امامت کروائی، استاذ العلماء حضرت سید حسین الدین شاہ صاحب زید مجدہ اور پیر محمد افضل قادری صاحب نے حضرت کی بلندیٔ درجات اور بخشش کے لیے دعا فرمائی، جس میں تمام حاضرین ان کے ساتھ شریک ہوئے۔

نمازِ جنازہ کے بعد لوگوں کا عظیم ہجوم حضرت مفسرِ قرآن کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب تھا، لاؤڈ سپیکر سے بار بار اعلان کے باوجود لوگ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے، کافی دیر تک حاضرین آپ کے چہرۂ پرنور کی زیارت سے شاد کام ہوتے رہے، طویل علالت، اور گوناگوں بیماریوں کے حملے کے باوجود بعد از وصال آپ کا چہرۂ پاک '' وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ '' کی تفسیر بنا ہوا تھا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی نے اس موقع پر حضرت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''حضرت مفسرِ قرآن رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت مشفق، متقی اور مخلص عالمِ دین تھے۔ وہ ایک عظیم محقق اور انوکھے انداز کے مدرس تھے، آپ نے ان گنت لوگوں کو خود ان کی دکانوں اور گھروں میں جا کر قرآنِ مجید کے ترجمہ، تفسیر اور فقہی مسائل کی تعلیم دی۔ آپ نے امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود قلم و قرطاس سے رشتہ استوار رکھا، اور ''احکام القرآن'' کی صورت میں ایک عظیم تحفہ ہمیں عطا فرمایا۔ آپ کی دیگر محققانہ تصانیف نہ صرف پاکستان بلکہ ہندوستان میں بھی طبع ہو چکی ہیں، اور محققین علماء نے ان کتب کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔''

نمازِ جنازہ کا یہ فقید المثال اجتماع کھاریاں کی تاریخ کا ایک عدیم النظیر اجتماع تھا، بالخصوص علماء و مشائخ کی کثیر تعداد اسے ایک انفرادی شان عطا کر رہی تھی۔

سلسلۂ زیارت کے اختتام پر آپ کے جسدِ اقدس کو درود و سلام اور قصیدۂ بردہ شریف کی مسحور کن صداؤں میں جامعہ اسلامیہ کے نئے قطعۂ اراضی واقع جی ٹی روڈ تھپلہ کھاریاں میں لے جایا گیا، اذانِ مغرب سے قبل علم و حکمت کا یہ آفتاب آہوں اور سسکیوں کے ساتھ اس جہان سے غروب ہوا۔

محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے علمی اور روحانی فیوض کے امین علامہ محب النبی علیہ الرحمہ کے وارثِ علمی اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت کی خلعت حاصل کرنے والے اس رجلِ عظیم نے میدانِ جہدِ مسلسل میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ان شاء اللہ تا قیامت یاد رکھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادگانِ والا شان سلمہم الرحمان کو استقامت کے ساتھ آپ کے نقشِ پا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آپ کی خواہشوں کے استعارے جامعہ اسلامیہ کو آسمانِ علم کا ایک ہمہ جہت خورشید بنائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین ﷺ۔

جو بہار ملتی تو پوچھتا کہ کہاں وہ کیفِ نظر گیا
وہ صبا کی شوخیاں کیا ہوئیں، وہ چمن کا حسن کدھر گیا

مولانا محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

تحریر: پروفیسر مجیب احمد☆

مولانا محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (1938ء-2008ء) سے میرا رابطہ ستمبر 1989ء سے تھا۔ اس رابطہ کا ذریعہ محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد تھے۔ میں جب جمعیت علماءِ پاکستان پر ایم فل کی تحقیق کے سلسلے میں مصروف تھا۔ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں میری بہت رہنمائی کی اور اپنے گھر میں موجود تمام مواد میرے سامنے رکھ دیا، جو میرے موضوع کے حوالے سے نہایت قیمتی اور اہم تھا۔ بعد ازاں اپنی پی ایچ ڈی اور دیگر علمی کاموں کے لیے بھی قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مسلسل رابطہ قائم رہا اور اس دوران کئی بار ان کی خدمت میں حاضری دیتا رہا اور ہمیشہ کی طرح، انہوں نے کبھی بھی مجھے مایوس نہ کیا۔ جس خلوص اور بے غرضی سے انہوں نے میری اعلیٰ درجے کی میزبانی کی، وہ بھی لائقِ صد تحسین تھی۔ میں جب بھی گیا میرے لیے چائے اور کھانا وغیرہ خود لے کر آتے، جس سے مجھے شرمندگی بھی ہوتی، لیکن ان کا حُسنِ اخلاق تھا کہ میں اپنے احساسِ شرمندگی کا اظہار بھی نہیں کر سکتا تھا۔

قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اگرچہ میں ایک مورخ اور محقق کے طور پر متعارف ہوا، لیکن بعد ازاں وہ ایک جید عالم اور مفسر کے طور پر بھی مجھ سے متعارف ہوئے۔ احکام القرآن کی چھ جلدیں ان کی آخری یادگار ہیں۔ تاہم میرے لیے ان کا سب سے اہم علمی و تحقیقی کارنامہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس اور اپنے شیخِ طریقت و استاذ مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر مشتمل تذکرۂ محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ (دو جلدیں) زیادہ اہم ہیں۔ آپ نے دیگر تاریخی اور تحقیقی موضوعات پر لاتعداد مضامین کے علاوہ کئی رسائل اور کتب بھی تحریر کی ہیں۔

جنوبی ایشیاء کی مسلم تاریخ پر کام کرنے والے محققین کے لیے خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس اور تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس بنیادی مآخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک جرمن پروفیسر جب 2002ء میں لاہور آئے، تو میں نے ان کو مکتبۂ نبویہ، لاہور سے خطبات کا جدید ایڈیشن ان کی خواہش پر لے کر دیا۔ جس کو انہوں نے اپنی تحقیق میں بڑے اعتماد کے ساتھ استعمال کیا۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف سے خطبات کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔ جس کی 1993ء-1994ء میں تصحیح اور تدوین پر کچھ کام میں نے بھی کیا تھا۔ تاہم یہ ترجمہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ ترجمہ بھی جلد از جلد شائع کیا جائے۔ اور خطبات کا اردو ایڈیشن بھی دوبارہ جدید اہتمام کے ساتھ شائع کیا جائے۔

مولانا محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بلاشبہ ایک عظیم قومی سانحہ ہے۔ جس کے لیے میں ان کے چاروں صاحبزادوں اور ان کے بھائی مفتی محمد علیم الدین نقشبندی و دیگر لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ تمام احباب قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی روایات کو قائم رکھتے ہوئے، جامعہ اسلامیہ، کھاریاں کو عالم اسلام کی ایک عظیم درسگاہ بنائیں گے اور قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مبسوط اور جامع سوانح حیات مرتب کر کے شائع کریں گے۔

☆☆☆

☆ ریسرچ اسکالر، استاذ شعبۂ تاریخ، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔

مؤرخِ اہلِ سنت

مولانا حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی

خلیفۂ مفتیٔ اعظم، تلمیذِ محدثِ اعظم، محترم و مکرم حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری علیہ الرحمۃ میدانِ تحقیق و تصنیف کا ایک معتبر نام تھے۔ یوں تو مختلف موضوعات پر انہوں نے پچاس سے زائد کتب تحریر فرمائیں لیکن تاریخ و تذکرہ کا موضوع ان کی تحریروں پر غالب رہا اور یہی ان کی پہچان بنا۔

اہلِ سنت کی تاریخ کو جس منظم انداز سے انہوں نے مرتب کیا، اس پر انہیں جتنا خراجِ تحسین پیش کیا جائے، وہ کم ہے۔ وہ جانتے تھے کہ جو قوم اپنی تاریخ بھلا دیتی ہے تو تاریخ اسے طاقِ نسیاں کی نذر کردیتی ہے۔ اسی لیے انہوں نے پوری لگن اور ان تھک جدوجہد کے ذریعہ اہلِ سنت کی تاریخ کو سپردِ قلم کیا۔ اس موضوع پر ان کی درج ذیل کتب بڑی اہمیت کی حامل ہیں:

- تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس
- خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس
- تحریکِ ہجرت اور علمائے حق
- ساردا ایکٹ اور علمائے حق
- تحریکِ مسجد شہید گنج اور علمائے حق
- ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست

امام اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ نے تجدیدِ دین اور احیائے ملت کے لیے بے مثال کام کیا۔ وہ صحیح معنوں میں عبقری، نابغۂ عصر اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ یہ تمام فضائل بجا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اہلِ سنت اپنے امام کا تعارف علمی و ادبی حلقوں میں اس طرح نہ کروا سکے جیسا کہ کروانا چاہئے تھا۔ اس ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے مؤرخ اہلِ سنت نے امام احمد رضا محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ کی حیات و خدمات پر مندرجہ ذیل کتب تحریر فرمائیں:

- امام احمد رضا، اکابر کی نظر میں
- امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نظریہ سائنس
- رَضا یا رِضا ایک لغوی و علمی بحث
- امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم
- اعلیٰ حضرت کی تصانیف اور درود و سلام کے شوق آفریں صیغے
- امام احمد رضا، اپنے مکتوبات کے آئینے میں

حضرت سیدی محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ نے دینی علوم کے تحفظ اور عقائدِ اہلِ سنت کے فروغ کے لیے بے پناہ کام کیا، سینکڑوں جید مدرسین تیار کیے، لاکھوں مریدین و معتقدین کے سینوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا چراغ روشن کیا۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت سے دنیا کو متعارف کروانا بے حد ضروری تھا۔ اسی لیے مؤرخِ اہلِ سنت نے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کی فرمائش پر اپنے استاذِ محترم محدثِ اعظم مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کی سوانحِ حیات مرتب کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس موضوع

پر ان کی درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں:

۱۔ تذکرۂ محدثِ اعظم پاکستان (۲ جلد)

۲۔ کراماتِ محدثِ اعظم پاکستان

۳۔ نوادراتِ محدثِ اعظم پاکستان (۲ جلد)

عمر کے آخری برسوں میں وہ ایک اور اہم موضوع ''احکام القرآن'' پر کتاب تحریر فرمارہے تھے جس کی چھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اب یہ ان کے صاحبزادگان بالخصوص مولانا مفتی محمود احمد زید مجدہٗ کو چاہئے کہ وہ اپنے والد گرامی کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے اہم کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

حضرت مولانا جلال الدین قادری منکسر المزاج، ہمدرد اور رقیق القلب انسان تھے۔ عاجزی اور انکساری کا ان کی رفتار و گفتار سے اظہار ہوتا تھا۔ نمود و نمائش سے وہ کوسوں دور تھے۔ محافل میں اپنے لیے نمایاں نشست کے متمنی نہیں ہوتے تھے بلکہ عوام کے درمیان ہی تشریف رکھتے تھے۔ پہلی مرتبہ میں نے انہیں حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ کے چہلم میں دیکھا تھا۔ وہ عوام الناس کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں ان کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ وہ مقررین کی تقاریر سنتے ہوئے خاص خاص جملوں پر زور دیتے تھے۔ اس وقت تک ان سے تعارف نہ تھا لہٰذا پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب سے دریافت کیا کہ یہ سفید داڑھی اور سفید عمامے پر سفید چادر لپیٹے کون بزرگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ ہیں مولانا جلال الدین قادری جن کی کتب آپ پڑھتے رہتے ہیں۔

دوسری مرتبہ حضرت محدث، اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کے عرس سراپا قدس میں زیارت کا شرف ملا۔ تب بھی وہ محفل کے آخری کنارے پر تشریف فرما تھے۔ ان سے احقر کی زیر ترتیب کتاب ''حیاتِ محدثِ اعظم'' کے سلسلے میں مشاورت ہوئی جو اب بفضلہٖ تعالیٰ شائع ہو چکی ہے۔ مؤرخ اہلِ سنت کی آخری مرتبہ زیارت بھی عرسِ محدثِ اعظم میں ہوئی۔ یہ غالباً انتقال سے ایک سال قبل کی بات ہے۔ اب کے عاجزی و انکساری کے ساتھ ساتھ کچھ استغراقی کیفیت بھی طاری تھی۔ دنیا سے اعراض چہرے بشرے سے ظاہر تھا۔ توجہ الی اللہ اور انقطاع ماسوی اللہ کا اظہار ہو رہا تھا۔ تب ہی سے مجھے کھٹکا لگا ہوا تھا۔ آخر یہ جانکاہ خبر ملی کہ مؤرخ اہلِ سنت دنیا سے پردہ فرما کر اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہو گئے۔ مولائے کریم ان کی خدماتِ دینیہ کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین

مفسرِ قرآن کے وصال باکرامت پر تعزیتی مکاتیب و پیغامات

ترتیب و پیشکش: مفتی محمد محمود احمد / سید وجاہت رسول قادری

ماہرِ رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی

ایم،اے، پی۔ایچ۔ڈی، اعزازِ فضیلت

۳رمحرم الحرام ۱۴۲۹ھ، تاریخ ۱۳رجنوری ۲۰۰۸ء

محترم المقام زیدعنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت والدماجد علیہ الرحمہ کے وصال کی غمناک خبر خرمنِ صبروقرار کے لئے برقِ ناگاہی ثابت ہوئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرماکر اپنے جوارِ قدس میں درجاتِ عالیہ عطافرمائے اور سب فرزندانِ گرامی، اہلِ خانہ اوراحباب ومریدین ومعتقدین کوصبرِ جمیل اوراس پر اجرِ جزیل عطافرمائے۔آمین!

حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی مثالی زندگی تھی، سراپااخلاص، سراپاعمل، سراپاعشق، سراپادرد۔امید ہے کہ علم وعمل اورعشق ودرد کا یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔مولیٰ تعالیٰ آپ سب برادران کو اپنی حفاظت میں رکھے اور پردۂ غیب سے مدد فرمائے۔آمین!

فقیر اوراہلِ خانہ کی طرف سے والدۂ محترمہ اورسب اہلِ خانہ کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کردیں۔دعاؤں میں یادرکھیں۔

محترم المقام زیدعنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت علامہ محمد جلال الدین قادری علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال کی خبرسن کر شدید صدمہ ہوا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مولا تعالیٰ علامہ مرحوم کی مغفرت فرماکر اپنے جوارِ قدس میں درجاتِ عالیہ عطافرمائے اورجملہ متعلقین کوصبرواستقامت سے سرفراز فرمائے۔آمین۔اللہ اکبر!غمزدوں کواپنی معیت کی خوشخبری سنائی۔اس سے بڑھ کر اورکیا خوشخبری ہوگی!

علامہ مرحوم کی زندگی عمل واخلاص سے عبارت ہے۔ان کی علمی ودینی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں،وہ ریاسے دوررہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو مقبول ومحبوب بنایا،ان کا جانااہلِ سنت وجماعت کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے،ان کا اٹھ جانا،ایک عالم کا اٹھ جانا ہے......مولیٰ تعالیٰ اہلِ سنت وجماعت کوان کی مفارقت پر صبرعطافرمائے اوران کانعم البدل بھی عطا فرمائے۔آمین! حضرت علامہ مرحوم کے صاحبزادگان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔آپ کے لئے بھی یہ صدمہ ایک عظیم صدمہ ہے،مولیٰ تعالیٰ اپنے کرم سے اس صدمہ جانکاہ پرصبرواستقامت عطافرمائے اورآپ کے علمی وروحانی فیض کوجاری رکھے!آمین۔فقیر کی طرف سے اہلِ خانہ اور صاحبزادگان کودلی تعزیت فرمادیں۔اورمفتی محمدمحمود صاحب کوخط لکھاتھامل گیا ہوگا۔دعاؤں میں یادرکھئے صاحبزادگان کوسلام کہہ دیجئے۔

فقط والسلام، احقر محمد مسعود احمد ۹رمحرم الحرام ۱۴۲۹ھ

☆☆☆

استاذ العلماء،بقیۃ اسلاف، حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ

ناظم تعلیمات، دارالعلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا، کراچی

سالہا درکعبہ و بت خانہ می نالدحیات

تازِ بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

مخدوم ومحترم فاضلِ جلیل عالمِ نبیل مفتی محمد محمود احمد ودیگر برادران

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد سلام مسنون ودعائے مقرون کے یہ معلوم ہوکرانتہائی رنج و افسوس ہوا کہ آپ کے عظیم گرامی قدروالدِ ماجد مفسرِ شہیر محدثِ کبیر فقیہِ عصر محقق ومورخ نیز کتبِ کثیرہ کے مصنف بے نظیر علامہ محمد جلال الدین قادری رضوی دنیائے فانی سے آخرتِ جاودانی کی طرف

تشریف لے گئے، ''اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ.''، (اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَعْطَاءَ وَلَهٗ مَا اَخَذَ وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى)

آج بروز ہفتہ 2 محرم الحرام 1429ھ / 12 جنوری 2008ء، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے صدر محترم سید وجاہت رسول صاحب قادری رضوی کے ذریعے اس وصالِ پُر ملال اور سانحۂ ارتحال کی خبر موصول ہوئی۔ نہ پوچھئے اس خبرِ وحشت اثر سے فقیر کے دل و دماغ پر کیا گزری، بلکہ اس واقعۂ انتقالِ پُر ملال کو جس نے بھی سنا، وہ پیکرِ رنج والم بن گیا۔ عزیزانِ گرامی! یہ صرف آپ ہی کا نقصان نہیں بلکہ دنیائے اہلسنّت یتیم ہوگئی۔ اس قحط الرجال کے دور میں ایسی صاحبِ علم و فضل اور پیکرِ زہد و تقویٰ شخصیت کا اٹھ جانا عالمِ اسلام کے لئے بہت بڑا المیہ ہے۔ ابھی صدر العلماء شیخ الحدیث والتفسیر علامہ تحسین رضا خان صاحب قادری رضوی (حفید رشید علامہ حسن رضا خان صاحب رحمہ اللہ) اور مفسرِ قرآن، محدثِ زمان، جنیدِ وقت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ نیز سلطان الواعظین خطیب شیریں بیاں، علامہ ابو النور محمد بشیر کوٹلوی اور علامہ مفتی غلام یٰسین صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ (شاگردِ رشید صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا محمد امجد علی قادری رضوی علیہ الرحمہ) کے داغ مفارقت کے اشک خشک اور زخم مندمل نہ ہونے پائے تھے کہ آپ کے والدِ ماجد اور عالمِ اسلام کی عظیم شخصیت ہم سے جدا ہوگئی ہے، سچ کہا ''مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ''۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے ان تمام نفوسِ قدسیہ بالخصوص آپ کے والدِ ماجد کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرماتے ہوئے حضور انور ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمائے اور آپ کے اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل مرحمت فرمائے۔

جمیل احمد نعیمی، جامعہ نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، بلاک ۱۵، کراچی۔

☆☆☆

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

سجادہ نشین و مہتمم اعلیٰ دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ

۱۳؍محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

محترم حضرت مولانا مفتی محمد محمود احمد صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

آپ کے جلیل القدر والد گرامی مفسرِ قرآن حضرت علامہ محمد جلال الدین قادری کے سانحۂ ارتحال کی جانکاہ خبر ابھی ایک دوست کے ذریعے ملی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

قحط الرجال کے اس دور میں آپ کا وجودِ مسعود بسا غنیمت تھا، آپ نے تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کے ذریعے جو خدمات سرانجام دیں، مدتوں یاد رکھی جائیں گی، اور ان شاء اللہ وہ ان کے لئے اخروی ذخیرہ ثابت ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ جل وعلا ان کی حسنات کو قبول فرمائے، انہیں اعلیٰ علیّین میں جگہ دے اور آپ کو اور حضرت علیہ الرحمۃ کے جملہ اہلِ خانہ، محبین و معتقدین اور تلامذہ کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ اٰمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

حضرت مفتی محمد علیم الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں سلام اور تعزیت۔ والسلام، محب اللہ نوری، ۲۳؍جنوری ۲۰۰۸ء

☆☆☆

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری، جامعہ نظامیہ لاہور:

تاریخ: ۱۱؍محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

بخدمت اقدس حضرت علامہ مفتی محمد محمود احمد صاحب قادری مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ، مزاج گرامی!

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مفسرِ قرآن، حضرت الحاج مولانا

علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری علیہ الرحمۃ کے وصالِ پُر ملال کی خبر سنی ۔ بڑا افسوس ہوا۔ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر تلامذہ میں آپ امتیازی وصف سے متعارف تھے۔ علم و عمل آپ کے وجودِ مسعود پر روزِ روشن کی طرح عیاں تھا۔ آپ کے مبارک قلم سے متعدد شاہکار ظہور پذیر ہوئے؛ ''تذکرۂ محدثِ اعظم پاکستان'' کی ترتیب و تدوین میں جہاں تک ممکن تھا راقم کو بھی معاونت کا شرف حاصل ہوا نیز ''تکمیل آرزو'' کے تحت آپ کی خدمت میں خراجِ محبت پیش کرنے کا موقع میسر ہوا۔ یہ پہلے ایڈیشن کی بات ہے۔ دوسرا ایڈیشن تا حال نظر نواز نہ ہوسکا۔

تاہم پہلے ایڈیشن کی تقریبِ رونمائی حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے سالانہ عرس سراپا قدس میں ہوئی تو حضرت صاحبزادہ پیر محمد فضل رسول مدظلہ نے آپ کی خدمت میں اس وقت دس ہزار روپے بطورِ انعام عطا فرمائے، بعدۂ آپ کے قلم سے متعدد تصانیفِ جلیلہ نے اپنا رنگ جمایا۔ جو یقیناً آپ کے اعمالِ صالحہ میں اضافہ کا باعث رہیں گی۔

حیاتِ مبارکہ کے آخر میں آپ نے عظیم الشان دار العلوم جامعہ اسلامیہ قائم فرما کر اہلِ سنت پر عظیم احسان فرمایا۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ آپ کے مراتب و مدارج کو مزید بلندیاں عطا فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے زمانہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے، نیز جملہ روحانی و جسمانی پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل مرحمت فرمائے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد علیم الدین صاحب مدظلہ کو صحت، تندرستی سے نوازے اور ان کا سایہ قائم رکھے۔

اٰمِیۡن ثُمَّ اٰمِیۡن بِجَاہِ رَحۡمَۃٍ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﷺ اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۔

شریکِ غم، محمد منشا تابش قصوری

☆☆☆

خالد محمود قادری، سابق مدیر ماہنامہ احوال و آثار لاہور

17/1/08

عزیز القدر قاضی محمد سعید احمد صاحب! سلام مسنون

انتہائی رنج و الم کے ساتھ آپ کے والد مکرم اور یادگارِ اسلاف مولانا محمد جلال الدین قادری کے انتقالِ پُر ملال کے تناظر میں تعزیتی کلمات لکھ رہا ہوں اس دعا اور اخلاص کے ساتھ کہ ان کے نقوش پا کو پیشِ نگاہ رکھتے ہوئے آپ خدمت دین کا سفر جاری رکھیں گے، بلکہ ہمت، لگن، محنت، ریاضت اور جستجو کو اختیار کرتے ہوئے مزید بہتر نتائج دیں گے۔

مولانا مرحوم واقعتاً زندگی بھر خیر اور سچائی کے غلبے کی جدوجہد میں لگے رہے اور اپنے ہم عصروں سے بڑھ کر تدریس، تحقیق اور مطالعہ کے باب میں جتے رہے، وہ قلم کے انتھک سپاہی تھے، ان کا مورچہ ہمیشہ اپنا کردار ادا کرتا رہا، گوشہ نشین ہونے کے باوجود وہ اپنے اردگرد رونما ہونے والے حالات و واقعات سے بے خبر نہ تھے، اگرچہ ان کی تگ و دو کا میدان محدود تھا مگر ان کا کام دور رس اہمیت کا حامل تھا، دو ایک دفعہ مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے اور علوم و معارف کے تناظر میں گفتگو کرنے کا موقع میسر آیا، وہ گوناگوں خصوصیات کے حامل تھے، وہ متقی، مستعد، باعمل، باخبر اور مصلح تھے، اعلیٰ حضرت اور شیخ الحدیث پر انہوں نے لکھا اور خوب داد پائی، اب کچھ عرصہ سے تفسیر و ترجمہ قرآن پر کام کر رہے تھے، جانے مکمل ہوا یا نہیں، انداز ان کا سادہ اور عام فہم تھا، جامعہ اسلامیہ اور احکام القرآن مجلہ پر ان کے بیٹے ان کی یادگاریں ہیں، اللہ کریم تا دیر انہیں سلامت رکھے، آمین! مخلص، خالد محمود قادری

☆☆☆

''تعزیتی خط/ اظہارِ ہمدردی''

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا **فضل الدین نقشبندی**

علیہ الرحمۃ کے لختِ جگر، صاحبزادہ حافظ محمد سعید الرحمٰن نقشبندی

اسلام آباد:

۱۸/۱/۲۰۰۸

محترمی و مکرمی برادرِ عزیزم مولانا محمد محمود احمد قادری صاحب زید مجدہٗ

جنابِ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے والد بزرگوار کے وصال کا سن کر بہت شدید صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ اس موقع پر سوائے صبر کے اور کوئی نسخہ مفید نہیں۔ اصل میں یہ بڑے لوگ زندہ و تابندہ ہوتے ہیں۔ خالی ان کا جسمانی پردہ ہوجاتا ہے۔ ان صلحاء و علماء کا دنیا سے تشریف لے جانا حقیقی بقاء کا حاصل کرنا ہے۔

آپ کے والد مکرم رحمۃ اللہ ایک عظیم محقق تھے۔ زہد و تقویٰ سے معمور تھے۔ عشقِ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھرپور تھے۔ عظیم مؤرخ، بقیۃ الصالحین، اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ کی تصانیف علوم کا بحرِ ذخار ہیں، جن سے آنے والی دنیا مستفید ہوتی رہے گی۔ یہ صدقہ ہمیشہ کے لئے جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے والد مکرم رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے۔ حضرت قبلہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ حضرت قبلہ کی قبرِ انور پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ رَحْمَۃُ الِّلْعَالَمِیْنَ ﷺ

☆☆☆

صاحبزادہ حافظ محمد سعید الرحمان نقشبندی ناڑوی

پیرِ طریقت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان

سجادہ نشین دربارِ عالیہ مرشد آباد شریف، پشاور۔

17/01/2008

گرامی قدر مکرمی حضرت علامہ مفتی محمد محمود احمد صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مفسرِ قرآن، شیخ الحدیث، محققِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقالِ پُر ملال کی خبر سن کر دلی صدمہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ، صبر و تحمل اور اخلاقِ کریمانہ کے مالک تھے۔ ساری زندگی دینِ اسلام کی خدمت اور مسلکِ حقہ اہلِ سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت میں گزار دی۔ مرحوم آفتابِ علم و حکمت تھے۔ مسلکِ اہلِ سنت اور ملتِ اسلامیہ کے پاسبان تھے۔ آہ!

آفتابِ علم و حکمت ضوء فشاں جاتا رہا
ملتِ بیضاء کا مخلص پاسباں جاتا رہا

ایسی شخصیات کی موت فرمانِ رسول مقبول سرورِ دو عالم ﷺ ''مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ'' کے مطابق تمام عالَم کی موت ہوتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا وصال عالمِ اسلام خصوصاً اہلِ سنت کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان اور ایسا خلاء ہے جو صدیوں پُر نہ ہو سکے گا کیونکہ ؏

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دعا ہے مولا کریم حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ کو اور دیگر پسماندگان حضرات کو صبرِ جمیل و اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ اٰمِیْنَ ثُمَّ اٰمِیْنَ بِجَاہِ طٰہٰ وَ یٰسٓ ﷺ

فقیر آپ کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

والسلام فقیر ابوالخیر محمد عبداللہ جان، مرشد آباد شریف پشاور۔

☆☆☆

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد رضاء المصطفیٰ

مرکزی جامع مسجد عیدگاہ ڈنگہ شہر

حضرت کا وصال پوری ملت اسلامیہ کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے، آپ جیسی مقتدر شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ علم اور تقویٰ دونوں بنیادی چیزیں ہیں۔ کسی معمار شخصیت کے لئے جو کہ اس دور میں مفقود ہوتی جارہی ہیں۔ کسی جگہ تقویٰ باقی ہے اور علم نہیں..........

اس دور میں قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ میں دونوں چیزیں اس انداز میں درجۂ اتم موجود تھیں، اس دور میں ان کی زندگی مشعلِ راہ ہے۔

تصنیف کی خصوصیت نے آپ کی اس افادیت میں اور اضافہ فرمادیا، اس حدیث پاک کے مصداق تھے کہ ''مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے''۔ چند ملاقاتوں کے درمیان میں نے جو خصوصیت دیکھی وہ یہ تھی کہ ان کی زبان سے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں سنی، جبکہ آج اکثریت اس میں ملوث ہے۔

میرے والدِ گرامی کی وفات کے موقع پر عصر کے وقت فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میری صحت اچھی نہیں رہی، مجھے فرمایا کہ میری احکام القرآن کو آپ مکمل کریں۔ حضرت کا مجھ پر اتنا بڑا اعتماد میرے لئے اعزاز ہے۔ وڑائچانوالہ شاہ صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے سب کی گفتگو فکرِ آخرت پر تھی، مولانا بشیر صاحب اور دیگر حضرات موجود تھے۔ فکرِ آخرت سفر و حضر میں موضوع سخن دیکھا۔ علم کے سمندر ہونے کے باوجود سب بزرگ ایک دوسرے کے سامنے انتہائی عاجزی اور انکساری سے جھک رہے تھے۔ یہ چیز اس دور میں ناپید ہے۔

☆☆☆

صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن سروری قادری

سجادہ نشین حضور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ

مفسرِ قرآن حضرت علامہ محمد جلال الدین قادری نور اللہ مرقدہ علم و حکمت کا ایک عظیم سمندر اور محبت و خلوص کا ایک عظیم پیکر تھے۔ جو آج بظاہر ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی محبتیں اور شفقتیں ہمیشہ ساتھ رہیں گی۔ ایک خاموش حسنِ تبلیغ اور دعوتِ علم و حکمت ان کا خاص انداز تھا جو ہماری بزموں کو اسی طرح ان کی یادوں کے ساتھ مہکاتا رہے گا۔ حضرت العلام مفسرِ قرآن حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ محض ایک فرد نہیں بلکہ ایک عظیم کارواں تھے۔ ان کا حسنِ تربیت اور اندازِ آگہی و دانش، انہی کا خاصہ ہے۔ میری حضرت سے بہت مختصر ملاقاتیں ہوئیں لیکن میرا آپ سے قلبی تعلق اب بھی قائم ہے اور ان شاء اللہ اسی طرح قائم رہے گا۔ ان کی محبتیں یادوں کو مہکاتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے برادرِ مکرم اور ان کے صاحبزادگان والاشان کو ان کا عظیم مشن جاری و ساری رکھنے کی توفیق دے اور ان کے مزار پرانوار کو ہمارے لئے فیضان کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

☆☆☆

'استاذ العلماء، یادگار اسلاف، عالم باعمل حضرت علامہ مولانا علی احمد سندیلوی،

اخوان المؤمنون پاکستان، ۱۵۰ راوی روڈ، نزد پیر مکی، لاہور:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم المقام مولانا قاضی محمد سعید احمد نقشبندی و مولانا قاری محمد حبیب احمد نقشبندی و مولانا مفتی محمد محمود احمد و مولانا محمد مسعود احمد صاحبان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے والد ماجد مفسرِ قرآن حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین القادری الرضوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات حضرت

محمد عبدالستار سعیدی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی زبانی سنی، بڑا صدمہ ہوا۔ انـا لـلّٰہ و انّا الیہ راجعُون ۔ان کا سانحۂ ارتحال عالمِ اسلام کے لئے بے حد افسوس کا باعث ہے۔

ہم سب آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ حضرت مولانا عمر بھر ملک و ملت کے خیر خواہ رہے اور دینِ حق کی سربلندی اور قرآن و سنت کی تعلیمات کی اشاعت کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ ان کی وفات سے دینی و علمی حلقوں میں بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے جس کا پر ہونا بڑا مشکل ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے جملہ اعزہ و اقارب کو صبرِ جمیل کی توفیق دے اور سب بنین و بنات کو حضرت کا بہترین نائب بنائے۔ اٰمیـن بحُرمةِ سیدِ المُرسلینَ ﷺ

خویدم الطلباء علی احمد السندیلوی غفرلہ اللہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ، ۲۷ جنوری ۲۰۰۸ء

☆☆☆

تاثرات

شیخ المشائخ حضور خواجہ عالم چیچوی دامت برکاتہ خانقاہ فتحیہ، گلہار کوٹلی، آزاد کشمیر:

تحریر: حضرت صاحبزادہ مولانا محمد بدر الاسلام صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ، خانقاہ سلطانیہ، کالا دیو جہلم۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری ایام میں یہ عاجز چند مرتبہ حضرت شیخ دام ظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو ان کی علالت کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں جس کی وجہ سے آپ کو خاصی تشویش تھی۔ اس دوران آپ نے متعدد بار ان کا ذکر بڑے اچھے الفاظ میں فرمایا اور آپ کی صحت کے بارے میں استفسارات فرماتے رہے اور اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔

ان میں سے جو فقیر کی یادداشت میں محفوظ ہیں نذرِ قارئین ہیں۔

......ایک سے زائد مرتبہ فرمایا۔ ''بڑے نیک آدمی ہیں''۔

......''روز روز ایسے آدمی پیدا نہیں ہوتے''۔

......''بہت بڑے عالم ہیں''۔

......''سکول کے ایامِ تعطیل کے دوران معلوم ہوا کہ دیہاڑ مزدوری بھی کرتے ہیں''۔

......''متواضع اور بے نفس انسان ہیں''۔

یہ مفتی صاحب (علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی زید مجدہٗ) کے بھی استاذ ہیں۔

......استاذِ گرامی علامہ مفتی محمد علیم الدین مجددی زید فضلہ کی جانب تعزیتی پیغام میں ارشاد فرمایا۔ بندہ کی طبیعت ناساز ہے اگر صحت ہوتی تو جنازہ میں شریک ہوتا۔

☆☆☆

معروف تاریخ گو جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری:

بخدمت مکرمی مفتی محمد محمود احمد صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم! حضرت والا مرتبت مفتی علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مثالی خدمتِ دین کی، زبان سے بھی، اور قلم سے بھی، افکارِ امام احمد رضا محدثِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور محدثِ فیصل آبادی حضرت مولانا محمد سردار احمد نور اللہ مرقدہ کی تعلیمات کو چار دانگ عالم میں پھیلانے میں ان کا کردار روشن اور مستحسن ہے۔ انہوں نے اکابرین اہلِ سنت کے کارناموں خصوصاً تحریک و تشکیلِ پاکستان میں ان کے جرأت مندانہ و قائدانہ موقف اور جدوجہد کو اجاگر کرنے میں نہایت مستعدی اور گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور ہماری ملی و قومی تاریخ کے عام گوشوں کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ فرمایا۔ ان کی دینی و مسلکی خدمات کا تذکرہ بھی زریں الفاظ میں کیا جائے گا۔ ان کی رحلت دینی و علمی و قومی حلقوں کے لئے نہایت

دردانگیز والم آمیز ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آپ سے اور حضرت کے دیگر اعزہ واقرباء کی خدمت میں نیز ان کے فیض یافتگان ''تلامذہ'' ان کے نیازمندوں، ان کے رفقائے کار و معاونین کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتا ہوں۔

کہاں کہاں دلِ صد چاک اشک خون روئے
دبے ہیں سینکڑوں افلاک ان زمینوں میں

شریکِ غم و دعا گو، محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری، حسن ابدال
۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ/ ۲۸ رجنوری ۲۰۰۸ء

☆☆☆

پیرِ طریقت پیر سلطان ریاض الحسن قادری سلطان باہو

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص وعطا سے اس دنیا میں بھیجی جاتی ہیں۔ جو اپنی ساری زندگی دینِ متین کی خاطر وقف کر دیں۔

حضرت نے زندگی کا ہر لمحہ دینِ اسلام کی وہ خدمت کی ہے جو قیامت کی صبح تک یاد رہے گی اور لوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ انہوں نے تفسیر احکام القرآن کے علاوہ ستر سے زائد کتب تحریر فرمائیں۔

ان کے شاگرد دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں جو انسانیت اور دینِ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ تحریکِ پاکستان کے حوالے سے حضرت کی کوششیں اور کاوشیں اہلِ سنت پر ایک عظیم احسان ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے صاحبزادگان اور متوسلین کو ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ اسلامیہ کھاریاں کو اسلام کا ایک مضبوط قلعہ بنائے۔ میری دعائیں اور کاوشیں ان کے مشن کے لئے ان شاء اللہ ان کے ساتھ رہیں گی۔

فقیر سلطان ریاض الحسن قادری سروری
دربار حضرت سلطان باہو

مولانا مفتی محمد اسلم رضا تحسینی، مدیر و بانی، دار اہل السنۃ، کراچی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موت العالم۔ موت العالم

بخدمت جناب حضرت مولانا مفتی محمد محمود احمد صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے قبلہ والد محترم حضرت مفتی جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات اہلِ سنت کے لیے ایک بڑا خلا اور نقصان کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کو غریقِ رحمت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے ورثاء و جمیع اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ورثاء کو آپ کا سچا جانشین بنائے۔ آمین۔

قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں جو خدمتِ دین خصوصاً تفسیر احکام القرآن اور عظیم الشان دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ کی صورت میں انجام دی ہے اس کی جزاء تو ان کا پروردگار ہی عطا فرمائے گا البتہ ان کے اس احسان کے لیے جمیع اہلِ اسلام کو ان کا شکر گذار اور احسان مند ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کے ورثاء میں ان کے اس نیک مشن کو تا قیامت جاری و ساری فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین۔

محمد اسلم رضا تحسینی

☆☆☆

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری ابن شرفِ ملت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ:

ایک اور سراپا علم وعمل اور پیکر اخلاص ہستی فانی دنیا کو چھوڑ کر

دارالبقاء کی طرف زندگی کی بازی جیت کر اور دامن میں کامیابیاں سمیٹ کر رخصت ہوئی۔ حضرت سے شرفِ نیاز ہوا اور ہر ملاقات میں یہی محسوس ہوا کہ ایک منجھے ہوئے عالم کا عجز و انکسار کیا ہوتا ہے اور اہلِ تقویٰ کے چہرے پر نور کیسے چمکتا دکھائی دیتا ہے، ایک سراپا اخلاص اور باعمل عالمِ دین کے چہرے کی زیارت بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

حضرت سے یوں تو بہت ملاقاتیں رہیں لیکن ۱۹۹۶ء میں مکہ مکرمہ میں ہونے والی ایک ملاقات بہت ہی یادگار ہے۔ میں قاہرہ سے عمرہ کرنے کے لیے حاضر ہوا تو مسجد حرام شریف میں آپ سے ملاقات ہوگئی۔ سلام عرض کیا تو بہت شفقت سے ملے۔ حرمین شریفین حاضری کے متعلق فرمانے لگے: ''جب بھی حاضر ہوتا ہوں عمرہ کر کے مدینہ منورہ چلا جاتا ہوں۔ یہاں اگرچہ اجر و ثواب بہت ہے لیکن گرفت اور جلال بھی بہت ہے اس لیے مدینہ منورہ میں رہنا زیادہ مرغوب ہے جہاں سرورِ عالم ﷺ کے طفیل رحمت ہی رحمت ہے۔''

میں نے آپ سے عرض کیا: آج شام کے وقت حرمین شریفین کے جلیل القدر عالم حضرت علامہ سید محمد بن علوی المالکی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، کیا آپ بھی چلنا پسند فرمائیں گے؟ حضرت نے فرمایا: ''ہاں میں بھی ان سے ملنا چاہتا تھا لیکن مجھے ان کے گھر کا ایڈریس معلوم نہیں ہے۔'' اور پھر شام میں ہم دونوں حضرت مالکی صاحب کے درسِ حدیث میں حاضر تھے۔ آپ کا درسِ حدیث انتہائی مؤثر، محبتِ رسول ﷺ سے بھرپور اور محبتِ رسول کی چاشنی سے محروم لوگوں کی حکمت اور اچھے اندازِ بیان سے متصف حزامتمندانہ اصلاح پر مشتمل تھا۔ درسِ حدیث کے بعد حضرت مالکی صاحب ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو لوگ سلام عرض کر کے رخصت ہو رہے تھے، علامہ جلال الدین قادری صاحب آپ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور بڑے والہانہ پن سے حضرت کے پاؤں دابنے لگے۔ حضرت نے بڑی شفقت سے نام پوچھا، پھر اپنے دستِ مبارک سے اجازتِ حدیث پر علامہ جلال الدین قادری کا نام لکھا اور اجازتِ حدیث عطا فرمائی اور اپنی کتابیں بھی عنایت فرمائیں۔ یوں ہم اس علمی اور روحانی مجلس سے واپس ہوئے۔ حضرت علامہ جلال الدین قادری نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور فرمانے لگے: ''آج سے پچیس سال پہلے جو علمیت، روحانیت اور محبتِ رسول کی جو چاشنی حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے درسِ حدیث میں محسوس کی تھی، آج یہاں حضرت مالکی صاحب کے درسِ حدیث میں نصیب ہوئی ہے۔''

حضرت علامہ جلال الدین قادری صاحب کے حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت دوستانہ مراسم تھے۔ جب حضرت والد صاحب کو پتا چلا کہ حضرت علامہ جلال الدین قادری کی تفسیر مظہرِ عام پر آ گئی ہے تو بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمانے لگے، صرف آیات الاحکام کی تفسیر والا اسلوب بھی اچھا ہے۔ اس سے تفسیر کا ایک مناسب وقت میں مکمل کرنا بھی ممکن ہو جاتا ہے اور عام قارئین کا فائدہ بھی ہو جاتا ہے، حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواہش تھی کہ آپ بھی اسی طرز پر تفسیر لکھیں کیونکہ صحت روز بروز گرتی جا رہی تھی، نیت کا اجر تو یقیناً حاصل کیا ہوگا لیکن عملی طور پر ایسا نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی دینی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے اور انہیں انبیاء، شہداء، صدیقین اور صالحین کی صحبت اور رفاقت نصیب فرمائے اور رب کریم جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے۔

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری

☆☆☆

حضرت علامہ مولانا محمد مبارک حسین مصباحی مدظلہ العالی

مدیرِ اعلیٰ، ماہنامہ ''اشرفیہ'' مبارکپور، یوپی، انڈیا:

محترم صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب زیدعنایتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ نے فون پر محققِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا جلال الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ، مصنف ''حیاتِ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ'' وصال کی خبر دی۔ یہ خبر سن کر جامعہ اشرفیہ، مبارکپور میں ایک سوگوار فضاء قائم ہوگئی۔ اساتذہ وطلباء سب پرغم واندوہ کے بادل چھاگئے، ان کی روح کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کے صدقے انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائے۔ (آمین)

ان کی علمی فتوحات بڑی وقیع ہیں۔ دورِ جدید میں برصغیر پاک وہند و بنگلہ دیش کے اہلِ سنت کی سیاسی خدمات وافکار کو تاریخی تناظر میں مرتب کرنے کا اولین سہرا انہی کے سر ہے جس پر ان کی ایک درجن سے زیادہ کتب بالخصوص خطبات آل انڈیا سنّی کانفرنس، تاریخ آل انڈیا سنّی کانفرنس، ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست، امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم شاہد عدل ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا عظیم کارنامہ چھ جلدوں میں تفسیر آیاتِ احکام القرآن کی اشاعت ہے۔ آج سے تقریباً اٹھارہ سال قبل حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی نے ان کی تالیف حیاتِ محدثِ اعظم پاکستان پر ایک تبصرہ تحریر کیا تھا جو ماہنامہ اشرفیہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا چونکہ یہ تبصرہ ان کی تحریر کی خوبی کو اجاگر کرتا ہے۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ راقم یہاں اسے اہلِ علم کے افادے کے لیے دوبارہ پیش کرے:

''ہمارے دیرینہ کرم فرما علامہ عبدالحکیم شرف قادری اور مولانا محمد منشا تابش قصوری کے ذریعہ زیرِ تبصرہ تذکرہ موصول ہوا۔ یہ تذکرہ ایسی اہمیت کا حاصل ہے کہ اس سے عوام وخواص کو روشناس کرایا جائے تاکہ وہ اس کا مطالعہ بھی کرسکیں اور اپنے لیے نمونۂ عمل بھی بناسکیں۔ یہ دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ مولانا محمد جلال الدین قادری نے ایک شخصیت (محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ) کا قرض بڑی حد تک اتار دیا ہے اور تمام وابستگانِ ابو الفضل کے تشکر وامتنان کا واجبی حق حاصل کرلیا ہے۔

یہ کتاب سوانح کے ترقی یافتہ معیار اور عصری تقاضوں سے ہر طرح عہدہ برآ ہوتی نظر آتی ہے اور حق یہ ہے کہ اتنی محنت وجامعیت کے ساتھ ایسی کسی شخصیت کا کوئی تذکرہ اب تک مرتب نہ ہوا۔ جہاں یہ کتاب محدثِ اعظم قدس سرہٗ کا دل کش اور ہمہ گیر تعارف کراتی ہے وہیں دوسرے تذکروں کے لیے بھرپور رہنمائی کرتی ہے۔''

ان کے پس ماندگان بالخصوص ان کے صاحبزادۂ ذی وقار حضرت مولانا مفتی محمود صاحب زیدمجدہٗ کی خدمت میں ہمارے تعزیتی کلمات پہنچادیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے صاحبزادگان صحیح معنی میں ان کے جانشین ثابت ہوں اور ان کے مشن اور نامکمل کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوں۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔ ان کے صاحبزادگان کو چاہئے کہ ان کی تمام تصانیف (قدیم وجدید) کا ایک ایک نسخہ ہمارے ادارے اور ہندوستان کے دیگر معروف دینی، تحقیقی، تصنیفی اداروں اور علمی شخصیات کو بھیجیں تاکہ یہاں ان کی معرکۃ الاراء تصانیف اور جامع شخصیت کا کما حقہ تعارف ہوسکے۔

والسلام

مخلص

محمد مبارک حسین مصباحی

☆☆☆

فاضل نوجوان محقق حضرت مولانا انوار احمد قادری، فاضل جامعہ علوم اسلامی، بغداد شریف، استاذ جامعہ نظام الدین اولیاء، دہلی:

• محترم المقام مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی

السلام علیکم

آپ نے ٹیلیفون پر محققِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حادثۂ ارتحال کی خبر سنائی۔ قحط الرجال کے اس دور میں کیسے کیسے افاضل علماء ہم سے رخصت ہوئے جارہے ہیں اور نعم البدل نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خطائیں معاف فرمائے اور ان کی قبر مبارک پر رحمت و غفران کی بارش فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

راقم کے یہ جذباتِ تعزیت ان کے پس ماندگان بالخصوص ان کے فاضل صاحبزادے مولانا مفتی محمود قادری زید مجدۂ تک پہنچادیں اور یہ بھی ان کے گوش گذار کردیں کہ اس وقت ہندوستان کا سنّی نوجوان پاکستان کے اکابر علماء مثلاً علامہ جلال الدین قادری قدس سرہٗ کی شخصیت اور ان کے دینی و علمی کارناموں سے کچھ زیادہ واقف نہیں ہے سوائے اس کے کہ سنی سنائی باتوں کی بناء پر وہ ان سے کچھ شناسائی رکھتا ہے۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ دونوں ملکوں کی ایسی شخصیات کی تصانیف اور تالیفات کا تبادلہ ہوتا رہے۔ دونوں ملکوں کے دینی، تحقیقی و اشاعتی اداروں اور علماء و اسکالرز کو ان کی مطبوعات ارسال کی جانی چاہئیں تاکہ برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کے سنّی عوام وعلماء/اسکالرز ایسی باعمل اور صاحبِ قلم شخصیات کے کارناموں سے نہ صرف واقف رہ سکیں بلکہ علمی استفادہ بھی کرسکیں۔ اس لیے ناچیز کی ایک طالب علمانہ درخواست ان کے وارثینِ علم بالخصوص صاحبزادگان سے یہ ہے کہ کم از کم ان کی معروف تصانیف و تالیفات کے نسخے ہندوستان کے سنّی اداروں، محققین اور جامعات کی لائبریریوں میں فوری طور پر بھیجے جائیں اور اس سلسلہ میں وہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے تعاون حاصل کرسکتے ہیں اس لیے کہ ان کے پاس برصغیر کی تمام اہم علمی شخصیات، دینی و تعلیمی اداروں اور بڑی لائبریریوں سے رابطے ہیں۔ ان سے ان کے پتے حاصل کر کے کتب ارسال کی جاسکتی ہیں بلکہ اگر ہندوستان کے بعض معروف اشاعتی اداروں مثلاً رضا اکیڈمی (ممبئی)، رضوی کتاب گھر (دہلی)، مکتبۂ امجدیہ (دہلی)، مکتبۂ جامِ نور (دہلی)، امام احمد رضا اکیڈمی (بریلی شریف) وغیرہم کو تحریراً اس کی اشاعت کی اجازت دیدیں تو یہ اور مفید ہوگا۔ والسلام مع الاکرام۔ فقط

انوار احمد بغدادی

استاذ جامعہ نظام الدین اولیاء، دہلی

☆☆☆

حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں رضوی قادری، پرنسپل، جامعہ نوریہ رضویہ اور ناظمِ اعلیٰ، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف:

محترم حضرت مولانا سید وجاہت رسول قادری نوری رضوی زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ نے ۱۲؍جنوری ۲۰۰۸ء کی شب محققِ اہلِ سنن، مؤرخِ زمن حضرت علامہ مولانا جلال الدین قادری رضوی علیہ رحمۃ الباری کے انتقال کی افسوسناک خبر سنائی اور ہمیں صدمۂ غم اندوہ سے صامت و ساکت کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، واللّٰھم اغفرلہ ورحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ۔

اسی وقت بریلی شریف کی معروف شخصیات اور اداروں تک یہ

المناک خبر نشر کردی گئی بلکہ ہندوستان بھر کے دینی مراکز اور اہم شخصیات کو جہاں تک ممکن تھا، اطلاع دیدی گئی۔

دوسرے دن جامعہ نوریہ رضویہ سمیت بریلی شریف کے تمام دینی مراکز میں ایصالِ ثواب کی محفلیں ہوئیں۔ حضرت علامہ ممدوح کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعائیں کی گئیں۔

بلاشبہ وہ زہد و تقویٰ اور علم و تحقیق میں بلند مرتبہ کے حامل تھے اور کیوں نہ ہوتے۔ وہ وقت کی دو عظیم علمی و روحانی ذواتِ قدسیہ سے جاری وساری چشمۂ فیوض و برکات کے مجمع البحرین تھے۔ ایک طرف وہ محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے چشمۂ زلال آب سے سیراب تو دوسری طرف وقت کے عظیم فقیہ امام، ولی کبیر، قطب شہیر مفتی اعظم ابن مجدِ اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری رضوی قدس سرہ العزیز کے ظاہری و باطنی علوم کے سرچشمۂ آب سے فیضیاب۔ بلاشبہ ان کے علمی و دینی کارنامے بالخصوص اہلِ سنت کے حوالے سے ان کے تاریخ ساز مؤرخانہ نگارشات اور تفسیر آیات احکام القرآن (چھ جلدیں) ان کے ایسے روشن کارنامے ہیں جو تا صبحِ قیامت انہیں زندہ و تابندہ رکھیں گے۔

گذشتہ سال (اکتوبر ۲۰۰۷ء) جب راقم اور حضرت مولانا صغیر اختر رضوی زید مجدہٗ آپ کی دعوت پر ''مجلس یادگار رفتگاں'' میں شرکت کے لیے کراچی آئے تھے تو واپسی پر لاہور میں حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے محترم مولانا مفتی محمد محمود قادری صاحب اور محترم پروفیسر ڈاکٹر اشفاق جلالی صاحب زید عنایتہما بنفس نفیس ہم سے ملاقات کے لیے گجرات (کھاریاں) سے تشریف لائے اور ناچیز کو تفسیر آیات احکام القرآن کی ۵ جلدوں کا نہایت بیش قیمت تحفہ حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کے حکم پر اوران کی نیابت میں عطا فرمایا۔ اس کی اطلاع فقیر نے آپ کو فون پر دیدی تھی۔ بریلی شریف واپسی پر راقم نے بعض جگہوں سے اس کا مطالعہ کیا تو حیران رہ گیا کہ مصنفِ علام نے اس کی تبویب، ترتیب، مآخذ و مراجع کتب کی ذخیرہ اندوزی اور پھر تحقیقی و تنقیدی نگاہِ عمیق سے اس کا مطالعہ کرنے میں نہایت محنت اور عرق ریزی کا ثبوت دیا ہے۔ جو ہمارے اکابرین کی شان تھی، یہ تفسیر اس کا ایک جامع پرتو ہے۔ فقیر نے اس کو طلباء، اساتذہ اور محققینِ تفاسیر کے لیے بے حد مفید پایا۔ ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ اس کے بالاستیعاب مطالعہ کے بعد اس پر ایک تبصرہ لکھوں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ اس مقصدِ نیک میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ۔ یہ کلماتِ غم و تعزیت فقیر کی طرف سے اور مولانا صغیر اختر رضوی صاحب اور دیگر اراکینِ جامعہ نوریہ رضویہ بالخصوص اس کے مہتمم اور سرپرستِ اعلیٰ چشم و چراغ خانوادۂ رضا نبیرۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ حضرت مولانا منان رضا خاں قادری نوری رضوی دامت برکاتہم عالیہ کی جانب سے حضرت العلام علیہ الرحمۃ کے تمام پس ماندگان بالخصوص حضرت مولانا مفتی محمد محمود قادری صاحب حفظہ اللہ الباری کو پہنچادیں۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل انہیں حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین۔ والسلام مع الاکرام

☆☆☆

فاضل نوجوان، محققِ رضویات، حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد، پٹنہ:

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

علامہ جلال الدین قادری رضوی جماعت اہل سنت کے ممتاز عالم دین، معتمد و مستند اسلامی مؤرخ، ایمان افروز و سہل نگار مفسر قرآن، زہد و ورع کے پیکر اور عشق رسالت مآب میں زخمی جگر شخصیت کے مالک

تھے۔ ۱۲ جنوری ۲۰۰۸ کو لاہور میں آپ کی رحلت ہوگئی، آپ کی رحلت وہ صدمۂ جانکاہ ہے جس سے پوری ملت اشک بداماں ہوگئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک بیدار مغز، عالی دماغ، روشن فکر شخصیت کے مالک ہونے کے سبب جماعت اہل سنت کے مدبر و مفکر اور راسخ فی العلوم علماء کی صف میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ہماری جماعت کے وہ اکابر علماء جنہوں نے علم کے مختلف شعبوں پر عالمانہ و محققانہ کام کیا اور اس کے اثرات دور دور تک محسوس کئے گئے ان میں ایک معتبر اور مستند نام علامہ جلال الدین قادری کا بھی ہے جن کی خدمات نے ایک جہاں کو متاثر کیا اور تاریخ و تفسیر کے موضوع پر ان کی لکھی ہوئی کتابیں ہمیشہ اپنے اثرات تقسیم کرتی رہیں گی----- علامہ جلال الدین کی رحلت جماعت اہل سنت کے لئے بہت بڑا نقصان ہے یقیناً ان کی رحلت سے علم کی مسند سونی ہوگئی متاعِ فکر و دانش لٹ گئی، قرطاس و قلم سوگوار ہو گئے اور جو علمی خلا پیدا ہوئی ہے وہ ہمیشہ ان کی کمی یاد دلاتی رہے گی

ع ڈھونڈو گے مجھے ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

علامہ جلال الدین نے علم و عمل کا جو گنج گرانمایہ پایا تھا، اس میں دیگر بزرگوں کے ساتھ محدث اعظم پاکستان اور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں علیہما الرحمۃ والرضوان کی عطا پاش اور فیض بخش شخصیت کا گہرا اثر تھا، اور حق یہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے ان بزرگوں سے پایا تھا اسے عام کرنے کے لئے انہوں نے اپنی عمر کا لمحہ لمحہ صرف کیا اور تقریر، تحقیق، تاریخ، تنقید، تشریح، تفسیر غرض ہر فن کے ذریعہ مسلک اہل سنت کی تبلیغ و تشہیر میں نمایاں کارنامے انجام دیے، جو کئی دہائیوں پر مشتمل ہیں اور مقالات و مضامین اور مستقل مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کی شکل میں منتشر ہیں جنہیں ترتیب و تہذیب کے ساتھ منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے صدر با وقار وجاہت علم و فن علامہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ نے اس سلسلہ میں پیش قدمی کی ہے اور ان کی خدمات پر مشتمل ''معارف رضا'' کا خصوصی شمارہ شائع کرنے کا عزم کیا ہے یہ مبارک قدم ہے، خدا کرے یہ شمارہ جماعت کے دیگر محققین کو علامہ جلال الدین علیہ الرحمہ کے علمی کاموں کی طرف متوجہ کردے تاکہ ان کے چھوڑے ہوئے علمی اثاثے سے پوری دنیا کو استفادہ کا موقع مل سکے۔

حضرت مولانا مفتی سید خورشید احمد، ادارۂ شرعیہ، پٹنہ، بہار:

علم کا روشن چراغ تھا، نہ رہا

علامہ جلال الدین قادری رضوی، علم و عمل کے دھنی، عشق و وفا کے پیکر اور خلوص للّٰہیت کے شجر سایہ دار تھے، جن کی صحبت میں بیٹھنے والے بھی علم سے بہرور اور عمل کی دولت سے مالا مال ہو گئے---- افسوس آج وہ ہم میں نہیں رہے، ہماری مسندیں سونی، محفلیں خاموش اور میخانے ویران ہو گئے، مگر ان کی خاموش آوازیں آج بھی ہمیں سنائی دے رہی ہیں کہ

آنے والی نسلیں مجھ کو بھول سکیں ناممکن ہے
نقش قدم کے مٹتے مٹتے راہ گذر بن جائیں گے

علامہ جلال الدین علیہ الرحمہ کی دینی و علمی خدمتوں کا دائرہ بہت وسیع ہے، انہوں نے علم، مذہب، ادب، تفسیر، تاریخ تمام موضوعات پر لکھا ہے اور واقعہ ہے کہ بہت مدلل مفصل اور جامع لکھا ہے مگر خصوصیت کے ساتھ انہوں نے تاریخ و تفسیر کے موضوع پر جو کتابیں لکھی ہیں اس کا معیار و اقدار انہیں بڑے سے بڑے کی صف میں لا کھڑا کر دیتا ہے۔

افسوس کہ علامہ موصوف کی ساری کتابیں یہاں دستیاب نہیں ورنہ ضرورت تھی اور ہے کہ ان کے علموں کارناموں پر متنوع جہتوں

سے تحقیقی نظر ڈالی جائے۔ خدا نے وسائل پیدا کر دیئے تو اس موضوع پر ان شاء اللہ ضرور لکھوں گا اور بھرپور لکھوں گا۔

حضرت مولانا بدیع العالم رضوی صاحب، پرنسپل، جامعہ طیبیہ قادریہ، حالی شہر، چٹاگانگ:

محترم المقام مولانا صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب سے حضرت علامہ مفتی جلال الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا۔ علامہ صاحب اہلِ سنت کے جلیل القدر عالم، مصنف اور مفسر تھے۔ برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش میں آزادیٔ ہند بالخصوص تحریکِ پاکستان کے لیے علمائے اہلِ سنت نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے دور سے قیامِ پاکستان تک جو عظیم قربانیاں دیں اور سیاسی جدوجہد کی، وہ پردۂ خفا میں چلی گئی تھی اور اغیار نے بھی نشر و اشاعت کے محاذ پر بھرپور کوشش کی تھی کہ علمائے اہلِ سنت کے کارنامے کسی بھی طرح تاریخ کے صفحۂ قرطاس پر ضبطِ تحریر میں نہ آسکیں بلکہ انہوں نے قصداً اسے تاریخ کے صفحات سے کھرچنے کی کوششیں کیں لیکن بھلا ہو حضرت علامہ مفتی جلال الدین قادری رضوی نور اللہ مرقدہٗ کا کہ انہوں نے خطبات آل انڈیا سنّی کانفرنس اور تاریخ آل انڈیا سنّی کانفرنس اور اس جیسے دیگر بیسیوں رسالے لکھ کر اہلِ سنت کے کارناموں کو تاریخ کا روشن باب بنا دیا اور تصنیف و تالیف اور تاریخ نویسی کے محاذ پر مخالفین و منافقین کو ایسی ہزیمت دی کہ وہ اب اپنے زخموں کے خوں خود چاٹ رہے ہیں۔ بطور مفسر قرآن ان کا عظیم کارنامہ آیاتِ احکام القرآن کی ۶ ضخیم جلدوں میں اردو تفسیر ہے۔ حضرت کا سانحۂ ارتحال برصغیر کے اہلِ سنت کے لیے ایک بڑا سانحہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے۔ ہمیں ان کا نعم البدل بھیجے اور ان کی معنوی اور صوری اولاد کو ان کے فکر و مشن کو جاری رکھنے کی ہمت اور استطاعت عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہاں چٹاگانگ میں حضرت علامہ جلال الدین قادری علیہ الرحمۃ کی یاد میں علماء کا ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مرحوم کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے ساتھ ان کو ایصالِ ثواب بھی کیا گیا۔ معارفِ رضا، کراچی کے ذریعہ ہم یعنی راقم بدیع العالم رضوی اور دیگر علماء مثلاً حضرت مولانا نظام الدین رضوی صاحب، حضرت مولانا علامہ عبید الحق نعیمی صاحب، حضرت مولانا سید وصی احمد صاحب، حضرت مولانا جلال الدین القادری صاحب (پرنسپل، جامعہ احمدیہ سنیہ، سولہ شہر، چٹاگانگ)، حضرت مولانا انیس الزمان صاحب (مترجم بنگالی، سلامِ رضا و استاذ جامعہ احمدیہ سنیہ)، حضرت مولانا اسمٰعیل رضوی صاحب، حضرت مولانا عبد المنان صاحب (مترجم، کنز الایمان، بنگالی) اور دیگر تمام علمائے اہلِ سنت چٹاگانگ کی جانب سے حضرت علامہ جلال الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے پس ماندگان بالخصوص ان کے صاحبزادگان کے حضور دلی تعزیت پیش کرتے ہیں، اس درخواست کے ساتھ کہ ہمیں حضرت قبلہ علامہ جلال الدین قادری قدس سرہٗ کی تمام مطبوعہ کتب بالخصوص تحریکِ پاکستان سے متعلق اور احکام القرآن کی چھ جلدیں بھجوا دیں۔ ہم ان شاء اللہ بنگالی زبان میں اس کا ترجمہ کروا کر اسے یہاں سے شائع کر دیں گے۔ والسلام مع الاکرام

غمزدہ

بدیع العالم رضوی (چٹاگانگ)

حضرت مولانا مفتی سید شاہد الرحمٰن ہاشمی، سولہ شہر، تھانہ بایزید بسطامی، ہاشمی باڑی، چٹاگانگ:

حضرت الشیخ پیر طریقت مولانا سید وجاہت رسول قادری

مدظلہ العالی کی زبانی فون پر حضرت العالم مفتی جلال الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے انتقالِ پُر ملال کی جانکاہ خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

علامہ علیہ الرحمۃ کا شمار برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کے ان علمائے کاملین میں ہوتا تھا جو علم وتقویٰ کے ساتھ صاحبِ طرز مصنف، باصلاحیت تاریخ نویس اور دورِ جدید کے بلند پایہ مؤرخ بھی تھے۔ انہوں نے اہلِ سنت کی سیاسی تاریخ پر کتب لکھ کر بالخصوص خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس اور تاریخ آل انڈیا سنّی کانفرنس مرتب کر کے آزادیٔ ہند اور جدوجہد تحریک پاکستان کی تاریخی فروگذاشت اور تاریخی ریکارڈ کو درست کرنے کی سعی بلیغ کی ہے جس کے لیے اہلِ سنت صبحِ قیامت تک ان کے ممنون رہیں گے اور ان کے لیے ایصالِ ثواب کرتے رہیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر شریف کو جنت ورضوان کے پھولوں سے آراستہ فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی تصانیف بالخصوص مذکورہ تصانیف اور تفسیر احکام القرآن بنگلہ دیش کے علمائے اہلِ سنت کو بھی بھیجی جائے تاکہ اس کا بنگالی زبان میں ترجمہ ہو اور بنگلہ دیش کے علماء، طلباء اور عوام اس سے یکساں مستفیض ہوسکیں۔ معارف رضا کراچی کی معرفت میں حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کے پس ماندگان بالخصوص ان کے صاحبزادگان سے دلی تعزیت کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کا سچا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بطفیل نبی المکین الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری رضوی اختری صاحب، ڈائرکٹر اسلامک سینٹر، دیناجپور، بنگلہ دیش:

محترم ومکرم حضرت مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

موت برحق ہے ''کل نفس ذائقۃ الموت'' لیکن کچھ لوگ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں اور کچھ لوگ زندہ رہ کر بھی مردہ ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو معلمِ کائنات، سید عالم جانِ دو عالم ﷺ کی محبت اور ان کی اتباع میں سرشار ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں وہ اسوۂ حسنہ کا نمونہ ہوتے ہیں، وہ اللہ والے ہوتے ہیں۔ اپنی زندگی میں بھی فیض یاب اور فیض رساں ہوتے ہیں اور بعد وصال بھی مفید اور مفیض رہتے ہیں اور جو آقا و مولیٰ ﷺ سے منہ موڑ کر ان کی مخالفت میں زندگی گذر بسر کرتے ہیں، وہ زندہ ہو کر بھی مردہ سے بدتر ہیں اور مرنے کے بعد نسیاً منسیاً ہو جاتے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا جلال الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ بھی انہی نفوسِ قدسیہ میں شمار ہوتے ہیں جو اللہ والے کہلاتے ہیں، جو اپنی قیمتی نگارشات قابل و فاضل اولادِ صوری ومعنوی اور اپنے قائم کردہ دینی اداروں کی صورت میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور ان شاء اللہ تا صبحِ قیامت ان کا ذکرِ خیر بھی باقی رہے گا۔ ان کا انتقالِ پُر ملال اہلِ سنت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیّین اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین المکین الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب! راقم کے یہ تعزیتی کلمات ان کے پس ماندگان بالخصوص ان کے صاحبزادہ مولانا مفتی محمود تک پہنچا دیں کہ بنگلہ دیش کے عوام وعلمائے اہلِ سنت ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ والسلام مع الاکرام

مخلص

ارشاد احمد بخاری

...........☆☆☆...........

مادہ ہائے تاریخِ وصال

از: محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری

مفسرِ قرآن، محقق ومُدقق، عالم وفاضل یگانہ، ممدوح ومخدومِ اہلِ سنّت،

حضرت علامہ مفتی مولانا محمد جلال الدین قادری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کھاریاں

وصال ۱۲ رجنوری ۲۰۰۸ء

۲ رمحرم الحرام ۱۴۲۹ھ

قرآنی مادۂ تاریخ (سالِ وصال)

"رِجالٌ یُحِبُّوْنَ اَنْ یَتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ"

(التوبۃ)

ا۔ ۱۴۲۹ھ

مادہ تاریخ (سالِ وصال)

۱۴۲۹ھ

شمعِ معرفتِ مصطفیٰ	نقشِ علم وفراستِ محمد
تذکارِ حق	آیۂ فضیلت النبی
چراغِ مجلسِ محمّد	خوبیٔ طریقتِ محمد
پیکرِ عظیم العلوم	پیکرِ خصوصیات
برکتِ مجلسِ تدریس	مخزنِ برکاتِ مدینہ
آوازِ شانِ دانش ومعرفت	شرفِ مجمع لوح وخاصہ

ہمہ جہت علمی شخصیت

ب۔ ۲۰۰۸ء

قطعہ ہائے تاریخ (سالِ وصال)

مجلّی یادگار اربابِ حق کی
بزرگوں کی وہ دِل آویز تصویر
جلال الدین، مخلص خادمِ دین
زمانہ اس کی رحلت سے ہے دل گیر
محدّث فیصل آبادی کا شاگرد
وہ علم و فقر کا شیخ جہانگیر
وجودِ فیض بخش اس مردِ حق کا
ضیائے معرفت، دانش کی تنویر
عمل کی عمدگی، حسنِ سخن سے
دلوں کی اور کی ذہنوں کی تسخیر
وہ قرآنی معارف سے تھا آگاہ
لکھی اس نے کتابِ حق کی تفسیر
محقق عالم عارف صاحب فقر
کیا، جو کچھ کہا، تھی اس میں تاثیر
نفیس و پُر معانی اُس کی گفتار
بلیغ و پُر معارف اُس کی تحریر
رجالِ حق کی تاریخ اور خطبات

بڑے پیمانے پر ان کی تشہیر
وہ علم و معرفت کا بازغہ شمس
کئی چاند حق کے اس سورج سے ضوگیر
جوانوں سے زیادہ تندہی سے
رہا مصروف کارِ دین وہ پیر
تغیر کے چلیں طوفان بے شک
نہ برباد ہوگا اُس کا باغ تذکیر
ہو تُربت مرکزِ انوار اُس کی
بہ حقِّ ساکنانِ بیتِ تطہیر
مُکرّم ہو وہ قبر و حشر میں بھی
وہ دنیا میں بھی تھا با عزّ و توقیر
لحد پر اس کی برسے بارشِ نور
رہے استادہ جب تک آسماں پیر
"ادب" سے اس کا طارق سالِ رحلت
ے
"نشانِ محفلِ تحقیق و تحریر"
۷+۲۰۰۱=۲۰۰۸ء

(۲)

جو خدائے کن فکاں چاہے وہی ہوتا ہے کام
کون ہے وہ جس کو اس کا حکم نا منظور ہے
اس کے تحت، اِک مردِ حق نے آخرت کی راہ لی
جو خدائے لَم یزل کا دائمی دستور ہے

اُس کے اوجِ معرفت کی دھوم شرق و غرب میں
اُس کی علمی شان کی شہرت قریب و دور ہے
فیصل آبادی محدث کا وہ تلمیذِ رشید
اُس کے مرقد کی فضا انوار سے معمور ہے
واسطوں سے وہ امام احمد رضا کا فیض یاب
جس کا پیغام، احترام و عشقِ جانِ نور ہے
"شیر" باطل سامنے جس کے مثال گوسفند
جس کے آگے بخد کا "شاہین" اِک عصفور ہے

☆

خدمت دینِ محمد کی جلال الدین نے
وہ خدا و مصطفیٰ کے سامنے ماجور ہے
جنّتُ الفردوس میں ہوگا یقیناً اس کا گھر
دین کے بے لوث خادم کا صلہ بھرپور ہے
خُلد کی خوشبو سے ہے مہکی ہوئی اس کی لحد
اُس خدا آگاہ کی تربت جہان نور ہے
علم و عرفاں کے جہانوں کو رکھے گا مُستنیر
خاک کے پردے میں گو خورشیدِ حق مستور ہے
فکر کی جو بہرِ تاریخِ وصالِ مردِ حق
مجھ سے ہاتف نے کہا "ستّار کا مغفور" ہے
۲۰۰۸ء

(۳)

وجوداس کا زمانے کے لئے کنزِ سعادت تھا
یگانہ علم و عرفاں میں، فریدِ دانش و بینش
وہ دانائے معارف، گفتگو اُس بندۂ حق کی
بشارت خیر و خوبی کی، نویدِ دانش و بینش
وصالِ بندۂ حق کیش کی تاریخ ''حق'' کہہ کر
۱۰۸
رقم یوں کی ہے ''خورشیدِ مجیدِ دانش و بینش''
۱۰۸+۱۹۰۰=۲۰۰۸ء

(۴)

محفلِ علم وہُدیٰ ہے اس کی رحلت سے اُداس
حُزن کی تصویر ہے جو معرفت کا شہر ہے
ہورہا ہے رنج کا اظہار شرق و غرب میں
دل خراش ہر سمت اندوہ الم کی لہر ہے
فکر تھی تاریخ کی، مجھ سے یہ ہاتف نے کہا
سالِ وصل قادری ''خورشید یمن دہر'' ہے
۱۴۲۹ھ

(۵)

خدا نے کی نوازش اُس پہ بے حد
محمد (ﷺ) کی عنایت اس پہ تھی خاص
شریک اُن میں وہ عالی بخت بھی ہے
جو اللہ کے ہیں نعمت یاب اشخاص
ہوا اس بزمِ آب و گل سے رُخصت
مَعانی کے سمندر کا وہ غوّاص

O

سنِ وَصل اس کا طارقؔ ''آہ'' کے ساتھ
۶
کہا، ''نقشِ دوامِ صدق واخلاص''
۶ + ۱۴۲۳ = ۱۴۲۹ھ

O

رکھا جائے گا بزمِ وقت میں یاد
نقیبِ کاروانِ حق، ہمیشہ
محبِ مصطفیٰ تھا وہ، خدا نے
اُسے بخشے تھے اَوصافِ حمیدہ
برائے اوجِ دیں اُس مردِ حق نے
گزارا زندگی کا لمحہ لمحہ
نہ مرجھائے گا زیرِ خاک بھی وہ
وہ تھا زیبا گلابِ باغِ طیبہ
ز روئے ''بے بدل'' تاریخِ رحلت
۲
خدا کا ''وہ عظیم القدر بندہ''
۲ + ۱۴۲۷ = ۱۴۲۹

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

از: پیشوائے اہلِ سنت، استاذ العلماء حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری صاحب ☆

﴿مفسر قرآن محقق دوراں حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری علیہ رحمۃ الباری کی رہائش گاہ کے سامنے ۱۷ر جنوری ۲۰۰۸ء/ ۷ر محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بروز جمعرات گیارہ تا ایک بجے دن، آپ کے ختم قل شریف کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا جسے قارئین کے استفادے کے لیے تحریری شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔﴾

مفسرِ قرآن زبدۃ الاتقیاء، عالمِ ربانی اور صحیح معنوں میں وارث الانبیاء، حضرت مولانا علامہ محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ، مجھے ایک عرصہ تک ان کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ختمِ نبوت میں خصوصی طور پر کئی سال ہم نے اکٹھے کام کیا ہے اور میں نے ان کو بہت قریب سے دیکھا ہے، بہت سی ان کے اندر صفات تھیں۔ بہت مہمان نواز تھے، دستر خوان بڑا وسیع تھا جو کچھ ماحضر ہوتا، مہانوں کو، آنے والے علماء کو مجبور کیا کرتے کہ کھانا کھا کر جانا اور بڑے سخی تھے اور بڑے مہربان تھے اپنے ساتھیوں پر، ہر جائز بات کو مان لینے والے اور بہت کرم نوازی کرنے والے۔ ایک مرتبہ ختم نبوت پر مقالے لکھے جا رہے تھے، میں ان کی سخاوتِ علمی کے بارے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے کہا میرے پاس ٹائم نہیں ہے مقالہ لکھنے کا لیکن میں بھی اس میں حصہ ڈالنا چاہتا ہوں تو آپ خود ہی لکھیں اور میری طرف منسوب کر دیں، لکھ کر مجھے دے دیں۔ ایک ہوتا ہے نا جی آٹے کی بوری خریدی بازار سے کسی کو دے دی، کپڑے کا جوڑا خریدا کسی کو دے دیا، ایک ہوتا ہے علمی کام کر کے کسی کو دے دینا، میں نے کہا کہ یہ علمی کام کر کے آپ مجھے دے دیں۔ فرمایا ٹھیک ہے، مجھے منظور ہے۔ تو ایک مقالہ لکھا ختمِ نبوت پر، بڑا زبردست، اور پھر کتاب میں وہ باقاعدہ میری طرف منسوب کردیا، میں نے ان سے لے لیا، انہوں مجھے ہبہ کر دیا اور یہ ہبۂ علمی بھی جائز ہے، جیسے ہبۂ مالی جائز ہے اسی طرح ہبۂ علمی بھی جائز ہے۔ اب میں مختصراً ان کے بارے میں بیان کرتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں فلاں شخص آیت اللہ تھا۔ جو لوگ صحابہ کو گالیاں دینے والے ہوتے ہیں وہ آیت الشیطان ہوتے ہیں، وہ آیت اللہ نہیں ہوتے۔ مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب آیت اللہ تھے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ تقویٰ جو ہے، تقویٰ کے وہ سمندر تھے، پرہیزگاری کے، عبادت کے اور سلف صالحین کا نمونہ تھے، جن علماء کو کہا جاتا ہے، علماءِ ربانیین، حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے، ''میری امت کے علماء جو ہیں وہ بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں''، مثل سے مراد مرتبہ میں نہیں ہیں، یہ جو تشبیہ ہوتی ہے ایک آدھ وصف میں ہوتی ہے، جب کہا جاتا ہے کہ فلاں شیر کی مثل ہے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ ہر چیز میں شیر کی مثل ہے، اس کا معنی ہے کہ شجاعت میں شیر کی مثال ہے۔ تو جب سرکار نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں تو اس کا معنی ہے کہ تکلیفیں کاٹنے

☆ جامعہ قادریہ عالمیہ مراڑیاں شریف، ضلع گجرات۔

میں انبیاء بنی اسرائیل کی طرح میری امت کے علماء تکلیفیں کاٹیں گے اور کردار ادا کریں گے۔ یہ معنی ہیں اس حدیثِ پاک کے، مولانا محمد جلال الدین قادری بھی اس حدیث پاک کے مصداق تھے۔ قرآن کریم کے مفسر تو وہ تھے ہی، انھوں نے اردو میں وہ کام کیا جو ان سے پہلے کسی نے بھی اردو میں نہیں کیا۔ تفسیریں لکھی گئیں، حاشیے لکھے گئے، قرآن کریم پر، لیکن احکام القرآن ایک موضوع ہے، قرآن کریم کا کہ وہ آیتیں جن سے احکامِ شرع ثابت ہوتے ہیں، جن سے مسائلِ دین ثابت ہوتے ہیں۔ ان آیتوں پر کام کرنا مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ سے نماز اور زکوٰۃ کے مسائل، مَانَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ سے نسخ کے احکام و مسائل اس کے تحت بیان کرنا، یا سینکڑوں آیتیں ہیں۔ احکام القرآن پر اردو زبان میں ہمارے اہلِ سنت و جماعت میں سے کسی نے کام نہیں کیا۔ تو اس میں تشنگی تھی۔ حضرت نے اس خلا کو پُر کیا، یہ آپ کا مجددانہ کارنامہ ہے، میں سمجھتا ہوں۔ اہلِ سنت و جماعت میں تو آپ نے اس خلا کو پُر کیا، بڑھاپے میں، علالت میں اور عمر کے اس حصہ میں جس میں آدمی چلنے پھرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا، اپنے بیٹوں کو ساتھ ملایا، بیٹوں کا بھی کمال ہے۔

صاحبزادہ محمد سعید احمد صاحب کا بھی کمال ہے، انہوں نے پیسہ فراہم کیا۔ چھوٹے تین بیٹے جو ہیں، انہوں نے بھی شب و روز ساتھ محنت کی۔ حوالے لگائے، صاحبزادہ محمد حبیب احمد صاحب نے صاحبزادہ محمد محمود احمد صاحب نے اور محمد مسعود احمد صاحب نے۔ میرا خیال ہے پروفیسر صاحب نے بھی تعاون فرمایا ہوگا، ان بیٹوں کا بھی کمال ہے، ان کو بھی جتنا خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ اپنے بوڑھے باپ کے علم سے انہوں نے پورا کما حقہ فائدہ اٹھایا، ساتھ تعاون کیا، ہر چیز تیار کی، حوالے لگائے، کمپوز کیا، پیسہ فراہم کیا، بڑے بڑے جو مدتوں سے لگے ہوئے تھے، وہ اتنا کام نہیں کر سکے جو مختصر وقت میں انہوں نے اپنے باپ سے کروالیا یعنی احکام القرآن۔ اور بڑے لوگوں نے اس کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ بڑے بڑے لوگ جو علماء کو نہیں مانتے میں نے ان سے بھی سنا کہ علامہ محمد جلال الدین قادری صاحب نے وہ کام کیا ہے، جو کسی سے نہیں ہوسکا۔ اس کے علاوہ، وہ مورخ اہلِ سنت تھے، ہمارے علماء ہمیشہ مطالبہ کرتے ہیں کہ تاریخ کی تصحیح کی جائے۔ تاریخ میں بددیانتی ہوئی ہے، تاریخِ ہند میں۔ اور میں مختصراً عرض کروں تاریخ ہند میں بددیانتی ہوئی، جب انگریز نے یہاں آکر اقتدار پر قبضہ کیا۔ انڈیا میں تو اس وقت ہمارے اہلِ سنت و جماعت کے مجاہدِ ملت مجاہدِ دین حضرت مولانا فضلِ حق خیرآبادی نے انگریز کے خلاف فتوئے جہاد جاری کیا اور اس پر سینکڑوں علماء کے دستخط ثبت کئے اور ایک جنگِ آزادی شروع کی جس کو جنگِ آزادی ستاون کہا جاتا ہے، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی۔ وہ مولانا فضل حق نے شروع کی۔ اس وقت یہ جتنے بھی نجدی علماء ہیں، دیوبندی علماء کے جو بڑے تھے، اہلِ حدیثوں کے بڑے جو تھے، تبلیغی جماعت کے جو بڑے تھے، یہ سب انگریز کا ساتھ دے رہے تھے۔ مولانا اسمٰعیل دہلوی جن کو شاہ اسمٰعیل دہلوی کہا جاتا ہے، یہ سب انگریز کا ساتھ دے رہے تھے، انگریز کے حق میں فتوے دے رہے تھے، جلسوں میں فتوے دے رہے تھے کہ انگریز کے خلاف لڑنا حرام ہے۔ لیکن ہمارے علماء نے اس وقت انگریز کے خلاف جنگ کی، ہمارے بے شمار علماء شہید ہوئے۔ پاکستان بنا، پاکستان میں آپ

جانتے ہیں کہ اہلِ سنت کے علماء نے قائدِاعظم کا ساتھ دیا مسلم لیگ کا ہمارے مشائخ نے۔ اس وقت بھی یہ مدرسۂ دیوبند جو ہے سارے کا سارا، یہ کانگریس کی حمایت کر رہا تھا۔ قائدِاعظم کو کافرِ اعظم کہہ رہا تھا۔ ہمارے علماء حضرات ہر کانفرنس میں مطالبہ کرتے کہ تاریخ کی تصحیح کی جائے۔ حضرت نیازی صاحب مطالبہ کرتے، مولانا نورانی مطالبہ کرتے، ہر سنی کانفرنس میں، لیکن جو عملی طور پر کام تھا وہ مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب نے کیا۔ عملی کام یہ تھا کہ جو گورنمنٹ کی نصابی کمیٹیاں ہیں، نصابیات پر جو ان کے محکمے ہیں یا ان کے ادارے ہیں، ان کی رہنمائی کی جائے کہ تاریخ کی کس طرح تصحیح کی جائے۔ تاریخ میں کونسی غلطیاں ہوئی ہیں، کونسی بددیانتی ہوئی ہے، کونسی خیانت ہوئی ہے۔ تو علامہ محمد جلال الدین قادری اٹھے کھاریاں سے، انہوں نے تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس کتاب لکھی اور کتابیں لکھیں۔ انہوں نے نہ صرف وہ کتابیں لکھیں بلکہ اخبارات میں انہوں نے باقاعدہ اس پر مقالے لکھ کر شائع کیے۔ اہلِ سنت کے رسالوں میں اور بہت سے اہلِ سنت و جماعت کو ان حقائق کا پتا نہیں تھا، علماء کو بلکہ ہمیں نہیں پتا تھا۔ اس شخص کی محنت کی وجہ سے ہمیں پتا چلا ہے۔ یہ کارنامہ ہے اس شخص کا ایک حجرے میں بیٹھ کر، ایک کھاریاں کے ایک الگ تھلگ محلے میں بیٹھ کر، اندر بیٹھ کر کام کیا جو بڑے بڑے ادارے نہیں کر سکے۔ ایک امت کی وہ حیثیت رکھتے تھے، جیسے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، آخری حدیث بیان کر کے میں ختم کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں پتہ ہے سب سے بڑا داتا کون ہے؟ لوگ کہتے ہیں اللہ کو داتا کہنا جائز ہے، کسی اور کو داتا کہنا جائز نہیں فرمایا۔ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا تمہیں معلوم ہے سب سے بڑا داتا کون ہے؟ اَجْوَدْ داتا کو کہتے ہیں۔ داتا کا معنی سخی ہوتا ہے۔ عربی میں اس کو اَجْوَدْ کہتے ہیں، تمہیں معلوم ہے سب سے بڑا داتا کون ہے؟ صحابہ کو پتہ تو تھا ہی کہ اللہ سب سے بڑا داتا ہے لیکن عرض کیا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ ادباً کہا کہ اس کا جواب بھی حضور کی زبان سے سنیں فرمایا اللہ سب سے بڑا داتا ہے۔ پھر فرمایا اللہ کے بعد میں سب سے بڑا داتا ہوں۔ فرمایا میرے بعد وہ سب سے بڑا داتا ہے جو علم حاصل کرے اور اس کی اشاعت کرے۔ قیامت کے روز جب وہ اٹھے گا تو وہ ایک امت کی حیثیت سے ہوگا۔ عالم جو ہے وہ ایک نہیں ہوگا، بلکہ ایک امت کی حیثیت سے ہوگا۔ مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب یقیناً ایک امت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنا مقام تسلیم کروایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، وہ مدرسہ (یونیورسٹی) بنانا چاہتے تھے، کھاریاں میں، وہ چاہتے تھے کہ کھاریاں کے اندر بہت بڑی یونیورسٹی ہو، بہت بڑا ادارہ ہو اور ان کی خواہش کے مطابق زمین بھی خریدی گئی، اب عمارتیں وہاں قائم کرنی ہیں اب آپ نے کردار ادا کرنا ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو بہت بڑی یونیورسٹی بنانی چاہئے۔ ان کی یادگار، ان کا مزار بھی بڑا عالی شان بنا چاہئے۔ اور ان کے مدرسہ پر بھی پوری توجہ آپ لوگوں کو دینی چاہئے۔ ان کے صاحبزادگان کا آپ کو دستِ بازو بنا چاہئے، اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شانیں اور بلند کرے۔ اللہ ان کی خدمات کو قبول کرے اور ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین۔

☆ مہتمم و ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ احسن القرآن دینہ، ضلع جہلم۔

علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

از: امام المجودین قاری محمد یوسف سیالوی صاحب☆

﴿مفسر قرآن محقق دوراں حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری علیہ رحمۃ الباری کی رہائش گاہ کے سامنے ۱۷ر جنوری ۲۰۰۸ء/ ۷ر محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بروز جمعرات گیارہ تا ایک بجے دن، آپ کے ختم قل شریف کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر قاری محمد یوسف سیالوی صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا جسے قارئین کے استفادے کے لیے تحریری شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔﴾

حقیقت تو یہ ہے کہ جیسے مشہور مقولہ ہے کہ ولی راولی می شناسد کہ ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے۔ اسی طرح عالم کے علم کو بھی صاحب علم ہی کماحقہ پہچان سکتا ہے، کوئی دوسرا آدمی اسے کماحقہ پہچان نہیں سکتا! لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ اللہ رب العزت نے علماء، علماءِ حقہ کو جو شرف، جو شانیں اور جو رفعتیں عطا فرمائی ہیں، حضرت علامہ ان کے مصداقِ کامل تھے، اللہ رب العزت نے انہیں یہ تمام خوبیاں عطا فرمائیں جو ایک عالمِ حق کے متعلق سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔ لہٰذا علم اور صاحبِ علم کی تمام فضیلتوں سے اللہ رب العزت نے انہیں نوازا ہے اور علم ہی وہ کمال ہے جو تمام کمالات سے بڑا کمال ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم جناب محمد الرسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا ''وَقُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا''۔ یوں تو اللہ رب العزت نے سرکار دوعالم ﷺ کو ان گنت کمالات اور خوبیاں عطا فرمائی ہیں بلکہ ہر کمال اور ہر خوبی اپنے کمال ہونے میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی محتاج ہے، کمال وہی ہے، خوبی وہی ہے، جسے سرکار نے اختیار فرمایا ہو، اور جسے سرکار نے چھوڑ دیا، جسے ترک فرمادیا وہ نہ کمال ہے، نہ خوبی ہے، مگر اس کے باوجود پروردگارِ عالم نے اگر کسی کمال اور کسی خوبی کے اندر زیادتی طلب کرنے کا حکم فرمایا تو وہ صرف ایک کمال ہے جس کا نام علم ہے، ارشاد فرمایا ''وَقُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا'' اے میرے محبوب! میری بارگاہ میں یہ عرض کرو، میری بارگاہ میں دعا کرو، ''اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما، میرے علم میں زیادتی فرما''۔ تو معلوم ہوا کہ پروردگارِ عالم اپنے محبوب کو جس کمال میں زیادتی اور اضافے کی دعا خود تعلیم فرمارہا ہے، اس سے بڑا اور کوئی کمال نہیں ہوسکتا۔ اگر اس سے بڑا کوئی کمال ہوتا تو اللہ رب العزت اپنے محبوب کریم ﷺ کو اس میں زیادتی اور اضافے کا حکم فرماتا، تو علم سب سے بڑا کمال ہے اور سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء درہم و دینار اپنی وراثت چھوڑ کے نہیں جاتے بلکہ ہماری وراثت علم ہے، تو حضرت علامہ کو اللہ رب العزت نے سرکارِ دوعالم ﷺ کا صحیح وارث بنایا، حضور کی وراثت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس وراثت کو پوری زندگی تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ رب العزت آپ کی جلیل القدر خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ جب آدمی کی موت آجاتی ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے مگر تین ذریعے سے اس کے عمل کا سلسلہ باقی رہتا ہے کہ وہ صدقہ جاریہ کرجائے یا علمِ نافع اپنے پیچھے چھوڑ جائے، پڑھا جائے، یا نیک اولاد اپنے پیچھے چھوڑ جائے، تو حضرت علامہ کو اللہ رب العزت نے یہ تینوں شرف عطا فرمائے، صدقہ جاریہ بھی چھوڑا اور علمِ نافع بھی چھوڑا اور نیک اولاد بھی اپنے پیچھے چھوڑ کر گئے، اللہ رب العزت ان کی برکت سے اور مزید ترقی، وسعت اور کامیابی عطا فرمائے اور ہمیں بھی ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰیٰ عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

حضرت مفتی محمد جلال الدین قادری علیہ الرحمہ کی مؤرّخانہ تصنیف

تحریر: افتخار الحسن میاں

مفسرِ قرآن حضرت مفتی محمد جلال الدین قادری علیہ الرحمہ والرضوان نے اکابر مشائخِ تصوف کے جادۂ علم وعرفان پر چلتے ہوئے مسندِ دعوت وارشاد کے تقاضے زبانی تلقین سے بڑھ کر اپنے قلم کو ہر بار سے نبھائے ہیں۔ان کے جاری کردہ مجلّہ ماہنامہ ''احکام القرآن'' کے علاوہ بیسیوں مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب ان کی یادگار ہیں۔ان میں سے چند اہم مطبوعہ کتابیں یہ ہیں:

۱۔ ''تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ''۔یہ دو جلدوں پر مشتمل سوانحی دستاویز ہے۔

۲۔ ''خطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء)''

۳۔ ''امام احمد رضا اکابر کی نظر میں''

۴۔ ''امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم'' اور ''اسلامی تعلیمی پالیسی پر ایک نظر''۔درجن بھر غیر مطبوعہ کتب تا حال اہلِ خیر کے مالی تعاون کی منتظر ہیں کہ وہ انہیں شائع کرنے کے لئے درکار مالی اسباب مہیا کر کے ان کے علمی فیوض ومعارف تک اہلِ ذوق کی دسترس ممکن بنائیں۔تاہم مطبوعہ کتب میں سے ان کی شاہکار تصنیف قرآن حکیم کی آیاتِ احکام کو موضوعِ تفسیر وتحقیق بنایا ہے۔اس عظیم خدمتِ قرآن کا حق یہ ہے کہ اسے مستقل تحقیقی مقالہ کے لئے خاص رکھا جائے۔اس لئے سرِ دست ان کی ایک اور اہم مورخانہ تصنیف ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء)'' کی علمی وتاریخی اہمیت سے قارئین کو آگاہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔یہ کتاب ان کے گہرے تاریخی شعور کا شاندار اظہار ہے۔

زیرِ نظر کتاب تحریکِ قیامِ پاکستان کے دوران علماء ومشائخ اور عوام اہلِ سنت وجماعت کی عہد ساز تگ وتازِ آزادی کی دستاویزی تاریخ ہے۔پاکستان بنانے کے بعد ہمارے علماء ومشائخ واپس اپنے حجروں، خانقاہوں اور مدارس میں چلے گئے تھے اور میدان خالی دیکھ کر قیامِ پاکستان کے مخالف کانگرسی علماء اور ان کے وارثوں نے ایک منظم سازش کے تحت تاریخِ پاکستان کو مسخ کر کے انہیں تحریکِ آزادی کا ہیرو ثابت کرنا شروع کر دیا تھا۔یہ اسی سازش کا شاخسانہ ہے کہ نصابِ تعلیم کی کتابوں سے لے کر تاریخِ پاکستان کی عام اور نام نہاد محققانہ کتابوں تک میں علماء اہلِ سنت کا ذکر تک نہیں ملتا۔اس صورتِ حال میں دوسروں کی علمی بددیانتی اور تعصب کو بھی واضح طور پر دخل ہے مگر اصل کوتاہی اپنوں کی ہے جنہوں نے تحریکِ پاکستان میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا اور ہر طرح کی قربانیاں بھی دیں مگر اپنی بے لوث اور سرفروشانہ جدوجہدِ آزادی کو آئندہ نسلوں کے لئے تاریخی دستاویز کی صورت میں محفوظ نہ کر سکے۔اس پس منظر میں حضرت مفتی قادری صاحب علیہ الرحمہ کی یہ کتاب نہ صرف اپنوں کی علمی غفلت کی تلافی کی عمدہ کوشش قرار دی جاسکتی ہے بلکہ اپنے مواد کے اعتبار سے بے حد تاریخی اہمیت کی حامل تصنیف ہے۔انہوں نے اس اہم موضوع کے لئے قیامِ پاکستان کے بعد لکھی گئی کتابوں پر انحصار کرنے کی بجائے تحریکِ آزادی کے دوران شائع ہونے والے اخبارات وجرائد پر اعتماد کیا ہے جو اس موضوع کے اصلی وبنیادی مصادر و مآخذ ہیں اور جن کی تاریخی اہمیت سے تاریخ

کا کوئی طالب علم اور محقق انکار نہیں کر سکتا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے بارے میں آج کے بہت سے علماء کا بھی تاثر و معلومات یہ ہیں کہ یہ علماء کا کوئی جلسہ تھا جو ۱۹۴۶ء میں بنارس میں ہوا تھا۔ یہ تاثر درست نہیں ہے۔ بلکہ آل انڈیا سنی کانفرنس ...... آل انڈیا نیشنل کانگرس اور آل انڈیا مسلم لیگ کی طرح ایک ملک گیر دینی وسیاسی جماعت تھی جو صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی تحریک اور مساعی پیہم کے نتیجہ میں ۱۴ تا ۲۰ / مارچ کو مرادآباد، بھارت میں پورے ہندوستان کے نمائندہ علماء و مشائخ کے تین روزہ اجلاس میں قائم کی گئی تھی اور انہیں اس کا بانی ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا تھا۔ اس مثال سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ علماء اور تعلیم یافتہ سنی عوام کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرنا کس قدر ضروری ہے۔ پہلے اس موضوع پر کتابیں نہ لکھنے کی طویل روایت قائم کی گئی اور اب ان کتابوں کا مطالعہ نہ کرنے کی روایت زوروں پر ہے۔

فاضل مصنف نے بڑی جانفشانی سے مصادر کی چھان پھٹک کر کے بنگال سمیت پورے ہندوستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی قائم کردہ شاخوں اور تنظیموں کے علاوہ ان کے گاہے گاہے ہونے والے اجلاسوں کی مفصل رودادیں بھی ایک خاص ترتیب سے قلمبند کی ہیں۔ اپنے قیام کے بعد سنی کانفرنس کے اجلاس تواتر کے ساتھ تحصیلوں، ضلعوں اور صوبوں کی سطح پر ہوتے رہے جبکہ سالانہ مرکزی اجلاس بھی ۱۹۴۷ء تک ہر سال باقاعدگی سے ہوتے رہے۔ تاہم اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس، بھارت میں ہونے والے اس کے سالانہ اجلاس کو زیادہ اہمیت اس لئے حاصل ہے کہ اس میں قیام پاکستان کے مطالبہ کو حقیقت بنانے کے لئے ۱۹۴۶ء کے فیصلہ کن انتخابات میں مسلم لیگ کو اسلامیانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت سے کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اس کی دوٹوک حمایت کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس اجلاس میں مطالبۂ پاکستان کو سنی کانفرنس کے شرکاء نے خود اپنا مطالبہ قرار دیا اور اعلان کیا کہ ''اب اگر مسلم لیگ اپنے اس مطالبہ سے دستبردار ہو بھی گئی تو ہم اس مطالبہ سے دستبردار نہ ہوں گے''۔ حضرت مفتی صاحب ہم سب طالب علموں کے تشکر و امتنان کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب میں بنارس سنی کانفرنس میں مشاہیر علماء و مشائخ کی ان تاریخ ساز تقریروں کو شائع کر دیا ہے جن میں انہوں نے انگریزوں اور ہندوؤں کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر کانگریسی علماء کی جانب سے مطالبۂ پاکستان کی منظم مخالفت کا توڑ کرنے کا بھی عہد کیا تھا اور انتخابات میں مسلم لیگ کی فقید المثال کامیابی کے لئے ملک گیر عوام مہم چلانے کا بھی عہد کیا تھا۔ سنی علماء و مشائخ اور عوام اہلِ سنت کے قیامِ پاکستان کے لئے عزم کا اندازہ آپ سنی کانفرنس میں منظور کردہ اس قرارداد سے بھی لگا سکتے ہیں جو اس کتاب ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے صفحہ ۳۸۳ پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

''سنی کانفرنس ہرگز پاکستان سے دست بردار نہ ہوگی۔ اگر بالفرض مسٹر جناح مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہو بھی جائیں تو بھی سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی اور اپنا مطالبۂ پاکستان ضرور حاصل کرے گی۔'' اسی موقع پر مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ناظم نشرو اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس نے ایسے ہی جذبات اور عزم کا اظہار کیا:

''آپ سب کو میں وہی بات کہہ دینا چاہتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل قائداعظم سے کہی تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے مطالبۂ پاکستان سے

ہٹ گئی تو کیا پرواہ، مگر آل انڈیا سنی کانفرنس ہرگز مطالبۂ پاکستان سے ہٹ نہیں سکتی۔ اگر خدا نے چاہا اور اس کے مقدس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور ہوا تو ہم ہر ممکن طریق پر پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔'' ایضاً

مسلم لیگ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۶ء تک ہندو مسلم اتحاد کے لئے مصروفِ عمل رہی۔ علامہ اقبال نے اپنے ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کے خطبۂ الہ آباد میں مسلم اکثریتی صوبوں پر مشتمل خود مختار مسلم ریاست کے قیام کا جو تصور پیش کیا تھا، اس میں انہوں نے ہندو اور مسلم ریاستوں کے قیام کی بنیاد پر ہندوستان کی تقسیم کی بات ضرور کی تھی مگر برطانیہ سے آزادی کے بارے میں وہ واضح نہ تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ایسی مسلم ریاست برطانوی راج کے اندر یا اس سے باہر یعنی مکمل طور پر آزاد بھی قائم کی جا سکتی ہے۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء کے تین سالوں میں لندن میں ہونے والی تین گول میز کانفرنسوں میں بھی مسلم قیادت برطانوی راج کے اندر رہتے ہوئے صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں میں محض زیادہ سے زیادہ مسلم نمائندگی کا مطالبہ کر رہی تھی۔ اب تک ہندوؤں اور انگریزوں سے مکمل آزادی کا مطالبہ اس کے کسی حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا۔ ۱۹۳۶ء میں جب مسلم لیگ نے محسوس کیا کہ متعصب ہندو قیادت مسلمانوں کو کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ رعایت دینے کو بھی تیار نہیں، تب وہ اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ اب علامہ محمد اقبال کے فارمولے کے مطابق مسلم اکثریتی صوبوں پر مشتمل خود مختار مسلم ریاست کے قیام کا مطالبہ واحد اور پائیدار حل ہے، اس کے باوجود ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں منظور کردہ قرارداد میں مسلم اکثریتی صوبوں کی خود مختاری کا مطالبہ تو کیا گیا مگر برطانوی راج سے بھی مکمل آزادی حاصل کرنے کے نقطہ پر یہ قرارداد واضح نہ تھی۔ یہ وجہ ہے کہ بنارس سنی کانفرنس میں ہندوؤں اور انگریزوں دونوں سے کامل آزادی کا مطالبہ کیا گیا۔ اور مسلم لیگ پر واضح کر دیا گیا کہ ''ہم لوگ پاکستان سے کم کوئی چیز قبول نہیں کریں گے۔'' (ملاحظہ فرمایئے اس کتاب کا صفحہ ۱۳۱)

اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں کہ حضرت مفتی صاحب رفع اللہ درجاتہ کی کتاب ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے جملہ محاسن کا احاطہ کیا جا سکے تاہم اس سرسری تعارف سے قارئین کو اتنا اندازہ ضرور ہو چکا ہوگا کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بغیر تحریکِ پاکستان کے دوران علماء و مشائخ اہلسنت کی جدوجہدِ آزادی سے پوری واقفیت ممکن نہیں۔ فاضل مصنف نے اس کتاب میں ایسے تاریخی شواہد مہیا کر دیئے ہیں جو پاکستان کے حامی اور اس کے مخالف کانگریسی علماء کے درمیان خطِ امتیاز کا درجہ رکھتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ہمارے دینی مدارس اپنے طلبہ کو تحریکِ پاکستان کے اصل ہیرو علماء و مشائخ اہلسنت کی فقید المثال تاریخ سے آگاہ کرنے کے لئے اس کتاب کو نصابِ تعلیم کا حصہ بنائیں گے۔ اپنے اکابر کی درست تاریخ مرتب کرنے کے لئے مفسرِ قرآن حضرت مفتی محمد جلال الدین قادری علیہ الرحمہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے صدقے ان کی دینی وعلمی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے! آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین علیہ صلوات ربّ العٰلمین۔

نقد و نظر

تبصرہ نگار: سید وجاہت رسول قادری

مفسرِ قرآن علامہ مولانا جلال الدین قادری رضوی نوراللہ مرقدہٗ کی مایہ ناز تالیف ''احکام القرآن'' جلد اوّل کی اشاعت کے بعد یہ پہلا تبصرہ تھا جو ماہنامہ ''معارفِ رضا'' شمارہ اپریل ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا تھا۔ ہم اہلِ علم کے استفادہ کے لیے زیرِ نظر ''جلال الملّت'' نمبر میں اس کی دوبارہ اشاعت کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم فاضل نوجوان عالم ابنِ عالم حضرت مولانا سہیل احمد سیالوی حفظہ اللہ الباری کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اس کی دوبارہ اشاعت کے لیے ہماری توجہ مبذول کرائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء (مدیر)

نام کتاب: احکام القرآن (جلد اول۔ سورۂ بقرہ)

زبان: اردو

مؤلف: علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری (کھاریاں، گجرات)

صفحات: ۵۶۸

سائز: درمیانی، گیٹ اپ خوبصورت اور کمپوزنگ صاف ستھری

ہدیہ: درج نہیں

ناشر: حافظ قاضی محمد سعید احمد نقشبندی

(محلہ بابا لطیف شاہ غازی، کھاریاں، ضلع گجرات، پاکستان)

قرآن مجید فرقان حمید تمام کتب منزلہ میں سب سے آخری اور ممتاز ترین ہے۔ یہ کتابِ ہدایت دنیا و عقبیٰ کی تمام بھلائیوں کی ضامن اور اولین و آخرین کے علوم کی جامع ہے۔ قرآنِ مجسم، عالم ماکان و مایکون سید عالم ﷺ نے اس کی جامعیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''خبردار! عنقریب فتنے برپا ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ان سے بچاؤ کا کیا طریقہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا، کتاب اللہ، اس میں پہلوں اور پچھلوں کی خبریں ہیں اور تمہارے لیے احکام ہیں۔'' (مفہوم)

قرآن حکیم چونکہ کتابِ ہدایت ہے اس لیے اس میں دینی و دنیوی تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس کتابِ عظیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بعض اعمال کی بجا آوری کا حکم دیا ہے اور بعض سے منع فرمایا ہے۔ کائنات ارضی کے بعض وسائل و اشیاء کے استعمال کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور بعض کو ناپسندیدہ اور اپنے ان احکامات کی بجا آوری پر اجر و ثواب اور اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا ہے اور ان کے خلاف ورزی پر اپنے غضب و عتاب کی وعید سنائی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ صدقِ دل سے اپنے مالک و مولیٰ کے احکام کو مانے اور حتی الوسع حسب استطاعت انہیں بجا لائے، ممنوعات و محرمات سے رُک جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں کوشش کرے اور اس کے غضب و ناراضگی سے بچے۔ اس لیے بندۂ مومن پر احکامِ الٰہی کے علم کا حصول یعنی اوامر و نواہی، زواجر اور ممدوح و مذموم کا معلوم کرنا ضروری ہوگیا، اگرچہ یہ تمام امور قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں اور ان کی تفسیر و تشریح اور توضیح و توجیہ ارشاداتِ سید

عالم ﷺ میں موجود ہیں، لیکن یہ ہر عام مسلمان کے بس کی بات نہیں کہ براہِ راست اپنے مطالعہ سے انہیں اخذ کر سکے کیونکہ اس کے لیے توفیقِ الٰہی اور فضلِ رسالت پناہی ﷺ کے ساتھ ساتھ اجتہادی بصیرت اور تفقہ فی الدین کی وہ صلاحیت درکار ہے جو ہمارے محسن ائمہ کرام اور مجتہدین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رحمۃ واسعہ کو حاصل رہی ہے۔ انہوں نے رہتی دنیا تک کے آنے والے مسلمانوں کے لیے اپنی علمی کاوشوں کے چراغ جلا کر یہ مشکل آسان فرمادی اور واجب العمل احکام کو قرآن حکیم سے احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا علیہ التحیۃ والثنا کی روشنی میں استنباط کر کے راہِ عمل پر چلنا اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہنا آسان سے آسان تر بنادیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

دوسری صدی ہجری سے لے کر بارہویں ہجری تک ہر دور کے جید ائمہ کرام اور علمائے اعلام نے ''احکام القرآن'' کے موضوعات پر بے شمار تصانیف لکھیں جن میں امام شافعی، امام بیہقی، علامہ علی بن حجر البغدادی، علامہ بکر بن العلا القشیری، علامہ ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی حنفی، امام ابوبکر علی، قاضی ابن العربی مالکی، شیخ ابومحمد القیسی، شیخ جمال الدین ابن السراج القونوی الحنفی، شیخ ابوعبدمحمد القرطبی، امام جلال الدین السیوطی، ملاجیون جونپوری حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جیسی نابغۂ عصر ہستیاں شامل ہیں۔

لیکن احکام القرآن پر جتنی تصانیف علمائے کرام کی دستیاب ہیں وہ سب عربی میں ہیں جن میں تمام مباحثِ علمیہ کو مالہ وما علیہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس لیے آج کل کے اردو دان طبقہ یعنی برصغیر پاک و ہند کے عامۃ المسلمین حتیٰ کہ جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے بھی ان کتب سے استفادہ ممکن نہ رہا۔ حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری نے جو صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں، اردو زبان میں ''احکام القرآن'' کے موضوع پر کتاب تالیف کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ مؤلف موصوف اس کتاب کی وجہِ تالیف میں رقم طراز ہیں:

''علمی ذوق اور جذبۂ تحقیق والوں کے لیے اس میں (عربی کتب میں) عدیم النظیر ابحاث موجود ہیں مگر ابحاثِ کریمہ (اور وہ بھی عربی زبان میں) کو سمجھنے کی استعداد نہ رکھنے والوں کے لیے ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے (تھی) جس میں قرآن مجید کے احکام سادہ اور عام فہم زبان میں بیان کئے جائیں تاکہ عمل میں تردد نہ رہے۔''

فاضل مؤلف نے اپنی زیرِ نظر تالیف میں مذکورہ ائمہ کرام اور علمائے عظام کی تمام دستیاب عربی تصانیف و تالیفات سے استفادہ کرتے ہوئے قرآنی آیات اور ان سے مستنبط شدہ احکام کو ترتیبِ نو اور جدید دور کے علمی اور تحقیقی تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی خوبصورت کاوش کی ہے جسے علمی اور دینی حلقوں میں یقیناً سراہا جائے گا۔ ۵۶۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''احکام القران'' کی پہلی جلد ہے جو صرف سورۂ بقرہ کی چند آیات سے مستنبط شدہ تقریباً بارہ سو احکام پر مشتمل ہے۔ حضرت مؤلف علام نے راقم کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی باقی سورتوں پر کام جاری ہے۔ حضرت علامہ قادری نے کتاب کے آخر میں ''مآخذ و مراجع'' کے عنوان سے ۱۰۴ رکتب کی فہرست دی ہے جن کی تقسیم درج ذیل ہے:

ا۔	کتب اصولِ تفسیر، تفاسیر و علومِ قرآن	۲۷
۲۔	کتب احادیث و شروحِ احادیث	۳۹
۳۔	کتب فقہ و فتاویٰ	۲۵
۴۔	کتب عقائد و کلام	۳
۵۔	کتب تاریخ، سیرت و فضائل	۳
۶۔	کتب لغت	۵
۷۔	متفرقہ	۲
	کل	۱۰۴

مذکورہ بالا کتب کی فہرست کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف موصوف نے زیرِ نظر کتاب کی تالیف، تدوین اور ترتیب کی تیاری میں اصل مآخذ و مراجع کے ایک بڑے ذخیرے سے استفادہ کیا ہے اور معلومات و استعلامات کی فراہمی کے لیے وسیع مطالعہ کے ساتھ ساتھ متنوع موضوعات پر کتب بینی کی ہے تا کہ کتاب عام قاری کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید، معلومات افزاء اور اہلِ علم کے لیے مستند مآخذ کا عصیر ثابت ہے۔ کتاب ۵۶/ابواب پر مشتمل ہے جن میں ایک مسلمان کی عملی زندگی کے مختلف شعبوں مثلاً عبادات، معاملات، اخلاق، کردار، سیاسیات، تجارت اور بعض دیگر عنوانات سے متعلق بارہ سو (۱۲۰۰) احکام شامل ہیں۔

عام طور پر اسلامی احکامات اور فقہی مسائل پر تحریر شدہ کتب ادق عبارات، مشکل الفاظ، اور مغلق اصطلاحی کلمات سے بھری ہوتی ہیں جس کی وجہ سے عام قاری کے لیے استفادہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دورِ جدید میں کہ ہر فرد معاشی تگ و دو اور دوڑتی بھاگتی زندگی کی ہمہ ہمی میں رواں دواں نظر آتا ہے، عام مسلمانوں میں اور خصوصاً جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں دینی لٹریچر پڑھنے اور احکامِ شریعت کے مطالعہ اور اس کے سمجھنے کے ذوق کے فقدان کے ساتھ ساتھ قلتِ وقت کا بھی مسئلہ ہے۔

ایسے ماحول میں اگر بعض حضرات دینی معلومات کے حصول اور اس سے متعلق لٹریچر کے مطالعہ کا ذوق بھی رکھتے ہوں تو کتبِ فقہ اور دیگر دینی کتب کی ادق عبارات اور نامانوس اصطلاحات و استعارات کی بناء پر وہ ان کے معانی و مطالب کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور طبیعت اس قدر الجھتی ہے کہ رفتہ رفتہ ان کے مطالعہ سے نفور ہو جاتی ہے۔ حضرت علامہ محمد جلال الدین قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کا طرزِ بیان آسان اور دلنشین، زبان شستہ، سادہ اور سہل ممتنع کا نمونہ ہے جو عالم اور غیر عالم، دونوں کے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے یکساں مفید ہے۔ قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح اور حل لغات کا طریقہ بھی سائنٹفک ہے کہ کم علم شخص کی سطح فہم بھی بآسانی معانی و مطالب کا ادراک کر سکتی ہے۔ حضرت علامہ نے قرآن کریم، حدیث مبارکہ اور فقہ اسلامی کی مصطلحات اور عربی و فارسی عبارات اور پیرایۂ بیان کو آسان اور روزمرہ اردو میں منتقل کر کے نہ صرف عام قاری کے لیے اسلامی احکام کے فہم میں آسانی پیدا کرنے کی کاوش کی ہے بلکہ ایسا کر کے انہوں نے اس کے اندر قرآن و حدیث و فقہ و اصولِ فقہ کے احکام و مسائل سے متعلق مزید لٹریچر کے مطالعہ کا ذوق و رغبت پیدا کرنے کی سعیِ احسن کی ہے جو اس کتاب کے مطالعہ کا ایک روشن اور امتیازی پہلو ہے۔

مندرجہ بالا خصوصیات کی بناء پر یہ کتاب اس قابل ہے کہ ملک اور بیرونِ ملک کی تمام بڑی پبلک اور پرائیوٹ لائبریریوں، اسکولوں، کالجوں اور جامعات کی لائبریریوں اور تحقیقی اداروں میں مطالعہ اور استفادہ کے لیے رکھی جائے۔

علامہ مرحوم ومغفور کی تصانیف پر تبصرے/ نقد ونظر

ترتیب وپیشکش: استاذ العلماء مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی

صفر المظفر ۱۴۰۲ھ / دسمبر ۱۹۸۱ء

جلد ۳۳ شمارہ ۳

ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست پر تبصرہ

اس کے باوجود کتاب کا مغز نکالا جائے تو اس میں بہت سی کام کی باتیں ملتی ہیں جو ہماری جدو جہد آزادی کی تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔ جو لوگ ایسے مباحث کا ذوق رکھتے ہیں ان کے پاس بطور دستاویز اس کا موجود ہونا ضروری ہے۔

ہفت روزہ فیملی میگزین، لاہور

۱۵ تا ۲۱ فروری ۱۹۹۸ء

زیر نظر کتاب نہ صرف ایک تاریخی دستاویز ہے۔ بلکہ اسے تحریک پاکستان کا ایک ناقابل فراموش باب بھی کہا جاسکتا ہے۔

محمد جلال الدین قادری نے ان خطبات، تقاریر اور تحریروں کو تین حصوں میں ترتیب دیا ہے۔ جن میں تین مختلف ادوار کا احاطہ کیا گیا ہے۔ تحریک پاکستان کے حامیوں کے لئے اس کا مطالعہ مفید اور معلومات آفرین ہوگا۔ اور انہیں احساس ہوگا کہ قیام پاکستان کی راہ میں حائل کیا کیا رکاوٹیں تھیں اور انہیں کیسے دور کیا گیا۔

(تبصرہ بر ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست، طبع دوم)

مجلّہ کاروان قمر، کراچی

قمر الاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن

فاضل مرتب اس اعتبار سے لائق تعریف ہی نہیں قابل تقلید بھی ہیں کہ انہوں نہ صرف اس تاریخی مناظرہ کی روئیداد اس کتاب میں پیش کی ہے بلکہ تحریک کے حوالے سے بہت سے اقتباسات، تبصرے، دلائل، حقائق، عکس نوادرات بھی یکجا کر دیئے ہیں۔ ان تمام تفصیلات سے دو قومی نظریئے اور پاکستان کی موافقت ومخالفت کے کئی گوشے وا ہو گئے ہیں۔

ہم فاضل مرتب کی اس کاوش اور کوشش پر انہیں ھدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ قدیر وبصیر خدا ان کی سعی جمیل کو قبولیت عامہ اور تامہ عطا فرمائے اور انہیں حصہ دوم کی ترتیب اور اشاعت کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اکتوبر ۱۹۹۷ء) (تبصرہ بر کتاب ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست)

ڈاکٹر محمد باقر

پروفیسر ایمریطس یونیورسٹی آف پنجاب

وائس پریذیڈنٹ اقبال اکیڈمی گورنمنٹ آف پاکستان

......''اتمام حجت تامہ'' ایک تاریخی اور قابل قدر دستاویز ہے۔ جو عامۃ المسلمین کی ہمیشہ رہنمائی کرتی رہے گی۔ ابوالکلام آزاد کو فوت ہوئے اک عرصہ گذر گیا، کاش ہم موجود دور کے راہنمایان ملک وملت کو اس پیمانے سے ناپ سکیں۔ جو محولہ بالا دو فاضل اکابرین نے مقرر فرمایا ہے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ پاکستان میں مشرکین سے روابط قائم کر کے ہم کہاں کھڑے ہیں۔ (۹ ستمبر ۱۹۸۵ء)

ماہنامہ افکار، کراچی

شمارہ نمبر، ۱۴۱

''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' کو ایک کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا۔ اور اس کتابچے کا مقصد یہ ہے کہ بریلی کے ایک

جلسے میں جو مناظرہ ہوا اس میں ابوالکلام آزاد مرحوم کی فرضی کامیابی کی جو افواہ اڑادی گئی تھی اس کی تردید ہو جائے اور صحیح صورت حال سامنے آجائے تاکہ تاریخی ریکارڈ درست رکھا جاسکے۔ اس سلسلے میں محمد جلال الدین قادری صاحب کی محنت کی داد دی جائے گی کہ انہوں نے وہ تاریخی سوال نامہ بھی تلاش کر کے اس کتابچے میں چھپوا دیا جو اس جلسے سے قبل مشتہر کیا گیا تھا اور جس کا جواب دینے سے ابوالکلام آزاد اوران کے ساتھیوں نے احتراز کیا تھا۔ لیکن جلسہ عام میں چند علمائے دین نے ان کے سامنے چند سوالات رکھے تھے۔ جن کو سن کر وہ زچ ہو گئے تھے اور بظاہر ان کی شکست واقع ہو گئی تھی۔ اس کتابچے کو پڑھ کر یہی تاثر ابھرتا ہے۔

امید ہے کہ تحریک پاکستان سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے یہ کتابچہ سود مند ثابت ہوگا۔ (تبصرہ نگار ممتاز احمد خان)

حمید راہی (محمد حمید اللہ)

ہاؤس نمبر ۱۱۷، آرا ے بازار راولپنڈی چھاؤنی

جناب محمد جلال الدین صاحب قادری کا نام ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے حوالہ سے علمی حلقوں میں جانا پہچانا ہے۔ موصوف جس لگن اور خلوص کے ساتھ تحریک آزادی میں علمائے حق کی عظیم خدمات کے فراموش شدہ باب کو اجاگر کرنے کی سعی کر رہے ہیں وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔ ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست ان کی تازہ کاوش ہے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف اور مولانا ابوالکلام آزاد کے مابین بریلی شریف میں ہونے والے ایک مناظرہ کی روئیداد کی ترتیب دیتے ہوئے فاضل مولف نے اس کتاب کے ابتدائی حصہ میں مسلمانان پاک وہند کی قومی جدوجہد کے ایک انتہائی اہم دور کی تصویر سامنے رکھی ہے کہ کس طرح خلافت کے نام پر اٹھنے والی تحریک آہستہ آہستہ ہندو ذہنیت کی عیاری کا شکار ہو کر ایک ایسی راہ پر چل نکلی جو سراسر تعلیمات اسلامی کے منافی تھی۔

کتاب کا دوسرا حصہ ''علماء اہل سنت بنام ابوالکلام آزاد'' ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ فاضل مولف نے بطریق احسن ان کاوشوں کا ذکر کیا ہے جو علمائے اہل سنت نے نہایت دلسوزی سے تحریک ترک موالات کے حامی مسلم رہنماؤں کو ہندو مسلم اتحاد کی خطرناک روش پر چل نکلنے سے باز رکھنے کے سلسلے میں کی تھیں۔

اتمام حجت تامہ جو کہ جماعت رضائے مصطفی کی طرف سے تحریک خلافت کے رہنماؤں پر ستر اعتراضات وسوالات پر مشتمل ہے ان علمائے حق کی علمی ثقاہت اور سیاسی بصیرت کا بین ثبوت ہے۔ ......کتاب کا تیسرا حصہ روئیداد مناظرہ پر مشتمل ہے۔

جناب محمد جلال الدین صاحب قادری اور مکتبہ رضویہ، لاہور کے ناظم جناب قمر الدین صاحب بجا طور مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ تحریک آزادی کے ایک ایسے گوشے کو منظر عام پر لے آئے ہیں جسے بے نقاب کرنے کی جرأت ہمارے قلم کار آج تک نہ کر سکے تھے۔ (۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ)

سید معین الحق

ڈائریکٹر پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی

مناظرہ بریلی سے متعلق جو کتاب آپ نے بھیجی ہے وہ بھی مل گئی ہے۔ میں نے اس کو پڑھا۔ اس میں شک نہیں کہ روئیداد مناظرہ ایک اہم تاریخی دستاویز ہے۔ اس کتاب میں بیان کردہ واقعات کا خلاصہ اور روئداد اگر انگریزی میں بھی شائع کی جائے تو تاریخ کے طلبہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ اس تجویز کو عملی شکل دینے کے سلسلہ میں آپ کوئی رائے قائم فرمالیں۔

(۸ جنوری ۱۹۸۰ء) (بنام حکیم محمد حسین بدر چشتی۔ بی۔ اے علیگ، سابق نیوز ریڈر متحدہ بھارت ریڈیو، ڈیرہ نواب صاحب، بہاولپور، ڈویژن)

☆☆☆☆☆

روز نامہ جنگ، کراچی

امام احمد رضا کی شخصیت اور کارناموں پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ زیرنظر کتاب مجلس رضا کراچی نے شائع کی ہے۔ اس میں مصنف نے نظریہ تعلیم کو پہلے قرآن حکیم، حدیث مبارکہ اور کلمات اکابر کی روشنی میں واضح کیا ہے اور پھر ماہرین تعلیم، امام غزالی، ابن خلدون، شاہ ولی اللہ اور علامہ اقبال کے تعلیم کے بارے میں نظریات شامل کئے ہیں بعد ازاں فاضل مصنف نے امام احمد رضا کے نظریہ تعلیم کے بارے میں نظریہ مرکزیت، نظریہ افادیت، نظریہ حکمت، نظریہ عظمت، نظریہ حرمت، نظریہ مہابت، نظریہ للٰہیت، جلب منفعت، نظریہ روحانیت، نظریہ شعر وادب، نظریہ ابتدائی تعلیم، تعلیم نسواں، غیر ملکی امداد، کتاب اور تعلیم، ذریعہ تعلیم، اور تعلیم میں غیر متعلقہ امور جیسے عنوانات پر تفصیلی بحث کی ہے۔ (مطبوعہ ۶ دسمبر ۱۹۸۵ء) (جمعہ ایڈیشن) (تبصرہ بر امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم)

روز نامہ امن، کراچی

پیش نظر کتاب میں فاضل مولف جناب محمد جلال الدین قادری نے مولانائے مغفور کے نظریہ تعلیم پر مستند حوالوں اور شاہ احمد رضا خاں کی نگارشات عالیہ کی روشنی میں سیر حاصل مقالہ مرتب کیا۔ جسے حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کی فرمائش پر مزید حوالوں کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ جو ہر مکتب فکر کے مسلمانوں خصوصاً عصر حاضر کے ناقص نظام تعلیم اور پریشان کن ماحول میں ہمارے ماہرین تعلیم اور مسلم دانشوروں کے لئے مطالعہ کے لائق ہے......۔ یقیناً قادری صاحب کا مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت اور اعتراف حقیقت ہی نہیں بلکہ خود ان کا ایک قابل قدر علمی کارنامہ اور رضویہ تفکر وتدبر کے حوالے سے ملت اسلامیہ کی علمی ودینی خدمت ہے۔ (مطبوعہ ۸ دسمبر ۱۹۸۵ء اتوار) (تبصرہ نگار عاقل بریلوی تبصرہ بر امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم)

ڈاکٹر بشیر احمد چوہدری

ایم بی بی ایس۔ پی ایچ ایس ا (ایلس) آر، ایم پی

نزد نیشنل بنک آف پاکستان، مین بازار کھاریاں شہر

مولوی محمد جلال الدین صاحب ایک انتہائی اونچے درجے کے عالم دین ہیں ان کی دینی تعلیم کا یہ حال ہے کہ ہر وقت مطالعہ کرتے رہتے ہیں اور کتابیں رکھتے ہیں، ان کے پایہ کا عالم شاید ہی تحصیل کھاریاں میں ہو، انہوں نے اپنی تعلیم کو ذریعہ معاش نہ بنایا تھا۔ اور محکمہ تعلیم میں ملازمت کی اور بیماری کی وجہ سے قبل از وقت Retirement لے لی۔ کافی عرصہ سے دل کے مریض ہیں۔ آج کل ان کی طبیعت کچھ زیادہ خراب ہے۔ گناہ گار ہوں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے سچے عالموں کو لمبی اور صحت مند زندگی عطا کرے، ان کے بھائی مفتی صاحب بھی اونچے پایہ کے عالم اور نیک انسان ہیں شرافت ان کو اپنے والد مولوی خواجہ دین صاحب سے ورثہ میں ملی ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ اس علاقہ میں دین کی خدمت جتنی کی ہے کسی نے نہیں کی۔ سچی بات کرتے ہیں۔ چھوٹے بڑے چوہدری اور دولت مند کی پرواہ نہیں کرتے، لیکن اپنے علم کو ذریعۂ معاش نہیں بنایا، سفید پوش کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ دکھ کی بات یہ ہے اچھے انسان کی اس مادی دور میں اتنی قدر نہیں جتنی ہونی چاہیے۔ دولت مند چاہے علم سے بے بہرہ ہو اس کا مقام اونچا ہوتا ہے، چاہے کردار میں ہزاروں کمزوریاں ہوں۔

﴿۲۱﴾

''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' پاکستان اور ہندوستان کی تاریخ اور سیاست میں ایک اہم اضافہ ہے۔ فاضل مصنف مولانا جلال الدین قادری نے ملت اسلامیہ پر احسان عظیم فرمایا کہ ان کو اپنی

تاریخ سے باخبر کیا اوران میں خود اعتمادی اور عزت نفس کے جذبات پیدا کئے۔ اس کتاب کی ترتیب وتدوین، طباعت، وکتابت اور جلد بندی وغیرہ جاذب نظر ہے۔ اس دور جمال میں باطن کے ساتھ ساتھ ظاہر کا حسین ہونا بھی ضروری ہے۔

فاضل مصنف نے کتاب کے مقدمے (پاکستان اور سنی علماء و مشائخ) میں علمائے اہل سنت کی دینی اور سیاسی خدمات کا ذکر کیا ہے اور ان بکثرت علماء و مشائخ کے نام اور کارنامے پیش کئے ہیں۔ جنہوں نے تحریک احیائے اسلامی اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ ایک طویل فہرست ہے جس کا اس مختصر تبصرے میں سمانا مشکل ہے۔

سیاسی خدمات کے سلسلے میں فاضل مصنف نے الجمعیت العالیہ المرکزیہ (مرادآباد) کا ذکر کیا ہے۔ جو ۱۹۲۵ء میں مرادآباد میں قائم ہوئی اور پھر ہندوستان اور پاکستان میں اس کی شاخیں قائم ہوئیں اور پے درپے اجلاس ہوتے رہے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا نقطہ عروج ۱۹۴۶ء کی وہ بنارس کانفرنس تھی جس میں ہندوستان اور پاکستان کے ہزاروں علماء ومشائخ اور مسلمانوں نے حصہ لیا۔

فاضل مصنف نے جہاں علمائے اہل سنت کا ذکر کیا ہے وہاں علمائے دیوبند کے کردار کا بھی جائزہ لیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے پاکستان کی مخالفت میں دیوبند کے مشہور عالم مولانا حسین احمد اور ہندوستان کے مشہور مفتی مولانا کفایت اللہ کے فتووں کا ذکر کیا۔ (ص ۶۳۔۵۹)

فاضل مصنف نے مولانا شبیر احمد عثمانی کے کردار کا بھی جائزہ لیا۔ مولانا ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلمائے ہند کے اہم رکن تھے۔ یہ جمعیت وہی ہے جس نے پاکستان کی مخالفت کی اور ہندوؤں سے بھرپور تعاون کیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی ۱۹۴۵ء کے آخر میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے، پھر جب جنوری ۱۹۴۶ء میں جمعیت العلمائے اسلام بنی تو آپ اس کے صدر منتخب ہوئے۔ مولانا نے پاکستان کی حمایت کے سلسلے میں جو وضاحت کی وہ یہ ہے۔ کہ امام محمد کی کتاب "سیر الکبیر" نے ان کو اس طرف متوجہ کیا۔ لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ اس سے قبل ۲۶ سال تک وہ اس طرف توجہ نہ فرماسکے۔ ایک مورخ کے لئے یہ وضاحت ناقابل فہم ہے۔ خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی مساعی نقطہ عروج پر پہنچ چکی تھیں۔

مقدمہ کے بعد فاضل مصنف نے آل انڈیا سنی کانفرنس۔ اس پس کا منظر اور اس کے مقاصد کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اجلاس بنارس (۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء) کا شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل علماء ومشائخ کے خطبات پیش کئے ہیں۔ جن کو پڑھ کر ان کی سیاسی بصیرت اور مذہبی جوش وجذبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۔ سید محمد علی حسین اشرفی (خطبہ ۱۹۲۵ء)
۲۔ مولانا محمد حامد رضا خان (خطبہ ۱۹۲۵ء)
۳۔ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری (خطبہ ۱۹۲۵ء)
۴۔ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری (خطبہ ۱۹۲۵ء)
۵۔ سید مصباح الحسن مودودی (خطبہ ۱۹۴۶ء)
۶۔ سید محمد محدث کچھوچھوی (خطبہ ۱۹۴۶ء)

فاضل مصنف نے یہ بھی ذکر کیا کہ جب ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر اقبال نے سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی تو طبقہ علماء میں سب سے پہلے فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے جنوری ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر اقبال کی پرزور تائید کی۔ اس سلسلے میں فاضل مصنف نے دستاویزی ثبوت پیش کیا ہے۔

فاضل مصنف نے ۲۱۔۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء کو مین پوری (یو۔پی۔ بھارت) میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس کا ذکر کیا ہے۔ جس کی روداد صدر سٹی مسلم لیگ نے تحریر کی۔ شرکاء کی فہرست میں مولانا شاہ

احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کا ذکر ملتا ہے۔ اس طرح فاضل مصنف نے علامہ عبد المصطفیٰ ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کے مقالے کا ذکر کیا ہے۔ جس کا عنوان تھا ''علمائے اہل سنت اور سیاست ہند کے تین دور'' یہ مقالہ ۱۷ جون ۱۹۴۷ء کو منظر عام پر آیا۔ اور اس میں تحریک پاکستان میں علمائے اہل سنت کے کردار کا ذکر، فاضل مصنف نے تحریک پاکستان میں علمائے اہل سنت کی خدمات کے سلسلے میں بہت سی تصاویر۔ اشتہارات اور خطبوں کے اقتباسات پیش کئے ہیں۔ مثلاً

۱۔ ۱۹۴۶ء کا ایک خطبہ پیش کیا جس میں بکثرت علماء اور مشائخ اہل سنت نے کانگریس کی مخالفت کرتے ہوئے تحریک پاکستان کی حمایت وموافقت کی۔

۲۔ سید محمد محدث کچھوچھوی کا ایک مکتوب پیش کیا ہے جو پیر مانکی شریف کے نام لکھا گیا ہے۔

۳۔ سید محمد محدث کچھوچھوی کے ایک خطبے کے اقتباسات پیش کیے ہیں۔ جو ۸ جون ۱۹۴۶ء کو پاکستان کی حمایت میں اجمیر شریف میں دیا تھا۔

۴۔ فاضل بریلوی کے عرس (۳۰۔ ۲۸ جنوری ۱۹۴۶ء میں پاکستان کی تائید میں جو قرارداد پاس اس کی گئی) اس کو پیش کیا ہے۔

۵۔ پھپھوند (ضلع اٹاوہ یو۔ پی، بھارت) میں ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء کو مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے جو تقاریر کیں ان کے اقتباسات پیش کئے ہیں۔

۶۔ خواجہ قمر الدین سیالوی کی تقریر (۳ مئی ۱۹۴۶ء) کا اقتباس شامل کیا ہے۔

۷۔ مفتی محمد دانش علی فریدی نے مئی ۱۹۴۶ء میں شاہ جہاں پور میں جو تقریر کی تھی اس کا بھی اقتباس ہے۔

۸۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے ۱۳۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو جو تقریر کی اس کے بھی اقتباسات شامل ہیں۔

اس کے علاوہ اور بہت سے اخبارات، رسائل، اشتہارات اور خطبات کے عکس شامل ہیں۔ مختصر یہ کہ کتاب مؤرخین کے لئے ایک تاریخی دستاویز ہے۔ جس کو پڑھ کر ایک نئی روشنی ملتی ہے۔ اور حیرت انگیز طور پر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا یہ اعتراف حقیقت سامنے آتا ہے۔

''میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریک جہاد کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یک طرفہ ہے''

(ماہنامہ فیضان، لائل پور مارچ ۱۹۷۸ء، ص ۳۱)

ضرورت ہے کہ اس کتاب میں مندرجہ حقائق کی روشنی میں تحریک پاکستان کی تاریخ کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور ہمارے مورخین سے جو فروگذاشتیں ہوگئی ہیں ان کا جلد از جلد ازالہ کیا جائے۔ نجی اور سرکاری تحقیقی ادارے اس طرف متوجہ ہوں اور سنجیدگی سے ان حقائق و شواہد کا مطالعہ کریں جنہوں نے مورخ کو ایک نیا زاویہ نگاہ دیا ہے۔ اور تحقیق کے لئے نئی راہیں کھولی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو اس مخلصانہ اور بے لوث خدمت کا پورا پورا صلہ عطا فرمائے اور کتاب کو مقبول ومحبوب قلب ونظر بنائے۔ (آمین)

ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور

﴿۱﴾

اللہ کا شکر ہے کہ مولانا محمد جلال الدین قادری نے اس ضرورت کو پورا کرنے کی قابل قدر کوشش کی ہے۔ ہمارے ہاں ایسی مقتدر شخصیات کے کردار اور کارناموں کو مرتب کرنے میں جس بے نیازی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اس پس منظر میں فاضل مؤلف کی اس کاوش کی قدر و قیمت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے بے شمار بکھرے ہوئے واقعات اور حالات کو یکجا کرنے کی جو سعی کی ہے وہ بلاشبہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اور فاضل مصنف بجا طور پر اہل سنت کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ کتاب دیکھنے سے ہی ان کی محنت اور دقت نظر کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

(مئی ۱۹۸۹ء) (تبصرہ بر کتاب محدث اعظم پاکستان، ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور صفحہ ۹۴، ۹۵)

استاذی المکرّم مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

(مشاہیر کے خطوط کے آئینے میں)

تحریر: استاذ العلماء مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

عرضِ مرتب

مولانا محمد جلال الدین قادری علمی، ادبی اور تحقیقی حلقوں میں آج ایک معتبر نام ہے، کئی اکابر، جن کے کارناموں پر محققین کے تغافل کے باعث نسیان کی دبیز تہیں جم چکی تھیں، کو، آپ کی تحقیقی کاوشوں کے نتیجہ میں، تاریخ میں ان کا جائز مقام ملا، اس اہم فرض کفایہ کو سرانجام دے کر آپ نے اپنے لئے زندگی کا سامان مہیا کر لیا، آپ کی ثقاہت، دیانت اور اصول پسندی سب تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کی تحریرات عقلی و نقلی دلائل سے بھرپور اور تحقیقی اصولوں پر پورا اترتی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ ادبی چاشنی اور دل کشی کی حامل ہوتی ہیں۔ دل آزار کلمات سے پاک ہوتی ہیں۔ اس لئے سب حلقوں میں مقبول ہیں۔ آپ کی بعض تصانیف کا دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے، اور عنقریب طبع ہوں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ان کی زندگی کے شب و روز فقر غیور کے آئینہ دار ہیں ان کے لبادہ فقر پر کسی کو پیوند تو دکھائی دے سکتے ہیں لیکن بحمدہ تعالیٰ طلب دنیا کے دھبوں سے ان کا دامن فقر پاک ہے۔

ان کی طرز زیست سے یہ عیاں ہے کہ انہیں اس امر کے ایقان کی دولت حاصل ہے کہ علماء و مشائخ کی عزت کا باعث علم و عرفان ہے نہ کہ مال و زر۔ انہوں نے پوری زندگی اپنی خودی کا سودا مال و زر سے نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے زندگی بھر کسی امیر کبیر، وزیر، مشیر، اعلیٰ عہدے دار، افسر سے ملاقات کی خواہش نہیں کی، راقم الحروف نے خود کئی دنیا داروں کے پندار و غرور کو ان کی چوکھٹ پر خاک میں ملتے دیکھا اور انہیں دنیا کے امتحان میں سرخرو ہوتے دیکھا۔

دنیوی مال و دولت کو انہوں نے کبھی حصول عزت و جاہ کا ذریعہ نہ بنایا جو آیا انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھا، اسے صلہ رحمی، اقربا پروری، غریب ہمسایوں کی دستگیری، دینی مصارف میں خرچ کر کے توشہ آخرت بنایا۔

آئندہ سطور میں آپ ملت اسلامیہ کے چند اکابر، علمائے کرام، مشائخ عظام، دانشوروں، ادیبوں، محققین اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے آپ کے بارے میں تاثرات ملاحظہ فرمائیں گے۔

ان میں بیشتر تاثرات ان خطوط سے ماخوذ ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ کے نام آئے، ایسے خطوط کی کثیر تعداد ضائع ہو چکی ہے۔ آپ کی تحقیقی کاوشوں سے واقف حضرات جب ان کو پڑھیں گے تو یہ تاثرات ان کو اپنے دل کی صدا معلوم ہوگی۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش ناتمام کو اپنی رضا کا ذریعہ بنا کر راقم آثم کے لئے توشہ آخرت بنائے۔ وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم۔

محمد علیم الدین نقشبندی عفی عنہ

دار العلوم سلطانیہ۔ نزد کالا دیو جہلم (۹ دسمبر، ۱۹۹۹ء بروز جمعرات)

تقدیم

ازمولانا محمد اشرف چشتی، قصبہ کریالی، ضلع گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاری محترم! قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ مقربین کی صفات بیان فرماتے ہیں۔

''رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں سلامت رہو۔ اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور بحالت سجدہ و قیام'' (الفرقان۔۶۳۔۶۴)

''اور جب خرچ کرتے ہیں تو کنجوسی کرتے ہیں نہ فضول خرچی۔ بلکہ اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے خرچ کرتے ہیں''۔ (الفرقان۔۶۷)

''اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب گزرتے ہیں کسی اور چیز کے پاس سے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے ہیں'' (الفرقان۷۲)

''بے شک بامراد ہو گئے ایمان والے وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں......اور وہ جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرنے والے (المومنون ۱تا۹)

اسی طرح بے شمار مقامات پر رب ذوالجلال والا کرام نے قرآن مجید فرقان حمید میں اپنے نیک بندوں کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ کسی شخصیت پر تبصرہ انہی آیات بینات کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔ اور کیا جانا چاہیے۔ کسی شخصیت کی عظمت کا معیار یہی آیات ہیں۔ آج حسن پرستی، مادہ پرستی، جاہ پرستی، اقتدار پرستی، نسل پرستی و لون ولسان پرستی کا چرچا تو ہے مگر حقیقت پرستی کے پیمانے بدل چکے ہیں۔ حب رسول ا پر حملہ کرنے والے موحد، ظلم و ستم کے دلدادہ معتزز، اللہ کے فرشتوں، جزا و سزا، معجزات نبوی (علی صاحبھا افضل التحیۃ والثناء) کے منکرین مصلحین کہلاتے ہیں۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے مجدد بنتے ہیں غیر مسلم سے موالات کے داعی اور مسلمانوں کو حرام اور کفریات کے مرتکب قرار دینے والے ابوالکلام کے نام سے شہرت پاتے ہیں۔

علی ھذا القیاس ملمع کاری اس قدر ہے کہ لولو شاہوار نابغہ روز گار شخصیات دبیز پردوں میں ہیں۔ معاشرے کی بے اعتنائی، بے التفاتی اور عدم توجہی کا شکار ہیں۔ خصوصاً علمائے اہل سنت کے ساتھ ستم ظریفی رہی ہے۔ نتیجۂ تاریخ کے طالب علم نے تصویر کا صرف ایک رخ دیکھا ہے۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک ترک موالات وغیرہ میں اصل فعال کردار سے وہ روشناس نہ ہو سکا۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ نے اس خلا کو پر کیا اور اس محاذ پر کام کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنے معاونین قلم کاروں میں جن فاضل شخصیات کا انتخاب کیا۔ ان میں ایک میرے ممدوح حضرت العلامہ المفتی، حاجی الحرمین الشریفین مولانا محمد جلال الدین قادری رضوی دامت فیوضہ کی ذات شریفہ ہے۔ آپ کی وضع داری آپ کے استقلال کی دلیل ہے۔ آپ اپنی چال میں وقار و متانت کا پیکر ہیں۔ گفتگو میں عجز بھی ہے اور سادہ الفاظ میں دقیق نکات کی ترجمانی اور اسرار و رموز کی نقاب کشائی بھی۔ اس وقت تک تقریباً ساٹھ مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب و رسائل کے مصنف ہیں مگر زبان سے کبھی مغرور لوگوں کی سی رعونت یا کم ظرف لوگوں کے سے چھچھورے پن کا اظہار نہیں کیا۔ کبھی کسی بات پہ الجھے نہیں۔ مگر غیرت ایمانی کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ آپ یقیناً

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

کا مصداق ہیں۔ آپ کی تقریر و تحریر معاند کے لئے زہر ہلاہل اور معاون کے لئے قند شیریں ہے۔ دوست کے لئے آپ باعث سکون و قرار اور دشمن (عدو اللہ ورسول) کے لئے خنجر آبدار ہیں۔

آپ کی تصانیف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے مسلک کی ترجمان ہیں۔ آپ کو فقیر قادری اور رضوی ہونے پر فخر ہے۔ آپ کے قد کاٹھ کا اندازہ لگانے کے لئے یہ دیکھنا کافی ہوگا کہ آپ کے روابط کن عظیم علمی و روحانی شخصیات کے ساتھ ہیں اور آپ کس طرح شب و روز تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں اور خط و کتابت سے آپ اپنے ہم سفر ہم عصر اہل قلم احباب کی کس قدر معاونت فرماتے ہیں۔

مولانا محترم کے سر پر سلاسل طریقت کی خلافت کا تاج بھی ہے۔ آپ کا شمار ان مردان خدا خرقہ پوشوں میں بھی ہے جو اپنی آستینوں میں ید بیضا لئے بیٹھے ہیں۔ تفصیل کا وقت نہیں اجمال سے کام لیا ہے۔ سردست میرے ذمہ صرف تحریر و تقریر کے پہلو تک محدود رہتے ہوئے معاصر علماء کے خطوط پر تبصرہ کرنا یا مقدمہ لکھنا ہے۔ اس میدان میں بھی مور بے مایہ کو شاہباز کی بلند پروازی پر تبصرہ کرنے کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے۔ ایک نقال ایک محقق کے بارے میں کیا رائے زنی کرسکتا ہے؟ ماہر فن ہی کسی فنکار کے حسن و قبح کو واضح کرسکتا ہے۔

زیر نظر رسالہ مولانا کے برادر عزیز نیز شاگرد رشید (صورت و سیرت میں آپ کا پرتو) حضرت العلامہ مفتی محمد علیم الدین دامت برکاتہ نے مرتب فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں مولانا موصوف کے ساتھ معاصر علماء فضلاء کی خط و کتابت کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان خطوط سے مولانا محمد جلال الدین قادری کی شخصیت کے ساتھ ساتھ معاصرین کا مختصر تعارف ان کی مصروفیات اور دینی خدمت کی تڑپ کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔

مولانا محمد جلال الدین قادری کی شہر آفاق کتاب ''تذکرہ محدث اعظم پاکستان'' پر تبصرہ نگاروں میں محدث اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے قاضی محمد فضل رسول حیدر اور مولانا غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ سراجیہ رضویہ فیصل آباد شامل ہیں۔ جو صحت واقعات کی تصدیق فرماتے ہیں۔ ''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' تحقیق رسالہ کی تصدیق معروف عالم دین مولانا تقدس علی خاں قادری، جو شرکاء جلسہ میں تھے نے فرمائی ہے۔ مفتی عبدالمنان اعظمی۔ گھوسی اعظم گڑھ انڈیا سے بذریعہ مکتوب تذکرہ محدث اعظم پر جس خوبصورت انداز میں تبصرہ کیا وہ قابل داد ہے۔ انہوں نے حضور محبوب الٰہی ص کی فوائد الفواد سے دریوزہ گری کرتے ہوئے جو سپرد قلم کیا ہے۔ اسے معمولی رد و بدل کے ساتھ میں بھی مولانا کی نذر کرتا ہوں۔

''خوب ترنوشتہ ای عارفانہ نوشتہ ای محققانہ نوشتہ ای۔ از ہر لفظے نشید محبت و شیرینی انس می چکد۔ جزاک اللہ عنی و عن سائر المسلمین احسن الجزاء''

مسعود ملت پروفیسر مسعود احمد سے خط و کتاب اور باہمی انس و محبت و محض فی سبیل اللہ و فی حب رسول اللہ ﷺ کا علم ہوا تو بے اختیار کہنا پڑا۔

تیری عظمتوں سے رہا بے خبر
یہ مری نگاہ کا قصور ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد جلال الدین قادری رضوی کے اوقات اور توانائیوں میں برکت عطا فرمائے۔ آپ کا قلم اہل السنہ والجماعۃ کی خدمت کرتا رہے۔ حضورا کے دربار عالیہ میں آپ کے علمی شاہپارے شرف قبولیت سے سرفراز ہوتے رہیں۔ آمین۔

احقر فقیر بے گلیم
خاکپائے نعال خواجگان چشت
محمد اشرف صدر معلم گورنمنٹ ہائی سکول قصبہ کریالی، گجرات
خطیب جامعہ رضویہ۔ بنھوڑہ (یکم رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ)

حضرت مولانا تقدس علی خان قادری

اتالیق پیر پارگاہ، پیر گوٹ، سندھ

﴿۱﴾

۷۸۶/۹۲

مکرم و محتشم وعلیکم السلام

جناب کی مرسلہ کتاب (ابو الکلام کی تاریخی شکست) بذریعہ رجسٹری موصول ہوئی شکریہ، میں نے اس کا مطالعہ کیا، چونکہ میں اس موقعہ پر جناب سید سلیمان اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک اجتماعی شکل میں گیا تھا، مجھے ان واقعات کا بخوبی علم ہے، آپ کی معلومات حقائق پر مبنی ہیں، یہ کتاب پاکستانی نسل کے لئے مشعل راہ ہے، مجھے امید ہے کہ آپ کی پرخلوص سعی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

(۱) حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند خطوط مل گئے وہ حاضر کرتا ہوں، حضرت مولانا کی سوانح حیات ایک کتاب (موت کا پیغام دیو بندی مولویوں کے نام) میں تفصیلاً درج ہے، جو ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں مولانا کے مناظرے اور کرامات اور خلفاء اور وصال کے متعلق تفصیل سے تذکرہ ہے، اس کو ملاحظہ کیجئے، محمد اسلم علوی نے سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور سے شائع کی ہے، اگر آپ کی نظر سے نہ گزری ہو تو مجھے مطلع فرمائیں میرے پاس ہے، میں اس کو بھیج دوں۔

بریلی شریف سے واپسی پر میں علیل ہو گیا تھا، لاہور میں ۸ روز قیام کر کے پیر گوٹ آ گیا۔ اب بحمدہ تعالیٰ روبصحت ہوں، امید ہے آپ کا مزاج گرامی مع الخیر ہوگا۔

آپ کا دعا گو، تقدس علی خان قادری، ۹ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ پیر گوٹ

﴿۲﴾

۷۸۶/۹۲

محبی و مخلصی زید معالیہ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی مع الخیر ہوگا، میں بھی ان دنوں علیل رہا، اب خدا کے فضل و کرم سے بالکل صحت یاب ہوں، مولانا سردار احمد صاحب کا وہ خط جو حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کی طرف ہے، انہوں نے لکھا تھا وہ میرے ایک دوست حامدی صاحب نے لیا تھا، اب اس دوران میں کسی وقت ایک روز کے لئے کراچی بموقعہ عرس قاری مصلح الدین صاحب صدیقی مرحوم گیا تھا، اسکی فوٹو سٹیٹ لے آیا ہوں، اب ارسال خدمت کر رہا ہوں وہ خط ان کے پاس کراچی میں ہے، وہ حضرت سے محبت کرتے ہیں، لہٰذا انہوں نے مجھ سے حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے خطوط حاصل کر لئے ہیں، حضرت حجۃ الاسلام کا یہ خط ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ کا ہے، میری لڑکی ریحانہ خاتون کا تاریخی نام تجویز فرمایا تھا۔

جبی ریحانہ خاتون ۱۳۵۱ھ

یہ زمانہ مولانا سردار احمد صاحب کی طالب علمی کا معلوم ہوتا ہے، اور یہ دیکھئے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ اور ان کے صاحبزادگان لفافہ و کارڈ پر پتہ ایسا الثاتحریر فرماتے کہ انگریز کا سر نیچا رہے، میرے پاس متعدد خطوط حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز کے تھے، وہ آجکل کراچی میں محفوظ ہیں، آپ کی طبیعت اب ٹھیک ہو گئی ہوگی، زحمت انتظار جواب معاف۔

دعا گو، تقدس علی قادری، ۲۴ رجمادی الاخری ۱۴۰۴ھ

﴿۳﴾

۷۸۶/۹۲

محبی و مخلصی زید معالیہ وعلیکم السلام

گرامی نامہ ملا مطلع ہو کر مسرت ہوئی جب نجدیوں نے مدینہ عالیہ پر بمباری کی تھی اور مقابر کے انہدام کا سلسلہ شروع کیا تھا، اس وقت لکھنؤ میں (خدام الحرمین) کے نام سے ایک انجمن قائم ہوئی تھی، جس کے سربراہ مولانا عبد الباری صاحب مرحوم تھے، اس وقت مسلمانوں میں بہت زیادہ ہیجان اور اضطراب تھا، اس کے لئے بہت

بڑا اجتماع لکھنؤ میں بلایا گیا، اس میں بریلی شریف سے جماعت رضائے مصطفیٰ کا ایک بہت بڑا وفد علماء پر شامل حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کی قیادت میں لکھنؤ پہنچا، مولانا عبدالباری صاحب نے بڑے استقبال کا اہتمام کیا تھا، جب حضرت ٹرین سے اتر رہے تھے تو مولانا عبدالباری صاحب نے مصافحہ کی کوشش کی، حضرت حجۃ الاسلام نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ میرے والد اعلیٰ حضرت کا فتوی آپ کے خلاف ہے، آپ سے ہاتھ نہیں ملا سکتا، میں آپ کے یہاں قیام نہیں کروں گا، میرے ایک دوست یہاں پر ہیں ان کی کوٹھی پر میرا قیام ہوگا، وہاں مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی اور مولانا نعیم الدین مرادآبادی تشریف لائے ان دونوں حضرات نے مولانا عبدالباری صاحب سے توبہ نامہ تحریر کرایا، پھر حضرت حجۃ الاسلام نے انہیں گلے لگا لیا اور مولانا عبدالباری صاحب حضرت حجۃ الاسلام اور ان کے رفقاء اپنا کھانا لے کر خدام کے ساتھ آئے اور خود کھڑے ہو کر کھلواتے رہے، یہ سب معاملات اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کے وصال کے بعد کے ہیں، یہ غالباً ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔

اس وفد میں مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور مولانا سید محمد میاں صاحب اور مولانا حشمت علی خان صاحب لکھنوی اور ممبران اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شامل تھے، حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کا شریک ہونا یاد نہیں، بہرصورت اس توبہ کے بعد اہلسنت کو مسرت ہوئی، میں یوم رضا کے موقعہ پر لاہور حاضر ہوں گا، اگر ہندوستان کے حالات درست پائے گئے تو بریلی شریف کا ارادہ ہے۔

دعا گو، تقدس علی...... یکم صفر المظفر ۱۴۰۷ھ

﴿۴﴾

۸۶/۹۲ء

محترمی وعلیکم السلام

ابھی آپ کا خط ملا میں عمرہ سے مشرف ہو کر جدہ میں علیل ہوگیا، وہاں سے دوسرے روز کراچی آگیا، کراچی ائیرپورٹ سے سیدھا سول ہسپتال کراچی میں داخل ہوا، وہاں دو ماہ علاج کرا کے عید کرنے یہاں آگیا ہوں..........کراچی بغرض علاج جا رہا ہوں، اعلیٰ حضرت قدس سرہ یا صاحبزادگان کے زمانہ میں ذکر بالجہر آستانہ کی مسجد میں کبھی نہیں دیکھا، ہاں ذکر جلی وخفی پر تلقین حضرت حجۃ الاسلام کے شجرہ مطبوعہ میں ملتی ہے، شجرہ ان کا ملاحظہ فرمالیجئے۔

دعا گو، تقدس علی قادری..........۲۵ر ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

﴿۵﴾

۸۶/۹۲ء

عزیزی المحترم دامت برکاتہ وعلیکم السلام

آپ کا کرمنامہ جب آیا تو دوسری مرتبہ شدید علالت میں مبتلا تھا، اور کراچی زیر علاج رہا، اب بحمدہ تعالیٰ بالکل افاقہ ہے، اب اس قابل ہوا ہوں کہ آپ کے گرامی نامہ کا جواب تحریر کرسکوں، اب ارادہ کرلیا ہے کہ دارالشفاء مدینہ طیبہ حاضری دے کر بارگاہ بے کس پناہ میں عرض ومعروض کی جائے، چنانچہ خدا کے فضل وکرم اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طلبی پر فقیر ۱۷ اگست ۵ بجے شام بذریعہ پی آئی اے عازم حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً ہو رہا ہے، وہاں آپ صاحبان کے لئے دعائیں کرے گا، تاکہ آپ کو اس خدمت کا صلہ ملے اور مزید امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے مسلک کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے ''امام احمد رضا اکابر کی نظر میں'' بہت خوب ہے، مولیٰ تعالیٰ آپ کو اس کی جزاء خیر عطا فرمائے اور اہل سنت کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (۲۷ر شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ)

﴿۶﴾

۸۶/۹۲ء

مکرم بندہ وعلیکم السلام

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کے وصال کے بعد بھی بہت سے علماء

اور مشائخ حرمین شریفین سے آتے رہتے ہیں، وہ بریلی شریف آتے ہوں گے، اور حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات ہوئی اور ان کی علمی خدمات و دیگر مصروفیات نے مدینہ طیبہ سے سند روانہ کی ہوگی، جیسے خود حضرت مولانا احمد رضوانی مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بریلی شریف سے آمد پر دلائل الخیرات کی اجازت عطا فرمائی، کیونکہ وہ شیخ الدلائل تھے، صاحب دلائل الخیرات کی اولاد میں سے تھے، ایسے واقعات اکثر ہوئے ہیں، اس میں کوئی تضاد نہیں ہے، امید ہے کہ مزاج گرامی مع الخیر ہوگا۔

اس بزرگ سے میری ملاقات نہیں ہوئی اس لئے ان کا تعارف نہیں لکھ سکتا۔

﴿۷﴾

۸۶/۹۲ے

محترمی جناب محمد جلال الدین صاحب قادری مدظلہ

وعلیکم السلام

آپ کو طویل انتظار جواب کے بعد یہ عریضہ لکھ رہا ہوں، آپ کا گرامی نامہ جب آیا تو میں بستر علالت پر تھا، پیٹھ میں کاربنکل نمونہ کا پھوڑا نکلا ہوا تھا، جو شوگر کے مریض کے لئے انتہائی خطرناک ہوتا ہے، بحمدہ تعالیٰ اس سے افاقہ ہوا تو عمرہ پر جانے کے لئے مجھے ایک ماہ کے قریب کراچی آنا ہوا تھا، وہاں سے سیدھا عمرہ کرنے کے لئے چلا گیا، نواں عمرہ تھا، آپ کا خط اور خطوط ہمراہ مدینہ شریف لے گیا کہ وہاں سے جواب دوں، لیکن معلوم ہوا کہ سکولوں کی چھٹیاں ہیں، یہ خط سکول کے پتے پر ہوگا شاید ضائع ہو جائے، عمرہ کے بعد سکولوں کا انتظار کیا اب معلوم ہوا کہ ۱۶ اگست سے سکول کھولے گئے لہٰذا، میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں، انتظار جواب کی معافی چاہتا ہوں۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ العزیز کی تحریر صاف ہے، انہوں نے سلسلہ اور اد وغیرہ کی اجازت مرحمت فرما کر خلافت سے نوازا ہے، خدا تعالیٰ مبارک فرمائے اس میں تامل کی کوئی گنجائش نہیں ہے، یہ خط ساجد علی خان مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

جو حضرت مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ کے داماد تھے، اس پر حضرت مفتی اعظم قبلہ نے اپنے دست مبارک سے آپ کو اجازت نامہ تحریر فرمایا ہے۔

﴿۸﴾

۸۶/۹۲ے

محترمی وعلیکم السلام

میں نے اس سے قبل خلافت نامہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ العزیز کے متعلق آپ کو اپنی رائے تحریر کی تھی، وہ خط آپ کو ملا یا نہیں؟ بہر حال اب میں ۲۶ نومبر کو لاہور یوم رضا میں شریک ہونے کے ۲۴ نومبر کو روانہ ہو کر ۲۵ کی صبح پہنچوں گا، جامعہ نظامیہ والوں نے میرے قیام کا انتظام کر رکھا ہے، جلسہ کے بعد شاید مدرسہ رسولیہ کے چھت پر محمد خان غوری کے پاس بلال گنج میں شاید قیام کر سکوں، ۲۸ نومبر بریلی شریف کے لئے روانگی ہو جائے گی، امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے، ماشاء اللہ آپ کا عزم بہت مبارک ہے، خداوند قدوس آپ کو مزید توفیق عطا فرمائے۔

آپ کا دعا گو

تقدس علی قادری............۱۶ نومبر ۱۹۸۲ء

☆☆☆☆☆

مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان

آستانہ عالیہ رضویہ بریلی انڈیا

مولیٰ تعالیٰ آپ کو دین پر مستقیم رکھے۔ علم نافع عمل صالح سے نوازے اور برکات دینی و دنیاوی سے مالا مال فرمائے آمین

علی برکۃ اللہ تعالیٰ آپ کو دلائل الخیرات شریف، شمع شبستان رضا و مجموعہ اعمال کی اجازت ہے، مولیٰ تعالیٰ آپ کو اور آپ سے

دوسرے اہل سنت کو اس سے نفع بخشے۔ آمین

ماہ مبارک سے کچھ پہلے سفر سے آیا ہوں ڈاک بہت جمع ہے۔ جواب کی کوشش جاری ہے۔

میں آپ کو علی برکۃ المولیٰ تعالیٰ اجازت قرآن و اجازت حدیث و اجازت سلاسل و مجموعہ اعمال واذکار واشغال دیتا ہوں۔

(شب ۳ رمضان ۱۳۸۴ھ)

حضرت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیصل آباد

حضرت سیدی و مرشدی قبلہ والد ماجد رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد خواہش ہوئی کہ آپ کی سیرت و سوانح کا کوئی جامع تذکرہ مرتب ہو، بعض حضرات نے اس سلسلہ میں چند مقالات لکھے مگر جامع تذکرہ کی انتظار تا ہنوز باقی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری کو اس اہم اور نازک کام کے لئے منتخب فرمالیا۔ مولانا نے بڑی مشقت، محنت اور محبت سے حضرت سیدی والدی المکرم ؒ کی سیرت و سوانح کے واقعات کو جمع فرمایا اور انہیں حسین و جدید انداز میں اس طرح ترتیب دیا کہ زیر نظر کتاب سوانح محدث اعظم ؒ کی جامع تذکرہ ہے بلکہ یہ کتاب خزینہء علم و عرفان بنی۔

میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور سنا اور پڑھا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ حالات اور واقعات کو بالکل صحیح اور درست پایا۔

مولا کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تذکرہ کو عوام و خواص کے لئے مشعل راہ بنائے۔ آمین۔

(مطبوعہ در تذکرہ محدث اعظم پاکستان جلد اوّل صفحہ ۲۴)

(۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۷ھ)

علامہ مولانا غلام رسول رضوی

سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

حال شیخ الحدیث جامعہ سراجیہ رضویہ فیصل آباد

فقیر پر تقصیر نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان مختلف مقامات سے دیکھا جسے مولانا محمد جلال الدین صاحب نے بڑی خوش اسلوبی سے مرتب فرمایا ہے۔ موصوف کی مساعی جمیلہ قابل قدر اور لائق تحسین ہیں۔ اللہ انہیں جزائے احسن سے نوازے۔

مولانا الموصوف نے جو یہ تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے اسے شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

حضرت مولانا محمد اطہر نعیمی

سابق چیئرمین رویت ہلال کمیٹی

"پہلے آپ کی تالیف مدینہ منورہ میں حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ کے پاس دیکھی تھی۔ لیکن وہاں اتنی فرصت نہ تھی کہ بالاستیعاب اس کا مطالعہ کرتا۔ لہٰذا سرسری طور پر دیکھا تھا۔ آپ کی مطبوعہ کتاب بھی اب تک پوری نہیں پڑھی۔ کیونکہ وہ اب احباب میں گھوم رہی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک شکایت البتہ ضرور ہے کہ مرادآباد سنی کانفرنس کا خطبہ صدارت جس کے آخری صفحات غائب تھے وہ قادری صاحب (محمد ایوب) کو میں نے فراہم کیا تھا۔ لیکن آپ نے اس کی دستیابی کا سہرا قادری صاحب کے سر باندھا ہے۔ بہر حال یہ شکایت محاورۃ ہے، حقیقت میں صرف آپ کی معلومات میں لانا مقصود ہے۔

آپ نے اوراق گم گشتہ کو یک جا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی سعی بلیغ کو قبول فرمائے۔ آمین

ابھی اس سلسلہ میں بہت کام کرنا ہے۔ میں اپنے مصروفیات اور کم علمی کے علاوہ عمر کے اس حصہ میں ہوں جب کہ ریٹائرمنٹ کی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے۔ لہٰذا میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گا کہ

یہ ذمہ داری آپ جیسے حضرات ہی کو سنبھالنی ہے۔ اس سلسلہ میں اگر میری خدمات کی ضرورت ہو تو بلاتر دد آپ مجھے مطلع فرمائیں۔ تا بہ حد امکان خدمت میں کوتاہی نہ کروں گا''۔ (۱۸-۴-۱۹۷۷)

﴿۲﴾

مکتوب آپ کو موصول ہو گیا۔ صرف یہی کہنا کافی ہوگا کہ ولقلب من القلب دلیل والی مثال کی کارفرمائی ہے۔ میں آپ سے اور آپ مجھ سے متعارف نہ تھے۔ خدا تعالیٰ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کو جزاء خیر عطا فرمائے جو موصوف نے آپ کا تذکرہ فرمایا اور نام و پتہ بھی موصوف ہی نے لکھا یا اسی نام پتہ پر میں نے خط روانہ کیا اسلاف کی روحانیت نے معاونت فرمائی اور خط کو آپ تک پہنچایا۔ (۱۸-۲-۱۹۷۷)

﴿۳﴾

عرصہ دراز سے آپ کی طرف سے خاموشی ہے اس کی وجہ سمجھ میں نہ آسکی۔ میں بھی اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے رابطہ نہ کر سکا۔ کئی مرتبہ اسلام آباد گیا اور سوچتا رہا کہ واپسی کا سفر ٹرین سے ہو اور اس دوران آپ احباب سے ملاقات کرتا ہوا کراچی آؤں۔ لیکن پروگرام نہ بن سکا۔ آج پرانے کاغذات تلاش کر رہا تھا کہ آپ کا ایک مکتوب ملا جس سے آپ کا کھاریاں والا پتہ لکھا ہوا ملا تو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ چند روز قبل ایک نشست میں آپ کا ذکر خیر رہا۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ ایک ہندوستانی ہندو خاتون ''برصغیر کی تحریک آزادی میں علمائے اہلِ سنت کے کردار'' کے عنوان پر امریکہ کی کسی یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہی ہیں۔ وہ گذشتہ ہفتہ کراچی میں تھیں۔ وہ میرے پاس بھی ڈاکٹر مسعود احمد کے حوالہ سے آئیں۔ دو دن مسلسل کئی گھنٹے نشست رہی اور آپ کے جمع کردہ خطبات پر گفتگو رہی۔ جب میں نے انہیں اصل خطبات دکھائے تو موصوفہ نے کہا یہ ذخیرہ مولانا محمد جلال الدین صاحب کے پاس بھی موجد ہے یا آپ کے پاس سے منتقل ہوا۔ میں نے کہہ دیا کہ موصوف کے پاس بھی بہت سا ذخیرہ ہے۔ توقع ہے کہ وہ آپ سے رابطہ کریں گی۔ (۱۵-۱۱-۱۹۸۷)

﴿۴﴾

عرصہ دراز سے سلسلہ خط و کتابت بند ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کوتاہی کس طرف سے ہے۔ بہر حال یہ بات طرفین کی جانب سے غیر مناسب ہے۔ اس لئے میں اس سلسلہ میں سبقت کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے .... علاوہ ازیں ایک بات اور بھی ہے کہ میں نے اوائل فروری ۱۹۸۲ء میں صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ لکھنا شروع کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد طبیعت خراب ہوئی اور خاصی خراب ہو گئی .... اس سلسلہ میں آپ کے پاس کچھ مواد مل سکتا ہے؟ اگر ہے تو کیا ہے؟ مطلع فرمائیں۔

﴿۵﴾

ایک دن لیٹے لیٹے خیال ہوا کہ آپ کے مرتبہ خطبات جو الماری کی زینت بنے ہوئے ہیں ان کا جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ جب ان کا تحقیقی نقطہ نظر سے جائزہ لیا تو بے ساختہ دل سے دعائیں نکلیں۔ میں نے اس کتاب کو سرسری نظر سے دیکھ کر رکھ دیا تھا۔ اب ان کی افادیت محسوس ہوئی .... اب اس سلسلہ میں آپ کے پاس جو مواد ہو جس سے صدر الافاضل کی شخصیت کی بھرپور عکاسی ہوتی ہو تو راقم الحروف کو ارسال فرمائیں۔ آپ کی امانت کی تفصیلات کا اب تک منتظر ہوں۔ خدارا اب مزید امتحان نہ لیں۔ (لفافہ پر ۱۱۱ اکتوبر ۸۲ کی ڈاکخانہ کی مہر ہے)

﴿۶﴾

آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی کہ جوابی لفافہ ارسال فرمایا۔ کیا آپ کا خلوص اس امر کا متحمل ہو سکتا ہے کہ مکتوب موصول

ہونے پر جواب نہ دوں؟.............آپ کے مکتوب نے تازیانہ کا کام کیا ہے۔ان شاء اللہ تعمیل ارشاد کروں گا۔(۱۹۸۳-۹-۱۳)

﴿۷﴾

مجھے یہ لکھتے ہوئے سخت ندامت اور افسوس ہو رہا ہے کہ احباب اہل سنت میں سے صرف آپ کی ذات تو ایسی ہے جس نے دست تعاون بڑھایا ہے ورنہ ہر شخص نے حوصلہ شکنی کی ہے، نہ کچھ کرتے ہیں نہ دوسرے کو کرنے دیتے ہیں۔(۱۹۸۳-۴-۲۹)

حضرت حکیم محمد حسین بدر

ڈیرہ نواب بہاول پور ڈویژن

آپ نے جواب کے لئے لفافہ بھیجا ہے، یہ دیکھ کر مجھے دکھ ہوا ہے کہ آپ مجھ سے اتنی توقع بھی نہیں رکھتے کہ ایک دینی اور قومی کام کے لئے چالیس پیسے کا لفافہ آپ کو بھیج سکوں۔قادری صاحب! جتنے لوگ بھی ایسے ملی کام کر رہے ہیں میرا دل تو چاہتا ہے کہ اگر وہ مجھ سے میری جان مانگیں تو اس سے بھی گریز نہ کروں گا۔(۳ فروری ۱۹۸۲ء)

حضرت مولانا مفتی عبدالمنان اعظمی

مدرسہ شمس العلوم گھوسی۔اعظم گڑھ، انڈیا

ایک مہینہ قبل ہفتہ واری چھٹی میں جب گھر گیا تو کتابوں کی الماری کے اوپر دو خوبصورت جلدیں دیکھیں۔دل میں یہ خیال آیا یہ کس نے الماری سے کتابیں باہر نکالی ہیں۔بیگ رکھ کر سب سے پہلے انہی کتابوں کو دیکھا اور دیکھتا رہ گیا۔دو بجے دن سے رات کے گیارہ بجے تک مسلسل یہی مشغلہ رہا۔کھانے اور نماز کے اوقات کا استثناء ہے۔جب آنکھیں دکھنے لگیں اور سر بوجھل ہو گیا تب سویا۔تقریباً ایک ثلث حرفاً حرفاً اور بقیہ فہرست ابواب اور جستہ جستہ پڑھا۔

دوسرے دن بعد نماز جمعہ قاری محمد یحییٰ صاحب خطیب جامع مسجد اور سابق ناظم دارالعلوم اشرفیہ تشریف لائے، ان کی نگاہ حیران کتابوں پر پڑی تو دنیا و مافیہا سے بے خبر اسی میں غرق ہو گئے۔اور ان کا استغراق دیکھ کر مجھے کہنا پڑا۔صاحب! کتاب لے جایئے پڑھ کر واپس کر دیجئے گا۔کتاب ہاتھ میں لینے سے قبل انہوں نے چوما پھر آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھا۔پڑھنے کے بعد فرمایا یہ ان چند کتابوں میں سے ہے جن کو حرفاً حرفاً پڑھا۔

اس درازنفسی سے مقصد آپ کی مساعی جمیلہ کے حسن قبول کا اظہار ہے۔آپ نے اہل پاک ہی نہیں اہل ہند کے سر سے بھی حضرت قدس سرہ کا یہ قرض اتارا۔زمینوں کی تقسیم سے دین و مذہب تقسیم نہیں ہوتے۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہم سب کی مشترکہ دولت تھے۔

ما کان قیس فقدہ فقد واحد
ولکنہ بنیان القوم تھد ما

مصنف صاحب کی نذر حضور محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کا وہ جملہ ہے جو انہوں نے فوائد الفواد دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا۔

''خوب تر نبشتہ اند درویشانہ نبشتہ اند نام ہم خیلے خوب داشتہ''

میں انہی سے دریوزہ گری کر کے کہتا ہوں۔

خوبتر نوشتہ اند عارفانہ نوشتہ اند محققانہ نوشتہ اند نام ہم خیلے خوب داشتہ اند۔از ہر ہر سطر نشید محبت و شیرینی انس می چگد جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین۔(۲۹ ذی الحجہ ۱۴۹۰ھ)

نوٹ: یہ مکتوب حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ کے نام ہے۔شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مُدظلہ نے اس کی فوٹو کاپی اپنی تحریر کے ساتھ ارسال فرمائی۔جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

''تذکرہ پر تاثراتی تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔کیسے کیسے لوگ آپ کو دعائیں دے رہے ہیں'' (۱۹۸-۸-۱۷)

جناب پروفیسر رفیق افضل

ڈیپارٹمنٹ آف ہسٹری، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد
حال ڈین سوشل سائنسز۔ قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد

آپ کا ارسال کردہ مواد مل گیا ہے۔ آپ کے اس تعاون و مہربانی کا بے حد ممنون ہوں۔

خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس کا مطالعہ کررہا ہوں۔ آپ نے یہ ایک بے حد مفید کام سرانجام دیا ہے۔ اور اس کی حیثیت بنیادی ماخذ کی ہے۔ امید ہے کہ سنی کانفرنس کی تاریخ بھی آپ جلد مکمل کرسکیں گے۔ جس کی افادیت اپنی جگہ مسلم ہوگی۔

جمعیت (علمائے پاکستان) کا مواد جو آپ نے کمال مہربانی فرما کر مجھے بھیجا ہے اس کا میں شکر گذار ہوں۔ منشور جو آپ نے بھیجا ہے اس پر کوئی تاریخ نہیں، شاید یہ منشور ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے سلسلے میں جاری کیا گیا تھا۔ یا اس کے بعد۔ پارٹی کا کوئی دستور نہیں بنا تھا؟ اس کی کاپی کہیں دستیاب نہیں۔ کیا وہ کہیں سے مل سکتی ہے؟

(۱۳ فروری ۱۹۸۲ء)

جناب پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

گورنمنٹ کالج مٹھی، ضلع تھرپارکر (سندھ)

احقر نے الاجازات المتینہ کے ایک قلمی نسخہ سے استفادہ کیا تھا۔ غالباً احقر کو التباس ہوگیا۔ اور شیخ عبداللہ کے ساتھ ان کے والد ماجد شیخ احمد کا اسم گرامی بھی لکھ دیا گیا۔ آپ اور تحقیق فرمائیں۔ اگر احقر کا اندیشہ صحیح ہے تو فاضل بریلوی اور علمائے حجاز کے جدید ایڈیشن میں شیخ احمد کی جگہ حسن التیمی کا اسم گرامی داخل کرادیں۔ (۲۴ نومبر ۱۹۷۶ء)

﴿۲﴾

میرے خیال میں آپ مختلف مجموعہ ہائے فتاوی کا تقابلی مطالعہ پیش کریں اور عنوان یہ رکھیں۔

''فتاوی رضویہ، فتاوی رشیدیہ، فتاوی امدادیہ، فتاوی عزیزیہ، (مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندی) کا تقابلی مطالعہ''

اس عنوان کے تحت ایک ہی سوال پر چاروں حضرات کے فتووں کا تقابلی جائزہ پیش کریں جس سے یہ بات روشن ہوجائے کہ فقاہت میں اعلیٰ حضرت کا کیا مقام ہے۔ اس تقابل میں طعن و طنز اور جذبہ مسابقت سے بالکل پرہیز کریں۔ خالص علمی مطالعہ فرمائیں۔

دوران مطالعہ فتاوی رضویہ میں سوانحی اہمیت کی کوئی چیز نظر آئے تو مفصل حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں، ممنون ہوں گا۔ اپنی خیریت سے ضرور مطلع فرمائیں، فکر ہوگیا ہے، مولائے کریم آپ کو شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (۱۰ مئی ۱۹۷۶ء)

﴿۳﴾

نہ معلوم امام احمد رضا پر مقالہ کا آغاز فرمایا یا نہیں؟ جان جاناں (۱) میں علمی نوعیت کی کوئی غلطی ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔ (۱۶ اپریل ۱۹۹۰ء)

﴿۴﴾

آج نوازش نامہ ملا۔ کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔ آپ نے بڑی محنت کی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

کرم کردی الٰہی زندہ باشی

آج ہی لاہور سے حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے بہت سے رسائل و جرائد جمع کر کے ارسال کئے ہیں۔ یہ ذخیرہ ساتھ ہی ملا بہت خوشی ہوئی۔

فتاوی رضویہ میں جہاں جہاں سوانحی مواد نظر آئے نوٹ فرمالیں۔ اقتباسات کے اوپر کتاب کا مفصل حوالہ پھر ترتیب وار اقتباسات مع حوالہ صفحہ اور اس کے بعد قوسین میں اپنے تاثرات بیان کرنا چاہیں تو بیان کریں تاکہ متن اور حواشی میں فرق کرسکوں۔ (۲۹ اپریل ۱۹۷۵ء)

﴿۵﴾

مجھے احساس ہے کہ آپ کو بہت انتظار کرنا پڑا۔ اور آپ نے تکلیف اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے آمین۔ آپ نے اقتباسات نقل کرنے میں بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (۱۹۷۵۔۱۹۔۱)

﴿۶﴾

آپ کے مرسلہ اقتباسات احقر کی عدم موجودگی میں کلرک نے کہیں رکھ دیئے تھے۔ آج خیال آیا تو احقر کو دیئے۔ افسوس ہے کہ بر وقت شکریہ کا خط نہ لکھ سکا۔ نوازش پیہم کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین (۲ نومبر ۱۹۷۵ء)

﴿۷﴾

صحت کی خبر نے مسرور کیا۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ بعافیت رکھے۔ آمین

درس تفسیر قرآن کی خبر نے بھی مسرت بخشی۔ خدا تعالیٰ آپ کے دینی و روحانی فیض سے لوگوں کو مستفیض فرمائے آمین۔ (۱۵ جون ۱۹۷۸ء)

﴿۸﴾

عرصہ ہوا آپ نے فتاویٰ رضویہ کی چاروں جلدوں سے اہم اقتباسات نوٹ فرما کر بھیجے تھے۔ حال ہی میں ایک مقالے کے سلسلے میں ان سے استفادہ کیا۔ ان جلدوں کے سنین طباعت اور مقام طباعت تحریر نہیں، ازراہ کرم تحریر فرمائیں تاکہ مفصل حوالے دے سکوں۔ (۱۹۷۹۔۷۔۱۶)

﴿۹﴾

آپ کی عنایات بھی برسات سے کم نہیں، کبھی رک رک کر اور کبھی موسلا دھار، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

عنایت و کرم کا ممنون ہوں، قبلہ حکیم صاحب کا بھی شکریہ ادا کر دیں وہ پردۂ غیب سے عنایت فرماتے رہتے ہیں۔ (۱۹۸۰۔۱۔۱۴)

﴿۱۰﴾

مقالہ (امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم) اور عنایت نامہ موصول ہوئے۔ نوازش و کرم کا ممنون ہوں۔ آپ نے یہ مقالہ محنت سے لکھا ہے۔ جزاکم اللہ۔ ترتیب پر ایک نظر اور ڈال لیں۔

تعلیم نسواں کے سلسلے میں لکھنے کی ممانعت سے متعلق پیرا گراف نکال دیں تو مناسب ہے۔ جدید قاری اس کا متحمل نہیں۔ (۱۲ جنوری ۱۹۸۳ء)

﴿۱۱﴾

آپ نے بڑا کرم فرمایا اور ایک قیمتی ذخیرہ ارسال فرمایا۔ جزاکم اللہ، واقعی یہ بات تواتر سے ثابت ہوگئی کہ امام احمد رضا اور ان کے متوسلین و معتقدین انگریز سے نفرت کرتے تھے۔

امام احمد رضا کے نزدیک تکریم تصاویر حرام ہے۔ اس لئے ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے۔ (۳۰ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

﴿۱۲﴾

یہ پڑھ کر نہایت مسرت ہوئی کہ آپ نے شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد سردار احمد علیہ الرحمہ پر ایک ضخیم کتاب تیار کر لی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ (۲۰ اپریل، ۱۹۸۷ء)

﴿۱۳﴾

مقامع الحدید مبارک پور سے مل گئی ہے۔ آپ کی تحریک پر بہت مفید کام ہوگیا ہے، آپ بھی ثواب سے محروم نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (۴ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ)

﴿۱۴﴾

امام احمد رضا پر جب کام کیا جائے تو توفیق الٰہی شامل حال رہتی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ مقالہ مکمل فرمالیں گے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ جب فرصت میسر آئی۔ تبصرہ پیش کر

دیا جائے گا۔آپ نے بڑی محنت کی ہے۔اور اہل سنت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔جزاکم اللہ (۲۵ مئی ۱۹۹۰ء)

﴿۱۵﴾

آپ نے جس غلطی کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ صحیح ہے۔ اصلاح کی ضرورت ہے۔بہتر یہی ہے کہ حاشیے میں ایک سطری نوٹ دے دیا جائے کہ جدید تحقیق کی رو سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دوقومی نظریہ کی داغ بیل ۱۹۲۰ء سے بہت پہلے ۱۸۹۷ء میں ڈال دی گئی تھی۔تفصیلات کے لئے مطالعہ کریں۔مقالہ.......... مولفہ مولانا محمد جلال الدین قادری مطبوعہ...... مسعود (۲۸ جولائی ۱۹۷۶ء)

﴿۱۶﴾

کتاب ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' جستہ جستہ دیکھی ہے۔معلومات کا ذخیرہ اور مورخین کے لئے ایک قیمتی دستاویز ان شاء اللہ جب فرصت ملی تبصرہ بھی پیش کروں گا۔ دو تین نسخے ارسال فرما دیں تو اور تبصرے لکھوا کر بھیج دیئے جائیں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ (۱۴ دسمبر ۱۹۷۸ء)

﴿۱۷﴾

مکرمی مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب نے بڑی محنت سے تذکرہ مرتب کیا ہے۔ملی زندگی کے لئے تاریخ کی تدوین لازمی ہے۔ فاضل مصنف نے زندگی کا سامان فراہم کر کے ہم سب پر احسان فرمایا ہے۔مولیٰ تعالیٰ ان کو اس محنت و جانفشانی کا صلہ عطا فرمائے۔اور ہم سب کو ان کی علمی کاوش سے مستفید و مستفیض فرمائے۔آمین۔دلی مبارک باد پیش کر دیں اور سلام کہہ دیں۔ (بنام شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ،۹ جون ۱۹۷۹ء)

﴿۱۸﴾

فاضل مؤلف علامہ محمد جلال الدین قادری زید عنایۃ اہل سنت کے قابل اعتماد محقق اور قلمکار ہیں۔ان کی کئی نگارشات منظر عام پر آچکی ہیں .... پیش نظر تالیف و تحقیق بھی اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے جس میں آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء) کی تاریخ و خدمات کو سمیٹا گیا ہے۔(تقدیم بر تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ،۵ مئی ۱۹۹۷ء)

﴿۱۹﴾

تحفہ، مرغوب و محبوب نظر نواز ہوا، یاد آوری اور کرم فرمائی کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔فقیر تصنیف، تالیف میں مصروف رہا اس لئے غیر معمولی تاخیر ہوگئی۔اور شکریہ بھی ادا نہ کر سکا۔(۶ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ)

﴿۲۰﴾

فقیر دہلی حاضر ہوا تھا آپ کے متخرجہ مادہ ہائے تاریخ برادر مرحوم کے صاحبزادے ڈاکٹر مجیب احمد صاحب کو دیئے تھے۔فقیر اس کرم نوازی کا ممنون ہے۔ڈاکٹر صاحب نے بھی بعد سلام مسنون شکریہ ادا کیا ہے۔

آپ کی علالت کی طرف سے تشویش ہے مولائے کریم شفائے کاملہ عطا فرمائے اور آپ علمی کاموں کی تکمیل فرماتے رہیں۔آمین (۲۰ اگست ۱۹۹۲ء)

جناب خلیل احمد

نعمان اکیڈمی جہانیاں، ضلع ملتان

میں علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی والد گرامی علامہ شاہ احمد نورانی کی سوانح حیات مرتب کر رہا ہوں۔کتاب کا نام پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے ''حیات شاہ عبدالعلیم'' رکھا ہے۔اس کتاب کی تقدیم بھی انہوں نے ہی لکھی ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ سوانح لکھنے کے دوران جہاں ۱۹۲۱ء، ۱۹۲۲ء کے حالات آئے وہاں یہ بھی لکھنا پڑا کہ آپ نے تحریک خلافت و تحریک ترک موالات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔تحریک خلافت کے

سلسلہ میں حضرت علامہ صدیقی علیہ الرحمہ نے اپنے برادر بزرگ علامہ شاہ احمد صدیقی اور علامہ نذیر احمد خجندی کے ساتھ مل کر ۳ لاکھ کا چندہ خلافت فنڈ میں جمع کرایا (علامہ محمود قادری تذکرہ علمائے اہل سنت)

علامہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ نے مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی مولانا فاخرالہ آبادی، مولانا نثار احمد کانپوری، مولانا عبدالماجد قادری بدایونی کے ساتھ تحریک خلافت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ (امام احمد رضا، ارباب علم ودانش کی نظر میں، مولانا یسین اختر مصباحی)

اس کے علاوہ تحریک ترک موالات کے سلسلہ میں آپ قید بھی ہوئے جس کا تذکرہ آپ کے برادر بزرگ مولانا نذیر احمد خجندی نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے نام خط میں کیا۔ (نقوش مکاتیب نمبر)

مجھے قبلہ حکیم محمد موسیٰ صاحب مدظلہ نے لکھا ہے کہ مزید معلومات کے لئے جناب محمد جلال الدین قادری مجلس رضا سرائے عالم گیر ضلع گجرات سے مشورہ کریں، ان کے پاس بہت مواد اور معلومات ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے موقف کے لئے المحجۃ الموتمنہ کا مطالعہ کیجئے اور جناب محمد جلال الدین قادری کی طرف رجوع کریں۔

حکیم صاحب نے لکھا ہے کہ چند دن قبل بہت اہم رسائل کی فوٹو کاپیاں جناب محمد جلال الدین صاحب کو بھیجی ہیں انہیں لکھیں کہ اس مواد میں سے اگر کوئی مفید بات آپ کے مطلب کی ہو تو نقل کر کے بھیج دیں۔ اب آپ سے التماس ہے کہ آپ اس سلسلہ میں ضرور ہماری مدد فرمائیں۔ اہل سنت پر احسان ہوگا۔ (۱۹۷۹-۵-۲۱)

﴿۲﴾

احقر کو کتاب تفریح الخاطر عربی مطبوعہ مصر مولفہ شیخ عبدالقادر اربلی علیہ الرحمہ پشاور کے ایک دوست نے فوٹو کاپی کے لئے دی تو احقر نے ٹریسنگ پیپر پر اس کی کاپی کرائی تاکہ طبع کرنا آسان رہے۔

اصل میں یہ کتاب حضرت شیخ محمد صادق السعدی الشہابی احمد آبادی (گجرات، کاٹھیاواڑ، بھارت) نے فارسی میں لکھی تھی، شیخ عبدالقادر اربلی نے اسے عربی میں منتقل کیا، شیخ محمد صادق قادری احمد آبادی۔ کے حالات بھی نہیں مل رہے۔ کوشش کر رہا ہوں اگر آپ کے پاس صوفیائے دکن یا اولیائے دکن کتاب ہو یا روضۃ الاولیاء ابراہیم بیجاپوری کی ہو تو اس میں حالات دیکھ کر مطلع فرمائیں۔

بہر حال اس کا اردو میں ترجمہ کرنے والے مولانا ابوالمنصور محمد صادق قادری رضوی کے حالات کے لئے کوشش ضرور کریں۔

(۲۶ دسمبر ۱۹۹۶ء)

جناب ناسخ سیفی

ایڈیٹر روزنامہ سعادت، فیصل آباد

اب انتخابات کی گہما گہمی شروع ہونے والی ہے۔ اس امر کا امکان ہے کہ بیرونی سرمایہ بھی جمعیت العلماء پاکستان کے خلاف استعمال ہو۔ اس سلسلہ میں قبلہ نورانی صاحب کو تفصیل سے آگاہ کر رہا ہوں مگر جمعیت میں جو عناصر موثر حیثیت رکھتے ہیں وہ اخبارات کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام اخبارات بُری بھلی خبریں شائع کر دیتے ہیں۔ مزید ضرورت نہیں۔ حالانکہ جمعیت کی ترجمانی یعنی وکالت کرنا ضروری ہے اور یہ کام مسلک کے ترجمان ہی کر سکتے ہیں۔ مگر جمعیت کو صحافتی شعور عطا کون کرے؟

آپ کو اگر موقع ملے تو جمعیت کے ارباب اختیار کی ضرور رہنمائی فرمائیں۔ (۱۹۷۹-۴-۱۷)

حضرت مولانا محمد الیاس قادری رضوی

امیر دعوت اسلامی

مبلغ دعوت اسلامی، دیوانہ مدینہ، عزیزی عمر حیات قادری کی زبانی آپ کے سفر مدینہ کا پتہ چلا کہ آپ رمضان المبارک میں حاضری کے لئے گئے تھے۔ آہ!

روتا ہوا پہنچا تھا روتا ہوا لوٹا ہوں
ہیں وصل کی چند گھڑیاں پھر ہجر مدینہ ہے

محترم عمر حیات صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ آں حضور مجھ گناہ گار سے ملاقات فرمانے کے لئے فیضان مدینہ (کراچی) تشریف لائے تھے۔ مگر حضور واقعی یہ تو میری شومیٔ قسمت ہے کہ میں آپ کی زیارت سے محروم رہا.........جس کسی نے جب کبھی میرے تعلق سے آپ کے ساتھ عدم تعاون کیا برائے خاک مدینہ اسے بھی اور مجھے بھی معاف فرمادیں۔ بڑا کرم ہوگا۔ امید ہے معافی کی قبولیت کا مژدہ جانفزا جلدی روانہ فرمائیں گے۔ (۱۳ شوال المکرم ۱۴۱۴ھ)

راؤ سلطان مجاہد الطاہری

سینئر انجینئر، اوکاڑہ

آپ کی مختلف کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ماشاء اللہ انداز تحریر بے حد پیارا اور وزنی ہوتا ہے۔ ہلکے اور بازاری الفاظ سے مبرا تحریریں ہی آج کے دور میں قابل قبول وستائش رہ گئی ہیں۔ ایسی تحریریں ہر طبقہ میں پسند کی جاتی ہیں اور پراثر ہوتی ہیں، دوسرے پر بے جا تنقید اور بے جا جملے دراصل صحیح موقف کو کمزور کر دیتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگوں میں یہ تحریریں آج کل نفرت کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔

ماشاء اللہ آپ کی تحریریں ان آلائشوں سے پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت آپ کو دی ہے، اس کا شکر ہے۔ آپ کو مبارک باد ہو۔

آپ کی بے شمار مصروفیات ہوں گی اور آپ نے مختلف کام کرنے کی ترجیحات قائم کر رکھی ہوں گی۔ مگر میں یہ گستاخی کر رہا ہوں کہ آپ تمام کام کریں۔ مگر ایک عظیم کام یہ بھی کریں کہ برصغیر کی ایک صحیح تاریخ پر مشتمل کتاب لکھیں جس میں مخالفین کا ذکر بھی کریں اور دل کھول کر کریں مگر ان کا جتنا کردار تاریخ میں تھا وہی بیان کریں جس سے یہ نہ ہونے پائے کہ کسی تعصب یا جانبداری کے سبب یہ کتاب لکھی ہے۔ بلکہ تعصب اور جانبداری سرے سے ذہن میں موجود ہی نہ ہو، یہ تاریخ منظر عام پر آنے کے بعد ہمیں ایک صحیح تاریخ نصیب ہو جائے گی اور آئندہ نسلوں پر آپ کی یہ خدمت ایک موثر انعام ثابت ہوگی۔ (۱۹۸۶-۲-۸)

پروفیسر غلام سرور رانا

۳ چوبرجی پارک، لاہور

محترمی مکرمی جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور ظہور صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ سے رابطہ قائم کیا جائے۔ کیونکہ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں آپ نے خاصا کام کیا ہے۔ میں بھی پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے مقالہ تحریک پاکستان میں مشائخ کرام کے رول پر لکھ رہا ہوں۔ آپ اس سلسلے میں جو اعانت فرما سکیں اس سے نوازیں۔ خاکسار ممنون و متشکر ہوگا۔

(بدون تاریخ لفافہ کی پشت پر ڈاکخانہ کی مہر میں ۲۱ فروری ۱۹۸۱ء درج ہے)

پروفیسر محمد ایوب قادری

﴿۱﴾

آپ کا ارمغان علمی مولانا ابوالکلام آزاد (کی تاریخ شکست) موصول ہوا۔ جس کے لئے تہہ دل سے شکر گذار ہوں۔ ابو سلمان صاحب کو ان کا حصہ پہنچا دیا تھا۔

(۴ اگست ۱۹۸۰ء ، بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور)

﴿۲﴾

آپ کی تازہ تالیف ''ابوالکلام کی تاریخی شکست'' ملی۔ آپ تحریک آزادی سے متعلق مواد شائع کر کے مفید علمی کام کر رہے ہیں۔ اس میں تاریخی پس منظر بھی ہوتا ہے۔ اور تحقیق و تلاش بھی مذکورہ رسالہ بھی ان خصوصیات کا حامل ہے.........بہر حال آپ کی مساعی جمیلہ قابل مبارک باد ہیں۔ (۱۲ مارچ ۱۹۸۱ء)

ظہور الدین خان

سیکرٹری مرکزی مجلس رضا، لاہور

﴿۱﴾

احقر کے پاس الفاظ نہیں جن سے شکریہ ادا کرے کہ آپ نے

اپنا قیمتی وقت صرف کر کے کتاب کی شوکت میں چار چاند لگا دیئے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ انڈیا سے مطبوعہ امام احمد رضا نمبر مل چکے ہیں اس لئے جو نمبر آپ کے پاس موجود ہے۔ وہ اب آپ کی نذر ہے۔(۷۷-۱-۹)

﴿۲﴾

آج کل ہمارے مخالفین نے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ''اتحاد'' میں انتشار کی وجہ سے پروپیگنڈہ کا آغاز کر دیا ہے۔ ابتدائی کاروائی آپ گذشتہ ہفتہ کے شمارہ صحافت لاہور میں ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ اس کے علاوہ مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمۃ کی کتب و رسائل کا بڑے زور و شور سے پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ ایک کتابچہ تحریک پاکستان میں بریلوی کا کردار (آپ کے پاس موجود ہے) کی مہم بھی چلانی شروع کر دی ہے۔ اور اہل حدیث بھی اپنی جگہ سرگرم نظر آرہے ہیں۔ چونکہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان کا پراپیگنڈہ تیز تر ہوتا جائے گا۔ اس لئے حکیم صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' کو فوری طور پر یعنی ایک دو ماہ کے اندر شائع کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں نیازی صاحب نے آپ کو زبانی بھی پیغام دیا ہوگا۔ جو کچھ آپ اب تک تحریر فرما چکے ہیں اور جو بقیہ آئندہ تحریر فرمائیں گے اس کو ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے نام سے شائع کیا جائے گا اور مذکورہ خطبات بھی اس میں شامل ہوں گے۔ امید ہے کہ آپ بھی اس مفید تجویز سے اتفاق کریں گے۔ اور مخالفین جو طوفان اٹھانا چاہتے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز بند ہو جائے گا۔(۱۴ فروری ۱۹۷۸ء)

﴿۳﴾

حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب قبلہ نے حضرت والد مرحوم کی تاریخ وفات نکالی ہے۔ جو ارسال خدمت ہے۔

حکیم صاحب فرمارہے ہیں کہ آپ کا یوم رضا کے روز ۹ بجے صبح موجود ہونا ضروری ہے، وہ اس لئے کہ اہل سنت کے جتنے بزرگ گذشتہ سال کے دوران انتقال فرما گئے ہیں ان سب کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کرنی ہے اور حسب سابق یہ ڈیوٹی آپ کے ذمہ ہے۔

۷۸۶

تاریخ وفات حضرت مولانا خواج دین رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم=۷۸۶

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ=۶۱۹

۷۸۶+۶۱۹= ۱۴۰۵ھ

﴿۴﴾

آپ نے خلفائے (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) در حرمین شریفین میں قابل قدر تفصیلی اضافے فرمائے، جس کے لئے احقر آپ کا بے حد ممنون و مشکور ہے۔ آپ نے گذشتہ سال تقریب کے طور پر کچھ صفحے تحریر فرمائے تھے لیکن بدقسمتی سے ضائع ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ اب تحریر فرمادیں تو ان کو مسعود صاحب کے افتتاحیہ کے بعد لگا دیا جائے۔ احقر کی خواہش ہے کہ آپ ضرور تحریر فرمائیں اگرچہ بظاہر آپ اس میدان میں نو وارد سہی لیکن حقیقت میں آپ کی تحریر میں بہت خوبیاں ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست

(۹ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ)

﴿۵﴾

قبلہ حکیم صاحب نے (جو آپ نے سلطان اور خلیفہ کی بحث بلکہ وضاحت فرمائی) بہت پسند کی ہے۔ بہر حال آپ کا مضمون صادق قصوری صاحب کو برائے اضافہ ارسال کر دیا گیا ہے۔ احقر عنقریب یعنی دس پندرہ روز میں آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوگا۔ ان شاء اللہ (۲۹ جولائی ۱۹۷۶ء)

﴿۶﴾

''تقریب'' کے لئے احقر آپ کا تہہ دل سے ممنون ہے۔ ماشاءاللہ خوب۔ تمام تاریخ کو بڑے احسن طریقہ سے سمیٹا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی اس پر خلوص کوشش کو قبول فرمائے اور عامۃ الناس اس رہنمائی سے فائدہ اٹھائیں۔ (۲۴ رمضان المبارک یوم جمعۃ الوداع سن ندارد)

﴿۷﴾

جناب پروفیسر (محمد مسعود احمد صاحب مظہری) کا مکتوب محررہ ۳۱ اگست ۱۹۷۷ء ابھی ابھی موصول ہوا۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔ مکرمی مولانا محمد جلال الدین صاحب کا خط آیا تھا۔ انہوں نے بعض قیمتی علمی تحفے بھیجے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (۲۰ رمضان۔ سن ندارد)

﴿۸﴾

آپ کے اضافوں کے ذکر سے آپ کی مراد شاید تقریب میں ذکر کرنے کی ضرورت ہے۔ احقر تو اس بات کا قائل ہے کہ ایک حقدار کو اس کا حق ضرور ملنا چاہیے۔ اور اس کا بہترین طریقہ یہ تھا کہ آپ کا اسم گرامی کتاب کے سرورق پر صادق قصوری کے نام کے ساتھ آنا چاہیے۔ اور مجھے اس سلسلے میں مولانا عبدالحکیم شرف صاحب نے بھی کہا، احقر بھی ایسا ضرور کرتا، لیکن صادق صاحب شاید برا منائیں۔ کیونکہ یہ اضافے احقر نے اپنی مرضی سے کرائے ہیں۔ بہرحال احقر اب صرف اتنا کر رہا ہے کہ نظر ثانی کے ساتھ آپ کے اسم گرامی کی کتابت ضرور کرائے گا۔ باقی اللہ تعالیٰ آپ کو اس خلوص کا اجر عطا فرمائے۔ (۱۵ رمضان المبارک، سن ندارد)

﴿۹﴾

آپ نے جن ۳۷ خلفائے حرمین شریفین کی الاجازات المتینہ اور ملفوظ حصہ دوم کے حوالے سے نشان دہی فرمائی ہے۔ دونوں مذکورہ کتابوں پر پنسل کے ساتھ نشان لگادیں۔ ہم قصوری صاحب سے ان کا جتنا تذکرہ آسکا کتاب میں کرادیں گے۔ قصوری صاحب نے دونوں کتب الاجازات المتینہ اور ملفوظ حصہ دوم کا بالکل مطالعہ نہیں کیا۔ اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی قابل داد ہے۔ (۱۸ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

﴿۱۰﴾

آپ کی پرخلوص مساعی جمیلہ رنگ لا رہی ہیں۔ اس کا دوسرا ایڈیشن جلد شائع کرنا پڑے گا۔ (۲۷ جنوری، ۱۹۸۱ء)

صوفی عبدالستار طاہر مسعودی مظہری، لاہور

﴿۱﴾

ایک اندازے کے مطابق تقویۃ الایمان کے رد میں لکھی گئی کتب کی تعداد پچاس سے تجاوز کر چکی ہے۔ براہ کرم اس سلسلہ میں اب تک لکھی گئی کتب کی معلومات مع نام مصنفین درکار ہیں۔ درج ذیل کے علاوہ جس قدر آپ کے علم میں ہوں، براہ کرم مطلع فرمائیں۔

۱۔ معید الایمان — مولانا مخصوص اللہ (قلمی)
۲۔ حجۃ العمل فی اثبات الحیل — مولانا محمد موسیٰ
۳۔ شرح الصدور — مولانا شاہ مخلص الرحمٰن عرف جہانگیر شاہ
۴۔ تقویۃ الایمان اور اسماعیل دہلوی، حضرت زید ابو الحسن فاروقی مجددی
۵۔ نور و نار — پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۶۔ تعارف تقویۃ الایمان — مولانا مفتی محمد امین
۷۔ تقویۃ الایمان کا تحقیقی جائزہ — علامہ اختر شاہ جہانپوری (قلمی)

امید ہے آپ اس سلسلہ میں ضرور تعاون فرمائیں گے۔
(۲۲ جمادی الآخر ۱۴۰۹ھ)

﴿۲﴾

میں ان دنوں ''کنز الایمان ارباب علم و دانش کی نظر میں'' پر

کام کررہا ہوں۔ آپ سے التماس ہے کہ براہ کرم اپنے خزینۂ علم سے مجھ دریوزہ گر پر بھی کچھ مرحمت فرمائیں۔ وہ یہ کہ مخالفین اعلیٰ حضرت جن میں وہابیہ، اہل حدیث وغیرہ شامل ہیں کے تاثرات برائے کنز الایمان شریف۔ یوں تو میں نے اپنی تحریر مقدور بھی مکمل کرلی ہے۔ لیکن پھر بھی آپ ایسے ثقہ اہل علم صاحبان سے جو مل جائے اسے برکت کے لئے شامل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ویسے بھی میں طفل مکتب ہوں آپ ایسے مخلصین کی دعاؤں کے طفیل آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ لیتا ہوں۔ (۲ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ)

﴿۳﴾

آپ سے استدعا ہے کہ براہ کرم وعنایت آپ قبلہ حکیم صاحب سے ملاقاتوں، خط وکتابت کے آئینے میں اپنی یادداشتیں قلم بند فرما کر مرحمت فرمائیں تاکہ چراغ راہ کا کام دیں۔ خدارا اس استدعا کو موانعات میں محصور نہ کیجئے گا۔ (۲-۶-۱۴۱۱ھ) بمطابق (۲۰-۱۲-۱۹۹۰ء)

﴿۴﴾

پاکستان میں ترویج واشاعت رضویات کی تحریک تو حضرت محمد معصوم شاہ صاحب سے ہوئی۔ ان کا رضوی کتب خانہ نور رضویات کو خواص تک پہنچانے کا منبع بنا اور اس کے ساتھ ساتھ شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رضوی قدس سرہ العزیز کی مساعی آب زر سے لکھی جانے کے قابل ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عوام الناس تک اور گلی گلی، قریہ قریہ، مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کے نغمے الاپنے اور دلوں میں اس کے خالق کی محبت کے گلزار کھلانے میں حکیم اہل سنت، فخر الاطباء، شفاء الملک، مخدوم مات حکیم محمد موسیٰ امر تسری ثم لاہوری دامت برکاتہم العالیہ کا تحریکی رول کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ اس سفر تاریخ کے عینی شاہد ہیں۔ بلکہ اس قافلہ سالار کے ساتھ ساتھ رہے ہیں، چلے ہیں، اٹھے بیٹھے ہیں۔ آپ کا سینہ اس تحریک اور بانی تحریک سے وابستہ یادوں کا خزینہ ہے۔ اس خزینہ کو دفن نہ کیجئے، اسے مبرہن کیجئے۔

ہم نوجوانوں کو اور آج کی نسل کو اسلاف سے اور ان کے سنہرے کارناموں اور ان کی مطہرہ حیات سے بے بہرہ نہ رکھیے۔ تاریخ کا یہ فرض انہوں نے ہرگز نہیں اتارنا جن کے تعاقب اور سرکوبی میں قبلہ حکیم صاحب کے جلو میں آپ حضرات سرگرم عمل رہے۔ یہ کام آپ متعلقین ہی کے کرنے کا ہے۔ یہ علالت، نقاہت اور سن پیری کسی کے سند یسے ضرور ہیں لیکن اس قرض کو ہم تو اتارنے سے رہے۔ (یکم رجب المرجب ۱۴۱۱ھ)

محمد صادق قصوری

برج کلاں قصور

﴿۱﴾

یہ سن کر از حد خوشی ہوئی کہ خلفاء اعلیٰ حضرت کا مسودہ جناب کی نظر اقدس سے گذرا۔ اور آپ نے اس میں کچھ ترامیم کیں اور چند ایک غلطیوں کی اصلاح بھی کی۔ میں اس عنایت وکرم کے لئے از حد شکر گذار ہوں اور دعا گو۔ اگر مزید ترامیم بھی درکار ہوں تو آپ فراخدلی سے کریں۔ مجھے از حد خوشی ہوگی۔ میں ان لوگوں سے نہیں ہوں جو اپنی غلطیوں، کمزوریوں اور خامیوں پر چراغ پا ہوجاتے ہیں۔ میں تو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا برملا اعتراف کرکے روحانی فرحت محسوس کرتا ہوں۔ (۲۰ ستمبر ۱۹۷۶ء)

﴿۲﴾

والد ماجد علیہ الرحمہ کی رحلت کا غم واقعی جانگاہ ہے۔ لیکن صبر و شکر کے سوا کوئی چارہ نہیں .... آپ کی خدمت میں جن مقالات کے لئے عرض کیا تھا وہ فل سکیپ کے دس، دس صفحات سے زیادہ نہ ہوں۔ اشد ضروری ہے۔ (۱۲ فروری ۱۹۸۵ء)

مولانا محمد حسن علی قادری رضوی

میلسی

آپ کے اخلاص و اخلاق کا معترف اور خصوصی محبت و شفقت پر شکر گذار ہوں .... آپ کا مجموعہ مرتبہ (تذکرہ محدث اعظم) کی ہر دو جلدیں بہت خوب ہیں۔ چند ایک باتوں کے سوا بہت پسند آیا۔ انداز اور زبان بھی بریلی شریف کی ہے۔ آپ کے لئے خلوص دل سے دعا کرتا رہتا ہوں۔ آپ کے مرتبہ مجموعہ میں کافی ایسا مواد ہے جو میرے زیر ترتیب مجموعہ میں بھی تھا۔ اور میرے پاس پہلے کافی مواد جمع تھا اب بعض باتوں میں توفی الواقع مجھے آپ کے مجموعہ سے استفادہ کرنا پڑے گا۔ (۱۳ رمضان المبارک، ڈاک کے لفافہ کی پشت پر ۱۹ مارچ ۱۹۹۷ء کی مہر ثبت ہے)

﴿۲﴾

یہ آپ کا کرم ہے کہ گاہے گاہے یاد فرماتے رہتے ہیں۔ ماشاء المولیٰ آپ دھن کے پکے اور جفاکش طبیعت کے مالک ہیں۔ سیدی ملجائی مرشدی مولائی آقائے نعمت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ الرضوان کی حیات طیبہ پر بڑے حسن تدبیر اور حسن ترتیب سے بہترین مواد جمع فرمادیا ہے۔ بے شک مواد و مسودہ فقیر کے پاس زیادہ ہوگا۔ لیکن شاید یہ فقیر بھی ایسی دلنشین ترتیب سے اپنا مجموعہ مرتب نہ کرسے۔ آپ سے تعاون کو دل چاہتا ہے۔ آپ وسیع القلب اور وسیع النظر بھی ہیں۔ بخل سے کام نہیں لیتے۔ کاش فقیر شروع ہی میں آپ کے حق میں دست بردار ہوجاتا۔ (۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ)

﴿۳﴾

آپ حضرات مبارک باد کے اور مسلسل دعاؤں کے مستحق ہیں .... آپ حضرات کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے اور بہت اچھا اچھا مواد آ گیا۔ (بنام مولانا مفتی محمد عبد القیوم قادری، ۱۰ شعبان سن ندارد)

﴿۴﴾

مولانا محمد جلال الدین قادری کا مرتبہ مجموعہ محدث اعظم پاکستان آپ کے اور برادرم مولانا مفتی عبد القیوم صاحب کے بے دریغ تعاون سے ماشاء المولیٰ العزیز بہت شاندار چھپا ہے اور طبیعت بہت خوش ہوئی۔ روحانی کیف و سرور حاصل ہوا۔ (بنام حضرت صاحبزادہ قاضی فضل رسول صاحب تاریخ ندارد)

﴿۵﴾

سیدی آقائے نعمت سرکار محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی حیات مبارکہ کا مجموعہ جو آپ نے مرتب فرمایا ہے فرصت کے لمحات میں اکثر دیکھتا رہتا ہوں۔ یقین کیجئے روحانی کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے بخل سے کام نہیں لیا۔ اگر فقیر نے آپ سے قلمی معاونت نہیں کی، اپنا مجموعہ چھپوانے کا عزم ہے اور اس سلسلہ میں اوائل ہی سے فقیر نے کافی مواد جمع کیا ہوا ہے۔ مگر آپ نے جس اخلاص و بے نفسی سے یہ مجموعہ مرتب فرمایا وہ قابل داد ہے۔ آپ نے گذشتہ سال تیسرے حصہ کے متعلق مژدہ سنایا تھا۔ وہ کیا ہوا؟ چھپ چکا ہے یا چھپنا باقی ہے؟ کتنے روز تک متوقع ہے؟ ضرور اور جلد مطلع فرمادیں۔ (۸ جمادی الاخریٰ سن ندارد)

عبد المجتبیٰ رضوی

بنارس، انڈیا

مقدمہ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ) شرف صدور لایا۔ ذرہ نوزی کا ممنون ہوں۔ حضرت نے ایک بہت بڑی کمی کو پورا فرمایا ہے۔ جو آپ ہی کا حق تھا۔ ان شاء اللہ العظیم وہ مقدمہ کتاب کو سمجھنے میں معاون و عقدہ کشا ثابت ہوگا۔ موصوف نے یہ مقدمہ ارسال فرما کر فقیر کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ جب کہ ہر طرف سے ناامید ہوگیا ہے۔ اس ناامیدی میں چراغ امید بن کر حضرت کی رجسٹری ملی .... حضرت سے ہمیشہ راقم الحروف دعا کا طالب رہے گا۔ امید

ہے کہ حضرت مجھے فراموش نہ فرمائیں گے۔ (۱۹۸۸-۶-۱۱)

﴿۲﴾

حضرت کا خط موصول ہوا۔ پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی اور تحقیق سفر فرما کر آپ نے گراں قدر نوازشات سے مطلع فرمایا۔ یقیناً رب قدیر کی بارگاہ میں حضرت کا وہ سفر باعث اجر وثواب ہوگا۔ (۲۸ جنوری ۱۹۸۸ء)

سید محمد حسن گیلانی

نوری کتب خانہ، لاہور

گرامی نامہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ مدت کے بعد کسی مرد خدا کو مرد کامل کے حالات زندگی کی طرف خیال ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت عطا فرمائے۔

ان شاءاللہ بندہ کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہوں گی۔ کل ان شاءاللہ گجرات اپنے آبائی گاؤں جا رہا ہوں۔ وہاں چار پانچ روز قیام ہوگا۔ پھر واپس آکر اپنی ہمت کے مطابق لکھوں گا۔ مجھے تو یہ ہی بہت خوشی ہوئی ہے کہ کسی مرد خدا نے حضرت کے حالات زندگی کے متعلق سوچا ہے۔ کیونکہ دوسرے حضرات تو مرنے کے بعد بہت جلد کتابیں لے آتے ہیں۔ بلکہ مرنے سے پہلے ہی وہ مسودہ تیار رکھتے ہیں۔ مگر ہم برسوں تک بھی خیال نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ لکھنے کی ہمت عطا فرمائے۔

اگر وقت ملے تو بروز اتوار مورخہ ۱۹۸۶-۱-۵ کو چک سادہ تشریف لائیں تو ملاقات بھی ہو جائے گی۔ چک سادہ شاہ دولہ گیٹ سے تین چار میل مشرق کو ہے۔ تانگہ، ویگن عام مل سکتے ہیں۔ جس جگہ تانگہ سے اتریں گے وہاں ان شاءاللہ ہم موجود ہوں گے۔ (۱۹۸۶-۱-۲)

مورخ لاہور، محمد دین کلیم قادری

گڑھی شاہو، لاہور

راقم الحروف ایک کتاب بنام ''تذکرہ مشائخ قادریہ'' ترتیب دے رہا ہے جو ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہوگی۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اپنے قادری بزرگان کے حالات ارسال کر دیں تا کہ شامل کتاب کئے جائیں۔ (۱۹۸۷-۳-۱۵)

محمد حامد ہاشمی

نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی، لاہور

بندہ ناچیز حقیر پر تقصیر، نائب اعلیٰ حضرت ومحدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے بعنوان ''محدث اعظم پاکستان کی دینی وملی خدمات'' ایک مقالہ لکھ رہا ہے۔ جس میں دینی وملی خدمات کے متعلق مواد چاہیے۔ اور خاص طور پر آپ کی زندگی کے ابتدائی حالات، تحریک پاکستان میں کردار اور بیت اللہ پاک میں جو نجدیوں کے ساتھ مباحثہ علی الغیب یعنی نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر جو مناظرہ ہوا تھا۔ اس کی دستاویز یا دستاویز کی فوٹو سٹیٹ چاہیے۔ اور خاص طور پر وہ دستاویز جو آپ نے گورنر مکہ سے بطور سند حاصل کی تھی اس کی فوٹو سٹیٹ چاہیے۔ تا کہ مقالہ میں یہ بات ظاہر کی جا سکے کہ واقعی مکہ والوں نے آپ کو محدث تسلیم کیا اور ھذا المحدث، ھذا ولی اللہ اور ھذا اشیخنا کے نعروں سے پکار اٹھے۔
(لفافہ کی پشت پر ۸ مئی ۱۹۸۶ء ڈاک خانہ کی مہریں بمشکل پڑھا جاتا ہے)

سید صابر حسین شاہ بخاری

برہان شریف اٹک

بندہ ایک کتاب بعنوان ''امام احمد رضا قدس سرہ مخالفین کی نظر میں'' اور دوسری ''امام احمد رضا مشائخ عظام کی نظر میں'' مرتب کر رہا ہے۔ آپ سے استمداد کی اپیل کی جاتی ہے۔ براہ کرم اس سلسلے میں امداد فرمائیں۔ (۱۹۸۸-۳-۴)

ڈاکٹر ابو سلیمان شاہ جہانپوری

۹/۱ علی گڑھ کالونی، کراچی ۴۱

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی پر ایک نوٹ لکھنا ہے۔ بقدر

ڈیڑھ دو صفحہ فل اسکیپ سائز کے۔ اس سلسلے میں میں نے حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری اور محمد عالم مختار حق صاحب کو خط لکھا تھا۔ انہوں نے آپ سے رجوع کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ اس موضوع پر کام کر رہے ہیں۔ آپ کا کام یقیناً بہت مفصل ہوگا۔ میرے پیش نظر اتنی تفصیل نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کے قیام کی تاریخ، قیام کے مقاصد اور خدمات کے مختلف پہلو سامنے آجائیں اگر اس کی مطبوعات کی فہرست بھی مرتب ہو جائے تو کیا کہنا۔

اگر آنجناب اس سلسلے میں بنیادی معلومات اور اہم ڈاکومنٹس سے استفادہ کا موقع عنایت فرمائیں تو بڑا کرم ہوگا۔ اس سلسلے میں آپ جو ڈاکومنٹس مہیا فرمائیں ان کے فوٹو اسٹیٹ ضروری ہوں گے اور اس سلسلے میں جو بھی خرچ ہو نیز اگر کچھ رسائل قیمت سے مہیا ہوسکیں اور دیگر اخراجات جو بھی متوقع ہوں مجھے پہلے ہی لکھ دیجئے تاکہ آپ اس سلسلے میں زیر بار نہ ہوں۔ مطلوبہ رقم فوراً روانہ کر دی جائے گی۔

جماعت رضائے مصطفیٰ کے علاوہ مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور کے بارے میں نیز اہل السنّت والجماعت (بریلوی مکتبہ فکر) کے کسی اور ادارے یا انجمن نے ملک کی آزادی کے لئے اور تحریک پاکستان میں کوئی کسی قسم کی کم یا بیش خدمت انجام دی ہو، اس کے بارے میں ڈاکومنٹری انفرمیشن سے استفادکا موقع دیں۔

(۱۹۸۵-۹-۲۱)

﴿۲﴾

گرامی نامہ اور تحفہ سامی رسالہ ''امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم'' نے شاد کام کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس محبت و اخلاص کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

مفکر و ماہر تعلیم آج کل جن معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان معنوں میں تو اعلیٰ حضرت مفکر تعلیم یا ماہر تعلیم نہ تھے۔ لیکن ہمارا قدیم نصاب ذہن و فکر کے جو خصائص پیدا کر دیتا تھا اس نہج پر حضرت کی حیثیت کا جائزہ لینا کچھ بعید از عقل بھی نہیں۔ لیکن اس رسالے کی تالیف میں اصل اظہار آپ کی مولفانہ خوبیوں کا ہوا ہے۔ آپ نے زیرہ افکار کو جمع کر کے ذخیرہ بنا دیا ہے۔ اس کی داد دینا چاہیے۔ لیکن چوں کہ یہ میرا میدان نہیں اس لئے اگر میں داد دوں بھی تو یہ ایک سخن ناشناس کی داد ہوگی۔ (۱۹۸۵-۱۱-۱۶)

﴿۳﴾

اب میں نے آپ کے مرسلہ صفحات علمیہ و تاریخیہ و رسالہ نادرہ کے فوٹو اسٹیٹ بنوا لئے ہیں۔ اور جب یہ خط پوسٹ کیا جائے گا تو ساتھ ہی آپ کے مرسلہ تمام میٹریل بھی بذریعہ رجسٹری روانہ خدمت کر دیا جائے گا۔ اور یہ خط اور رجسٹری آگے پیچھے یا ساتھ ساتھ ہی خدمت میں پہنچے گی۔

آپ نے جو چیزیں روانہ فرمائی تھیں اور اب یہ واپسی ڈاک خدمت میں پہنچیں گی وہ نہایت قیمتی علمی مواد ہے۔ میں ان مفید معلومات کے مطالعہ سے محظوظ ہوا اور طبیعت نہایت مسرور ہوئی، لیکن میں اس حظ و سرور کے مقابلے میں آپ کے اخلاق کریمانہ اور عنایات و اکرام سے متاثر ہوا۔ آپ نے ایک دور افتادہ طالب و شائق علم پر جو اعتماد فرمایا اس کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ آپ نے اپنے علو اخلاق اور ایثار بے مثال سے مجھے اپنا عقیدت کیش و نیاز مند بنا لیا۔ میں نے پوری احتیاط سے آپ کے کاغذات کا ایک ایک پرزہ رجسٹرڈ روانہ کیا ہے۔ ان شاء اللہ اس میں کوئی ذرا سی بھی کمی آپ نہ پائیں گے۔

میں اس دوران میں اس بات سے خوف زدہ رہا کہ کوئی پرزہ اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔ اب جب تک آپ کا گرامی نامہ نہ آجائے برابر فکر مند رہوں گا۔ براہ کرم رجسٹری کی وصولی سے فوراً مطلع فرمائیے۔

ایک گذارش آپ سے یہ ہے کہ آئندہ اپنی جماعتوں اور دیگر تحریکوں کے بارے میں کوئی مفید حوالہ نظر سے گذرے تو اس سے

استفادے میں خاکسار کو بھی شریک فرما لیجیے۔ اور کبھی کوئی نایاب کتاب یا رسالہ ہاتھ آئے تو خاکسار کو نہ بھولیے گا۔ (۱۹۸۵۔۱۱۔۳)

﴿۴﴾

کل آپ کا گرامی نامہ پہنچا اور ساتھ ہی چند کتابوں کی فوٹو اسٹیٹ چند صفحے رسالۂ اشرفی، چند صفحے رسالہ تحذیر الحنفیہ اور چند صفحے برکات مارہرہ و مہمانان بدایوں کے ایک صفحے پر آپ نے روزنامہ خلافت بمبئی کی ایک خبر کا اقتباس بھی اپنی قلم سے نقل فرمایا ہے۔ آپ کی اس عنایت کے لئے بہ صمیم قلب آپ کا شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس علمی تعاون کے لئے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آپ نے گرامی نامہ میں بھی نہایت مفید معلومات سے استفادے کا موقع بہم پہنچایا ہے۔ (۱۹۸۵۔۱۰۔۱۱)

﴿۵﴾

جو چیزیں آپ نے ارسال فرمائی ہیں انہیں دیکھ کر طبیعت خوش ہوئی۔ بلاشبہ ان میں میرے لئے بعض نئی معلومات ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ جس چیز نے قلب کو متاثر کیا وہ آپ کے اخلاق کریمانہ ہیں۔ آپ نے للہ فی اللہ اس خاکسار پر جو اعتماد فرمایا ہے۔ اس کا اصل اجر تو خدا کے پاس ہے وہ ضرور اپنی عنایت و توجہ سے آپ کو نوازے گا۔ (۱۹۸۵۔۱۰۔۲۴)

سید غلام محی الدین اندرابی

کھیالی محلہ غربی، گوجرانوالہ

﴿۱﴾

دو کتب موصول ہوئے نہایت شکریہ، دعا ہے اللہ کریم و رحیم آپ کو مع جملہ کارکن حضرات جنہوں نے اس کارِ خیر میں کوشش بلیغ سے کام لیا ہے۔ اجر جزیل اور خیر دارین عطا فرما کر زیادہ دین کی خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

(۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ)

﴿۲﴾

آپ نے ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' تحریر فرما کر سواد اعظم کا ایک عظیم فریضہ ادا کیا ہے۔ جزاک اللہ تعالیٰ احسن الجزاء وفی الدارین خیرا کثیرا۔ (۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ)

﴿۳﴾

الٰہی بخت تو بیدار بادا

ترا دولت ہمیشہ یار بادا

گل اقبال تو دائم شگفتہ

بچشم دشمنانت خار بادا

(۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ)

ملک رشید احمد ایم۔ اے علیگ

پرنسپل ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، افضل پور

نتیجہ تو آپ نے دیکھ ہی لیا ہوگا۔ آپ فسٹ ڈویژن میں ۵۱۷ نمبر لے کر کامیاب ہوئے۔ مبارک باد۔ خوشی کے ساتھ افسوس بھی ہے کہ آپ ۸ نمبروں کی کمی پر ریجن میں سیکنڈ آئے ہیں۔ آئندہ اتوار میرے ساتھ ضرور ملاقات کریں۔

(کارڈ پر ۲۳ جون ۱۹۶۶ء ، ڈاک خانہ کی مہریں پڑھا جاتا ہے)

محمد ارشد، محلہ غلام خان، حسن ابدال

آپ کی عظیم تالیف ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' پڑھی۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ بہت ہی قابل قدر اور قیمتی کتاب ہے۔ ان شاء اللہ اب کوئی مورخ یہ گلا نہ کر سکے گا کہ سنیوں کی تحریک پاکستان کے بارے میں خدمات پر مواد دستیاب نہیں ہوگا۔

اب آل انڈیا سنی کانفرنس کی خدمات کو نظر انداز کر کے تحریک پاکستان کی کوئی تاریخ مرتب نہیں ہو سکے گی۔

یہ مواد آج سے بہت پہلے منظر عام پر آجانا چاہیے تھا۔ اس ضمن میں تاخیر سے اہل سنت و جماعت کو بہت نقصان پہنچا۔ بہر حال اب

بھی اس کی اشاعت سے تعصبات کا گرد و غبار بہت جلد صاف ہو جائے گا۔ آپ کی زیر ترتیب ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس'' جس قدر جلد ممکن ہو منظر عام پر آنی چاہیے۔ اس وقت ایسی کتاب کی اشد ضرورت ہے۔

نظریہ پاکستان کے بارے میں نصابی کتابوں میں مناسب حذف واضافہ اور ترمیم و تنسیخ کے لئے حکومت نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ آپ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی گرانقدر خدمات کو نصاب میں مناسب مقام دلانے کی کوشش فرمائیں۔ اس کمیٹی کے سامنے متعلقہ مواد پیش کریں تاکہ آئندہ ہمارے تمام طلبا بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔ (۱۹۷۹۔۱۔۱۶)

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

مدیر جہان رضا، لاہور

﴿۱﴾

حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی مجالس میں بیٹھنے والا کون سا اہل ذوق ہے جسے آپ سے متعارف نہ کرایا گیا ہو۔ پھر آپ کے رشحات قلم مرکزی مجلس رضا کی وساطت سے ملک کے گوشے گوشے کو منور کررہے ہیں۔ جس سے دور دراز رہنے والے حضرات بھی آپ سے واقف ہوگئے۔ راقم بھی حکیم صاحب اور میاں زبیر صاحب اور دوسرے احباب کی مجالس میں آپ کی علمی شناسائی کا دعویٰ دار ہے۔ آج ''امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم'' دیکھا تو آپ کی یاد تازہ ہوئی۔ اس موضوع پر ایک عرصہ سے نگاہیں مطالعہ کی منتظر تھیں۔ مجھے آپ کی غیر مطبوعہ کاوش کی ایک جھلک دیکھتے ہوئے ترجمہ فتوحات مکیہ جلد اول (نصف) ۱۹۷۰ء سے دلچسپی پیدا ہوئی کہ اس ترجمہ کو زیور طبع سے آراستہ کیا جائے، اس سے پہلے کئی سال ایک قادیانی کا ترجمہ چند جزو میں طبع ہوا۔ مگر خالی از نور ولطف تھا۔ ان دنوں ہمارے ایک فاضل پروفیسر محمد صدیق آف فیصل آباد ترجمہ کر رہے ہیں۔ مگر مجھے ان کا اسلوب نگارش اتنا پسند نہ آیا۔ کیا آپ مکتبہ نبویہ کو یہ اعزاز بخشیں گے کہ ابن عربی کی یہ نادر کتاب اردو میں اس کی نگرانی میں چھپے۔ کیا آپ اس مسودہ کو ۱۹۷۰ء کے مسودات سے نکال کر از سر نو جلوہ بدھ کی طرف قدم اٹھائیں گے۔ (۱۶ نومبر ۱۹۸۵ء)

نوٹ: افسوس یہ ترجمہ ضائع ہوگیا۔ اور پیرزادہ صاحب کی پیش کش کو پورا نہ کیا جاسکا۔

﴿۲﴾

آپ کو یاد ہوگا کہ ایک سال پیشتر میں نے گذارش کی تھی کہ آپ اعلیٰ حضرت پر کچھ لکھ کر بھیجیں۔ مگر آپ نے طبیعت کی خرابی کی وجہ سے میری گذارشات کو التوا میں رکھا۔ وقت آگیا ہے کہ آپ سے دوبارہ التماس کی جائے کہ آپ جہان رضا کے لئے کوئی مقالہ لکھ کر کرم فرمائیں۔ (۱۹۹۴۔۵۔۱۷)

﴿۳﴾

آپ نے ایک تحقیقی مضمون ارسال کیا ہے۔ جس کے لئے ممنون ہوں۔ ان شاء اللہ جہان رضا میں چھپے گا اور ''صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کے لئے'' آپ کا مضمون چند علماء نے جو اس وقت مکتبہ میں موجود تھے پڑھا اپنی اپنی استعداد کے مطابق رضا اور رضا پر بڑی اچھی گفتگو ہوئی۔ میرا خیال ہے مضمون چھپنے پر اہل ذوق قلم اٹھائیں گے۔ (۱۹۹۳۔۴۔۶)

﴿۴﴾

میرا دل چاہتا ہے کہ آپ جیسا صاحب علم وقلم عالم دین اس موضوع پر قلم اٹھائے اور برصغیر پاک و ہند میں خدمات واشاعت احادیث پر جو کام ہوا ہے اسے سامنے لائے۔ ہمارے اکثر علماء ان موضوعات پر سنجیدہ نہیں۔ (۱۹۹۵۔۶۔۲۶)

﴿۵﴾

لاہور تشریف آوری کے دوران مکتبہ میں آمد کا تہہ دل سے

ممنون ہوں۔ آپ کی آمد سے دلی مسرت ہوئی۔ اس طرح آپ کی وساطت سے آپ کے احباب سے بھی ملاقات ہوگئی۔ دورانِ گفتگو آپ نے حضرت ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری کے خطوط کا ذکر کیا تھا۔ اگر چہ آپ نے ان کے فوٹو اسٹیٹ بھیجنے کا وعدہ ایفا کر دیا ہوگا۔ مگر صرف یاد دہانی کے طور پر عرض گذار ہوں کہ فرصت اول میں یہ تحفے روانہ فرمائیں۔ میں انہیں علی گڑھ بھیجنا چاہتا ہوں۔ (۱۹۹۳-۱۲-۲۹)

﴿۶﴾

میرا یہ گلہ اپنی جگہ کسی حد تک درست ہے کہ آپ کی نظر التفات سے محروم ہوں۔ آج بمبئی کا سہ ماہی ''افکار رضا'' آیا تو آپ کا ایک مضمون ''گورداسپور کا ایک نوجوان'' پڑھا، دل خوش ہوگیا۔ آپ نے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و خدمات کو جس انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ آپ کا کمال ہے۔ آپ کی تحریر سے مجھ راحت ہوتی ہے۔ آپ نے ایک نوجوان کو جس انداز سے فیصل آباد میں اہل سنت کی فقہی دنیا کا امام بنا کر پیش کیا ہے۔ اس پر داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ بس مبارک باد قبول ہو۔ (۱۹۹۹-۸-۱۸)

﴿۷﴾

آپ (مولانا محمد جلال الدین قادری) علماء اہل سنت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ صاحب علم و قلم ہیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر بڑا کام کیا، اور آپ کی شخصیت پر پُر مغز مقالات لکھے، ''مرکزی مجلس رضا'' کے مستقل رفیق قلم ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے نظریات کے ترجمان حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ، فیصل آبادی کے حالات پر دو ضخیم جلدیں لکھ چکے ہیں۔ اپنی تدریسی مصروفیات کے باوجود خیابان رضوی کی آبیاری میں مصروف رہتے ہیں۔ (دسمبر ۱۹۹۱ء ص ۸)

﴿۸﴾

کتاب ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں میاں محمد صادق قصوری صاحب نے ابتداء میں ۵۳ خلفاء کے حالات شامل کئے تھے۔ بعد میں مولانا محمد جلال الدین قادری زید مجدہ نے ۳۵ خلفاء کے حالات کا اضافہ کیا۔ فجز اھم اللہ احسن الجزاء'' (جنوری ۱۹۹۷ء، ص ۱۸)

محمد سلیم قادری رضوی

معرفت محمد یوسف ۱۸/۷۷، ۱۱جی نیو کراچی

آپ کی کتاب ''محدثِ اعظم پاکستان'' پڑھی۔ حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر عظیم کتاب ہے، اس کتاب کے لکھنے پر میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر عظیم کتاب لکھ کر آپ نے اہل سنت پر احسان عظیم کیا ہے۔ (۱۲ رجب المرجب ۱۴۱۴ء)

محمد نیاز صدیقی

۳/۸۹۸ لیاقت آباد، کراچی نمبر ۱۹

میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی صاحب کا عقیدت مند ہوں اور ان کے نظریہ تعلیم پر ایم فل کی سطح پر جامعہ کراچی سے تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر مسعود صاحب نے مجھے آپ کا پتہ فراہم کیا اور آپ سے رابطے کے لئے کہا کہ آپ نے بھی اعلیٰ حضرت کے نظریہ تعلیم پر مقالہ لکھا ہے۔ میں اس کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ تحقیق کے سلسلے میں ابتدائی خطوط واضح ہو سکیں۔ اور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر تحقیق کا کام آگے بڑھ سکے۔

امید ہے آپ مجھے اپنے مقالے کی ایک کاپی عنایت کر کے میری اولین رہنمائی فرمائیں گے۔ (۱۹۸۸-۸-۴)

حاجی محمد حنیف طیب

سابق وفاقی وزیر

اسلامی تحقیقاتی و مشاورتی بیورو نے نظام تعلیم کی اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ٹھوس بنیادوں پر کام شروع کیا ہے۔

اس سلسلے میں وہ آپ کے تعاون کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ ویسے بھی یہ قومی و ملی فریضہ ہے۔

ادارہ کے سیکرٹری ڈاکٹر خالد علی انصاری کا مکتوب آپ کو موصول ہو چکا ہوگا۔

امید ہے کہ آپ ان سے قلمی و علمی تعاون فرمائیں گے۔ جس کے لئے میں ذاتی طور پر آپ کا ممنون ہوں گا۔ (۱۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

شاہ محمد اشرف رضا قادری

خلف الرشید

حضرت شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی

ایک مسئلہ پر آپ کی راہنمائی درکار ہے۔ امید ہے مدد فرمائیں گے۔ میں ایک مقالہ ''امام احمد رضا بریلوی اور اعلیٰ حضرت گولڑوی اعتقادی، فکری اور سیاسی ہم آہنگی'' تحریر کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سے گذارش ہے کہ ان کتب کے نام تحریر فرما دیں جو میرے مقالہ سے متعلق ہوں۔ (۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ)

محمد شہاب الدین رضوی

مدیر سنی دنیا

محلہ سوداگراں، بریلی شریف

﴿۱﴾

احقر کی کتاب ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء'' چھپ گئی ہے۔ اس میں آپ کا تذکرہ بھی شامل ہے۔ آپ کی کتاب ''محدث اعظم پاکستان پڑھ رہا تھا اس میں آپ نے مسجد شہید گنج، لاہور کا ذکر کیا ہے اور حاشیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے تفصیل سے ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی ہے، عرض ہے کہ اگر یہ کتاب چھپ چکی ہے تو بھیج دیں اور اگر نہیں چھپی تو قلمی کی فوٹو کاپی روانہ کرنے کی زحمت فرمائیں۔ احقر آپ کے اس مقالہ سے استفادہ کر کے کچھ لکھ دے گا۔

آپ کی ایک مشہور و معروف کتاب ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس'' کا نام بہت سنا اور پڑھا مگر اب تک زیارت سے محروم رہا ہوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو ضرور روانہ کر دیں۔ چوں کہ آپ جیسے اہل علم سے یہی امید وابستہ ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند کے قلمی خطوط اور قلمی سندیں اگر آپ کے پاس ہوں تو عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ (۲۹ فروری ۱۹۹۲ء)

﴿۲﴾

آپ نے اپنی تصنیف ''تذکرہ محدث اعظم پاکستان'' میں کمال کر دیا ہے۔ ابھی تک احقر کی نظر سے ایسی کتاب نہ دیکھنے کو ملی۔ یہ کتاب ایک مثالی کتاب ہے۔ تحقیق و تدقیق کے دریا بہا دیئے ہیں۔ اس میں آپ کو کافی محنت و مشقت کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ آپ اپنے حالات بالضرور ارسال کریں۔ احقر اپنی کتاب میں شامل کر کے کتاب میں چار چاند لگائے گا اور اپنے تلامذہ اور خلفاء مشہور و معروف بھی لکھیں۔ (یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء)

مجیب احمد، جونیئر ریسرچ اسسٹنٹ

قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد

حال: لیکچرر شعبہ، تاریخ، ایف جی قائداعظم کالج چکلالہ، راولپنڈی کینٹ

﴿۱﴾

میں قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہ ء تاریخ میں ایم فل کا طالب علم ہوں اور میں جمعیت علماء پاکستان پر مقالہ لکھ رہا ہوں اس سلسلے میں مجھے آپ کے علمی و عملی تعاون کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کے پاس جے۔ یو۔ پی کے بارے میں کوئی تحقیقی مواد یا پرانے رسائل و جرائد ہوں تو براہ مہربانی اگر ہو سکے تو بذریعہ ڈاک بھیج دیں یا آگاہ فرمائیں میں کسی دن حاضر ہو کر آپ سے وصول کر لوں گا۔

میں مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی کا پوتا ہوں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ مسلک اور جمعیت کے اس کام میں مجھ سے

ضرور تعاون فرمائیں گے۔

﴿۲﴾

یہ خبر آپ کے لئے باعث مسرت ہوگی کہ میں نے J.U.P (جمعیت علمائے پاکستان) پر اپنا مقالہ مکمل کر کے فسٹ کلاس میں ایم فل پاس کرلیا ہے۔ مقالہ ۳۶۰ صفحات سے زائد پر مشتمل ہے۔ مقالہ میں میں نے آپ کے تعاون اور خلوص کا ذکر کیا ہے۔ ایک بار پھر میں آپ کے تعاون اور مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (۱۹۹۱-۳-۱۰)

﴿۳﴾

آپ نے ماہنامہ طریقت (لاہور) کے دو صفحات فوٹو کاپی کرا کے مجھے بھیجے ہیں۔ ان کا بھی شکریہ...... بہرحال آپ نے میرے کام کو یاد رکھتے ہوئے میرے لئے زحمت گوارا کی اس کے لئے ممنون ہوں۔

سید نور محمد قادری

چک ۱۵ شمالی، گجرات

﴿۱﴾

حضرت قاضی (سلطان محمود اعوان شریف) صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق آپ نے جو اقتباس طریقت سے نقل کر کے بھیجا ہے اس کے لئے تہہ دل سے ممنون ہوں۔

آپ دونوں بھائیوں کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مقدسہ سے جو محبت وعقیدت ہے میں اس سے بہت متاثر ہوں۔ حضرت قاضی صاحب واقعی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

مانی الاسلام کی جلد دوم کی دو کاپیاں میرے پاس حُسنِ اتفاق سے جمع ہوگئیں ہیں ایک آپ حضرات کی نذر ہے۔ (یکم مئی ۱۹۸۵ء)

﴿۲﴾

سفرنامہ اقبال، امام احمد رضا خاں صاحب کا نظریہ تعلیم اور بہت سے اخبارات مل گئے ہیں۔ ذرہ نوازی کا شکریہ۔ اعلیٰ حضرت کی ڈائری بھی مل گئی ہے۔ یہ ڈائری نہیں بلکہ نوٹ بک ہے..........

مولانا محمد جلال الدین کی کتاب بہت اچھی اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ (۱۶ نومبر ۱۹۸۵ء) (خط بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

﴿۳﴾

زیر نظر کتاب میں فاضل مرتب نے نہ صرف اس تاریخی مناظرہ کی روداد شائع کی ہے۔ بلکہ مسئلہ کے مالہ وما علیہ کو پوری طرح سمجھنے کے لئے ایسی متعدد تحریریں بھی اس میں جمع کر دی ہیں جن کا مطالعہ تحریک پاکستان کی تاریخ میں نہایت اہم مواد کا کام دے سکتا ہے۔ (تبصرہ بر کتاب ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست)

حکیم محمد موسیٰ امرتسری (رحمۃ اللہ علیہ)

۵۵ ریلوے روڈ لاہور

﴿۱﴾

آپ نے یوم رضا پر مقالہ پڑھنا ہے۔ جس کا عنوان ''اعلیٰ حضرت کا نظریہ تعلیم'' ہوگا۔ آج ہی تیاری کر دیجئے۔ پھر اس مقالے کو کتابی صورت میں طبع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ، کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ (۵ / اکتوبر ۱۹۸۲ء)

﴿۲﴾

کاغذات کی چھانٹی کے وقت ایک پرزہ ملا۔ اس پر حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہ تاریخ ہے۔ یہ کس کا ہے؟ پتہ نہیں۔

مادہ ء تاریخ خوب ہے ۔ افضل و سردار

حضرت سردار احمد تھے محدث بے مثال
جا بسے فردوس میں وہ صاحبِ فضل و کمال
سن کے رحلت کی خبر ہاتف نے مجھ سے یوں کہا
افضل و سردار ہے بے مثل تاریخ وصال (۱۹۸۷-۶-۲۵)

﴿۳﴾

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی عطا کرے اور ایک عالم ربانی پر

آپ جو کام کر رہے ہیں۔ وہ جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچے۔ میں آپ سے ناراض نہیں متفکر تھا کہ دیگر مہربانوں کی طرح آپ بھی ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ نے بایں سبب مکاتبت نہیں چھوڑ رکھی۔ الحمدللہ علی ذالک

آپ میرے خاتمہ بالایمان کے لئے دعا کیا کریں۔ آج بھی ایک سنگ دے ساتھی کے ختم قل میں شریک ہوا ہوں۔

(لفافہ پر ۲۴ مارچ ۱۹۸۷ء کی ڈاک خانہ کی مہر ثبت ہے)

﴿۴﴾

جب وقت ملتا ہے کاغذات چھانٹتا ہوں اور جس کے مطلب کی جو چیز ہوتی ہے اسے بھیج دیتا ہوں۔ اگر مزید کچھ برآمد ہوا تو آپ کی نذر کر دوں گا۔ اس لئے کہ اب یہ چیزیں میرے لئے نہ صرف بے کار بلکہ زہر ہیں۔ کچھ چیزیں عجائب گھر کو دی ہیں اور مزید دے دوں گا۔ ان شاء اللہ۔ میں نے اپنی دل کی بات بتا دی ہے۔ اس سے اندازہ فرمالیں کہ میں مجلس کا کیا کام کروں گا۔ جو کچھ اعلانات ہو رہے ہیں۔ غلط ہیں۔

بہر حال خاتمہ بالایمان کی دعا کرتے رہیں۔ (۱۹۸۷-۶-۳۰)

﴿۵﴾

یہ افسوس ناک اطلاع مل کر از حد افسوس ہوا کہ جناب کے والد ماجد قبلہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ طفیل نبی کریم رؤف الرحیم ا مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین، بجاہ سید المرسلین ا

والد کے سایہ ہما پایہ سے محرومی باعث صد قلق و رنج ہے۔ مگر جب کہ والد نمونہ سلف ہو تو مقام صد حسرت و یاس ہے۔ بہر حال اس ظاہری جدائی کے ساتھ یہ حقیقت ڈھارس دلاتی ہے کہ نیک والدین کی ارواح اولاد کی اعانت و راہنمائی کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہیں۔ میری دعا ہے کہ حضرت مرحوم و مغفور کی روح مقدس ہر وقت آپ کے ساتھ رہے۔ آمین

اس موقع پر احقر پر لازم تھا کہ خود حاضر ہو کر تعزیت کرتا مگر میری مجبوری مانع ہے۔ امید ہے کہ اس عریضے کو میری حاضری تصور فرمائیں گے۔ (۱۹۸۴-۱۰-۲۰)

﴿۶﴾

خیریت جانبین نیک نصیب باد۔ مکتوب گرامی باصرہ نواز ہوا۔ آپ کی رہنمائی کا بے حد شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور احقر کو عمل کی توفیق نصیب کرے۔ (۱۹۹۳-۳-۲۸)

﴿۷﴾

آپ کا یہ مکتوب ظہور الدین صاحب نے پڑھ لیا ہے۔ نظریہ تعلیم اب جلد ہی طبع ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مکتوب کے دیگر مندرجات پر بھی عمل ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ العرب والعجم شاہ ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صرف تاثرات یا مشاہدات لکھ کر چند روز میں بھجوا دیں۔ ممنون ہوگا۔ (۱۹۸۵-۷-۳۱)

مستقیم احمد امروہی

ڈونگری، بمبئی، انڈیا

عالی جناب مفتی محمد اختصاص الدین اجملی (سنبھلی) قبلہ کے توسط سے حضرت کی شخصیت سے متعارف ہوں۔ زیر نظر کتابچہ آفتاب احمد سیفی کے نام ہے، جس کا تعلق رشید احمد گنگوہی کو وہابی ثابت کرنے کی بحث سے متعلق ہے۔ نیز جس کی علمی و ادبی حیثیت محض چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ و ناکارہ جملوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ ارسال خدمت کرنے کی جسارت بے جا کا مرتکب ہو رہا ہوں۔ جس کے مطالعہ سے متعلق حضرت سے تبصرے کی درخواست ہے۔ (۱۹۹۳-۹-۲۰)

عابد حسین شاہ

بہاء الدین زکریا لائبریری
چھمی، ضلع چکوال

﴿۱﴾

ہفت روزہ الفقیہ امرتسر کے جو پرچے آپ کے ذخیرہ کتب میں موجود ہیں۔ احقر انہیں ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے۔ اور ان میں سے حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کے مقالات اور ان سے متعلق خبروں پر مشتمل صفحات کے فوٹو اسٹیٹ بنوانا چاہتا ہے۔ اگر آپ مجھے الفقیہ کے تمام پرچے دیکھنے کی اجازت دیں تو شکر گذار ہوں گا۔ (۸ ستمبر ۱۹۹۲ء)

﴿۲﴾

میں آپ کی میزبانی، لطف و کرم ہر ممکن تعاون پر آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ اور عمر طویل عطا فرمائے۔ (۲۸ راگست ۱۹۹۳ء)

صاحبزادہ مولانا محمد نور المصطفیٰ

خانقاہ ڈوگراں، ضلع شیخوپورہ

﴿۱﴾

آپ نے کرم و شفقت فرماتے ہوئے حضرت مفتی تقدس علی تقدس سرہ کا ایک مکتوب عطا فرمایا تھا، جو انتہائی اہم ہے۔ مگر فوٹو کاپی سے کچھ لفظ حذف ہو گئے ہیں، دوسرا حضرت کی تحریر بھی پڑھنا مشکل ہے۔ اس لئے از راہ کرم اس خط کو خود علیحدہ تحریر فرما کر بھجوادیں۔ ایک طرف کاتب سے لکھوا کر لگا دیا جائے گا اور دوسری طرف خط کا عکس لگا دوں گا۔ (۷ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

﴿۲﴾

''تذکرہ محدث اعظم پاکستان'' کی اشاعت پر مبارک باد قبول فرمایئے۔ آپ نے جس محنت شاقہ اور خلوص و عقیدت سے مواد مہیا کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ پھر تدوین و ترتیب میں جس حسن ذوق کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل صد تحسین ہے۔

حضرت محدث اعظم قدس سرہ العزیز کے سوانح حیات لکھ کر آپ نے اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔

دعا گو ہوں مولیٰ تعالیٰ آپ کی سعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور عوام اہل سنت کو اس کتاب سے مستفیض ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ امین ثم امین۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

پروفیسر فیاض کاوش

میر پور خاص، سندھ

فاضل مولف مولانا محمد جلال الدین قادری قابل صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے بڑی کاوش سے اس تاریخی دستاویز (خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس) کو مرتب کر کے ملت اسلامیہ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ بلاشبہ یہ ان کی سالہا سال کی علمی جستجو کا مایہ ناز شاہکار ہے۔ جو آنے والے محققین کی رہنمائی کے لئے مینارہ نور ثابت ہوگا۔ فاضل مولف نے یہ کارنامہ انجام دے کر وقت کے نہایت اہم تقاضے کو پورا کیا ہے۔ (تبصرہ بر ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'')

﴿۲﴾

آپ نے احقر کو یہ کہہ کر کیوں کانٹوں میں گھسیٹا کہ میں آپ کی رہنمائی فرماؤں۔ بھلا میری جرأت! آپ تو خود علمی معلومات کا بحر ذخار ہیں۔ ہم سب آپ کی معلومات کی وسعت دیکھ کر ششدر رہ گئے ہیں۔ بھلا اب مولے شہباز کی رہنمائی کریں گے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

ملت اسلامیہ کے اکابرین کی مساعی جمیلہ کا آپ جس قدر وسیع ریکارڈ رکھتے ہیں وہ آپ کی رہنمائی کے لئے کافی شافی ہے۔ بلکہ سرمایہ صد افتخار ہے۔ حضرت والا آئندہ جوابی مکتوب ارسال فرما کر

احقر کو شرمسار نہ کیجئے گا۔ اس قدر تو گئے گذرے نہیں کہ آپ ہم کو لفافہ ارسال کرنے کی سعادت سے بھی محروم فرمادیں۔ (تاریخ درج نہیں)

خواجہ رضی حیدر

سورتی اکیڈمی

۲/زی۔۱۶/۵ ناظم آباد، کراچی

بصد معذرت عرض یہ ہے کہ آپ کا ۲۳ مئی ۱۹۸۳ء کا مکتوب میرے کاغذات میں دب گیا۔ اور آج اچانک اس پر نظر پڑی، ندامت سے سر جھک گیا۔ اب معذرت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ آپ کی محبت اور شفقت سے امید ہے کہ آپ اس صریح غیر ذمہ داری سے درگذر فرماتے ہوئے راقم کو سرفرازی کا موقع دیں گے۔

اعلیٰ حضرت نے اصلاح نصاب پر جو مضمون پڑھا مجھے بھی نہیں مل سکا البتہ اس کے حوالے کئی جگہ ملے۔ (۲۰ دسمبر ۱۹۸۳ء)

محبوب احمد چشتی

درجہ حدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

راقم جامعہ نظامیہ رضویہ میں درجہ حدیث کا طالب علم ہے اور تنظیم المدارس کی طرف سے تجویز کردہ درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھ رہا ہے۔

"گذشتہ بیس سال میں علماء اہل سنت پاکستان کی قلمی خدمات"

براہ کرم! آپ اپنے مختصر تعارف کے ساتھ اپنی نگارشات کی تفصیلی فہرست بھجوا کر ممنون فرمائیں......۱۹۷۲ء سے ۱۹۹۲ء تک زیر طبع تصانیف ضرور لکھیں۔

مولانا علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

﴿۱﴾

ارسال کردہ خطبہ حجۃ الاسلام کی کاپی موصول ہوئی۔ کرم فرمائی کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں۔ (۱۹۸۸-۵-۲)

﴿۲﴾

شرافت صاحب (شریف احمد شرافت نوشاہی) کا قطعہ تاریخ ارسال ہے۔

جناب حضرت سردار احمد	بہ گلزار شریعت غنچہ بشگفت
زہے شیخ الحدیث آں مرد کامل	کہ در اسرار دیں در ہامی سفت
محدث ہم مفسر ہم فقیہے	کہ در تدریس کردہ سعی ہا مفت
ز دنیا رخت بستہ سوئے فردوس	بہ بزم عاشقانِ ذات حق خفت
شرافت جست تاریخش ز ہاتف	بجنت رفت سلطان زمن رفت

(۱۳۸۲ھ) (۱۹۹۸-۲-۸)

﴿۳﴾

حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات کے ایک گاؤں چوہدو میں یکم جمادی الاخری ۲۹ جولائی ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد مولانا خواجہ دین مجددی رحمۃ اللہ علیہ درویش منش اور متقی شخصیت تھے۔

ناظرہ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے تایا مولانا فضل دین (مجددی) رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ شعبان المعظم، مارچ ۱۳۷۷ء/۱۹۵۸ء کو میٹرک پاس کرنے کے بعد درس نظامی پڑھنے کے لئے پہلے جامعہ غوثیہ لالہ موسیٰ پھر دارالعلوم نقشبندیہ علی پور سیداں میں داخل ہوئے۔ مولانا غلام رسول گجراتی، مولانا غلام یوسف گجراتی اور مولانا غلام رسول قادری نوشاہی سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ پھر دارالعلوم غوثیہ نظامیہ وزیر آباد میں شیخ الجامعہ علامہ محب النبی اور شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمہما اللہ تعالیٰ سے دورہ قرآن پڑھا۔

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ سے دورہ حدیث پڑھ کر شعبان المعظم/فروری ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔

۸ محرم الحرام/۲۲ جون ۱۹۶۱ء کو حضرت محدث اعظم کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ رمضان المبارک/

اپریل ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی قدس سرہ نے اوراد واشغال تمام سلاسل اور حدیث کی سند عطا فرمائی۔

شوال/اپریل ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء سے رجب المرجب/نومبر ۱۳۸۵ء/۱۹۶۵ء تک جامعہ حنفیہ قصور۔ دارالعلوم اہل سنت مشین محلہ جہلم، جامعہ حنفیہ گلزار مدینہ اور جامعہ محمودیہ رضویہ لالہ موسیٰ میں درس نظامی پڑھاتے رہے۔ صفر المظفر/جون ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء سے اب تک گورنمنٹ ہائی سکول سرائے عالمگیر اور کھاریاں میں خدمت تدریس انجام دے رہے ہیں۔ اسی دوران فاضل عربی اور ایف کے امتحانات پاس کئے۔

مولانا محمد جلال الدین قادری بڑے ذہین اور انتھک محنت کرنے کے عادی ہیں۔ ان کی ذہانت اور محنت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے صرف ڈھائی سال میں درس نظامی پڑھ لیا جب کہ دوسرے طلباء بالعموم سات آٹھ سال میں پڑھتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے:

☆ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اکابر کی نظر میں (۱۹۷۴ء)

☆ اسلامی تعلیمی پالیسی پر ایک نظر (۱۹۷۷ء)

☆ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس (۱۹۷۸ء)

یہ کتاب تحریک پاکستان میں علماء اور مشائخ اہل سنت کی خدمات جلیلہ کا دستاویزی ثبوت ہے۔

☆ ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست

☆ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تعلیم (چھپ چکی ہے) اور متعدد تصانیف منتظر اشاعت ہیں۔

☆ سب سے بڑا کارنامہ پیش نظر کتاب ہے۔ جس میں انہوں نے حضرت محدث اعظم کی حیات کے ہر پہلو پر معلومات فراہم کی ہیں۔ اور آخر میں انتہائی اہم خطوط اور تحریرات کا عکس دے کر کتاب کی اہمیت کئی گنا بڑھا دی ہے۔ مستقبل میں حضرت محدث اعظم قدس سرہ پر لکھنے والا مورخ اس کتاب کو نظر انداز نہیں کر سکے گا۔ حضرت مولف نے حضرت محدث اعظم کے اساتذہ و تلامذہ کے حالات لکھ کر اس کی افادیت کا حلقہ بہت وسیع کر دیا ہے۔

پیش نظر کتاب کی تالیف ان کا قابل داد کارنامہ ہے۔ جس پر وہ تمام قوم کی طرف سے ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور علم وتحقیق کے میدان میں ملت اسلامیہ کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (تقدیم بر کتاب محدث اعظم پاکستان، ۲۲ شوال ۱۴۰۸ھ/۳۰ مئی ۱۹۸۸ء)

﴿۴﴾

حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری مدظلہ العالی (کھاریاں) اہل سنت کے وسیع المطالعہ اور محقق مصنف ہیں۔ جن کی تحریرات ہر طبقے میں احترام کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" کے بعد تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس" لکھ کر آپ نے اہل سنت و جماعت پر احسان کیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل امام احمد رضا بریلوی کے مشہور زمانہ سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کی شرح لکھنی شروع کی جس میں حل لغات اور بیان مطالب کے علاوہ قرآن پاک کی آیات واحادیث مبارکہ اور ائمہ دین کے ارشادات کی روشنی میں سلام رضا کے مطالب کو واضح کرنے کی کامیاب کوشش کی ابھی صرف چار اشعار کی شرح لکھ پائے تھے کہ کسی نے بتادیا کہ فلاں فلاں عالم اس کی شرح لکھ رہے ہیں۔ تو انہوں نے قلم روک دیا اور دوسرے علمی مشاغل میں مصروف ہو گئے ......اس کے باوجود فقیر کی مولانا علامہ محمد جلال الدین قادری صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ سلام رضا کی شرح مکمل کر دیں۔ اگر چہ مختصر ہی ہو، کیونکہ

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

(۳۰ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

محترمہ پروین پیرزادہ صاحبہ

بیگم پیر صاحب مانکی شریف

مانکی ہاؤس، نوشہرہ، سرحد

آپ کا نوازش نامہ ملا۔ خوشی ہوئی کہ آپ تحریک پاکستان کے مشائخ عظام اور علمائے کرام کی ان خدمات کو تاریخ کے اوراق پر منتقل فرما رہے ہیں۔ اور نئی پود اور بے خبر لوگوں کو ان پوشیدہ کارہائے عظیم سے روشناس کر رہے ہیں جو کہ عرصہ دراز سے بعض تاریخ نویس ان کو قصداً پوشیدہ اور مخفی رکھنا چاہتے تھے۔ اور تا حال منظر عام پر نہ آسکے۔ یقیناً آپ ایک نیک مقصد کے لئے کوشاں ہیں اور اس قوم پر احسان فرما رہے ہیں۔ جو آج تک شاید اپنے تاریخ کے نقوش اور رموز سے صحیح طور پر واقف نہیں ہیں۔ اور جو خدمات آپ انجام دے رہے ہیں ان اکابرین اور علمائے کرام کی ارواح کو خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین ذریعہ ہے جنہوں نے اپنی حیات میں قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ مل کر اپنی تکالیف کو پس پشت ڈال کر اس انگریز سے ٹکر لی جو اپنے وقت میں (لوگ کہتے ہیں) پہاڑ سے ٹکر لینے کا مترادف سمجھا جاتا تھا۔ (۱۸-۴-۱۹۷۸)

مولانا علی اصغر چشتی

اندرون شاہ عالمی، لاہور

کل گذشتہ میں حضرت حکیم موسیٰ صاحب کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت مرشد پاک کا سید محمد حسین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہوا۔ فقیر نے (ان کا) ایک تذکرہ لکھا ہے۔ وہی تذکرہ حضرت حکیم صاحب کے زیر مطالعہ تھا۔ تو آپ نے فرمایا کسی صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کے بارے میں استفسار کیا تھا۔ تو آپ نے (مولانا صاحب) ان کو صوفی صاحب کے عقائد پر ایک خط لکھا تھا۔ اس کے بعد حکیم صاحب نے فرمایا وہ خط مولانا محمد جلال الدین صاحب کے پاس ہے۔ ان کو خط لکھ کر نقل طلب کرلیں۔ جب تک وہ خط تذکرہ میں نقل نہیں کیا جائے گا تذکرہ نامکمل ہوگا۔ لہٰذا حضور والا سے مودبانہ عرض ہے کہ اس خط کی نقل کروا کر فقیر کو بھیج دیں۔ (۲۶-۹-۱۹۸۹)

مولانا پیر غلام محی الدین مستانہ (رحمۃ اللہ علیہ)

سرائے عالمگیر، ضلع گجرات

آپ کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ اگر میں واپس پاکستان نہ پہنچ سکوں تو آپ میرے بچوں پر دست شفقت ضرور رکھیں گے۔ تاکہ وہ اللہ و رسول اسے دور نہ ہو سکیں۔ حالات دنیا کے بڑے خطرناک ہیں۔ لوگ دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ انگلینڈ اور یہاں عرب میں پہنچ کر دیکھا ہے کہ خفیہ طور پر اسلام کو زک پہنچایا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں آپ جیسے بزرگوں کے وجود ہائے مبارکہ اللہ کی نعمت ہیں۔ گاہے بگاہے غریب خانہ پر تشریف لے جا کر انہیں کچھ سمجھا بجا آیا کریں۔ وہ بھی ان شاء اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہیں گے۔ (تاریخ ندارد)

مولانا مرید احمد چشتی

چک جانی پنڈ دادن خان، جہلم

﴿۱﴾

بندہ آج کل ''فوز المقال فی خلفاء پیر سیال'' کی جلد دوم کی تیاری میں مصروف ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ کے پاس حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی اور حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہما متعلق کسی رسالہ، اخبار وغیرہ کا مواد ہو تو بندہ کو فراہم فرمائیں۔ (۲۳ راگست ۱۹۹۰ء)

﴿۲﴾

الفقیہ کی فوٹو سٹیٹ مع قلمی تحریر دستیاب ہوئی اس معاونت پر

ہزار بار سپاس گذار ہوں۔

بندہ امید رکھتا ہے کہ آئندہ بھی یہ کرم فرمائی جاری رہے گی۔

الغرض حضرات سیال شریف اور ان کے خلفاء و متعلقین کے بارہ میں نادر مواد بھجواتے رہیے گا۔ (۱۹۹۱-۱۲-۲۳)

﴿۳﴾

تبرکات کی ترسیل کا بہت بہت شکریہ۔ شاید آپ نے انہیں نارووالی شریف سے حاصل کیا ہے۔ (۱۹۹۳-۱۲-۲۳)

﴿۴﴾

ماہنامہ صوفی منڈی بہاء الدین اور دبدبہ سکندری وغیرہ رسائل سے سیال شریف سے متعلق مواد علیحدہ کر رکھیں۔ علاوہ ازیں ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' اور ''نظریہ تعلیم'' کی ایک ایک کاپی اپنے دستخطوں سے میرے لئے مزین فرما رکھیں۔ C.M.H کھاریاں سے فراغت پر آپ کی خدمت میں حاضری ہوگی۔ خلفاء پیر سیال شریف پر اپنی رائے کا اظہار ضرور بالضرور قلمبند کرنا ہے۔ یہ بندہ کے لئے انتہائی مسرت وشادمانی کا باعث بنے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں سرخرو کرے۔ صحت کاملہ عاجلہ نصیب کرے۔ آپ کی نگارشات سے قوم کو مستفید ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ امین، بجاہ سید المرسلین ا(۱۹۹۸-۱-۱)

﴿۵﴾

کتاب دیکھتے ہی نظریں اس پر جم گئیں اور دیر تک سبحان اللہ کا ورد زبان پر جاری رہا۔

حضرت امام احمد رضا بریلوی ؒ اور آپ کے تلامذہ کو حضور ﷺ اور اسلامی اقدار سے غایت درجہ پیار تھا۔ کتاب دو نشستوں میں پڑھی۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے، قادری صاحب کا انداز تحریر پر تاثیر اور دلکش ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

کتاب صوری و معنوی دونوں لحاظ سے خوبصورت اور دیدہ زیب ہے، مکتبہ رضویہ کے اراکین اور جناب قادری صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (۱۹۸۰-۹-۷)

راجہ محمد طاہر قادری رضوی ایڈووکیٹ

صدر ادارہ معارف رضا، جہلم

ناظم اعلیٰ مرکزی سنی علماء کونسل، جہلم

رکن مجلس عاملہ جمعیت علمائے پاکستان، صوبہ پنجاب

﴿۱﴾

آپ کے ہاں مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے کس قدر عمدہ مرتب فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشے۔ (۱۹۸۹-۴-۵)

﴿۲﴾

''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' کا نسخہ موصول ہوا۔ کتاب دیکھ کر مسرت ہوئی۔ آپ کی صحت اور علم وفضل میں ترقی اور عمر درازی کی دعا دل سے نکلی۔ کتاب کا مطالعہ شروع کیا ہے۔ ابھی ۲۵-۳۰ صفحات پڑھے ہیں۔ بہت لطف آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ عرصہ سے اس کتاب کے مطالعہ کی خواہش تھی۔ جواب پوری ہوئی۔ یہ جان کر مسرت ہوئی کہ کتاب کا دوسرا حصہ بھی ان شاء اللہ شائع ہوگا۔ (۱۹۹۷-۶-۱۲)

﴿۳﴾

ماشاء اللہ آپ نے بہت محنت سے کتاب (تذکرہ محدث اعظم پاکستان) مرتب فرمائی ہے۔ جوں جوں مطالعہ کرتا ہوں حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت بڑھتی جاتی ہے اور سوچتا ہوں کہ ان کے قول وفعل میں کتنی مطابقت تھی اور کس طرح انہوں نے مسلک حقہ کا کام کیا۔ مگر افسوس آج ہم ان کے عقدت مند کہلوانے والوں کے قول وفعل میں کتنا تضاد ہے۔ ان شاء اللہ جب موقع ملا تو

حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضری دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلک کے علماء کو حضرت محدث اعظم کی سیرت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں آپ کو ''تذکرہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ'' مرتب کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ آپ نے ایک دور کی تاریخ کو محفوظ کر دیا ہے ورنہ ہم حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مکمل تعارف سے لاعلم رہتے۔ آپ کا اہل سنت پر عظیم احسان ہے۔ دو جلدیں دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے مواد اکٹھا کرنے میں کس قدر محنت کی ہے۔ (۱۳۔۱۲۔۱۹۹۱)

﴿۴﴾

آپ کے حسب الحکم آفس سیکریٹری صاحب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کو خط تحریر کیا ہے۔ ۱۹۹۶ء کا مجلہ معارف رضا آپ کی خدمت میں ارسال کریں اور ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' کا انگریزی ترجمہ کب شائع ہو رہا ہے۔ اس سے بھی آپ کو مطلع فرمایا جاوے۔ (۱۹۔۸۔۱۹۹۶)

﴿۵﴾

آپ کی کتاب ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' کا انگریزی ترجمہ ایک ماہر سکالر جدید ترتیب سے کر رہے ہیں۔ ادارہ کو آپ کی کتاب ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے ۲ نسخے درکار ہیں جو وہ ہدیتاً لینا چاہتے ہیں۔ (۲۶۔۸۔۱۹۹۶)

﴿۶﴾

''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' کا مطالعہ کیا۔ آپ نے بڑی محنت سے تاریخی حقائق جمع کر کے نوجوان نسل تک پہنچائے تا کہ آنے والی نسلوں کو علم ہو کہ ان کے اکابرین نے دوقومی نظریہ کے تحفظ کے لئے کیا کارنامے سرانجام دیئے اور کانگرس نواز حلقوں کا کیا کردار رہا ہے؟ کتاب کے مطالعہ سے میری معلومات میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ آپ نے نوجوان نسل پر احسان فرمایا ہے کہ تاریخی حقائق سے روشناس کرایا۔

اب تو بے چینی سے کتاب کے دوسرے حصہ کے منظر عام پر آنے کا انتظار ہے۔ آپ کو کتاب ترتیب دینے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اللہ کرے کتاب کا حصہ دوم بھی جلد منظر عام پر آئے۔ تا کہ مزید تاریخی معلومات میں اضافہ ہو۔ امید ہے وہ حصہ بھی تاریخی حقائق سے بھرپور ہوگا۔ (۱۵ جولائی ۱۹۹۷ء)

محمد فیاض احمد

ادارہ معارف نعمانیہ، شادباغ، لاہور

﴿۱﴾

ہمارے استفتاء کے جواب میں آپ کا ارسال کردہ درود و سلام پر محققانہ شان کا مضمون وصول پایا۔ اس عظیم کرم فرمائی پر اس ناچیز اور جملہ احباب ادارہ کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ارادہ ہے کہ اس مضمون مبارک کی چند کاپیاں کروا کر مختلف علماء کرام کی خدمت میں ارسال کریں گے۔ اور راجہ صاحب کو بھی۔ اگر راجہ صاحب نے اپنے مضمون پر نظر ثانی نہ فرمائی تو پھر عربی عبارات کے ترجمہ اور وضاحت کے ساتھ ان شاء اللہ العزیز ادارہ کی طرف سے شائع کریں گے۔ بصورت دیگر راجہ صاحب کا ذکر حذف کر کے آپ بزرگوں کی دعاؤں سے مضمون ذیشان کو شایان طریقے سے ادارہ کی طرف سے شائع کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک دوست جس نے آپ کا درود و سلام والا مضمون پڑھا ہے۔ آپ کی خدمت اقدس میں یک صد روپیہ ہدیۃً بھیجا ہے۔ قبول فرمائیں تو نوازش ہوگی۔ (۲۱ جولائی ۱۹۹۳ء)

﴿۲﴾

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب مدظلہ کی دینی و قلمی

خدمات کے پیش نظر ادارہ کی طرف سے ایک عظیم کتاب شائع کرنے کا پروگرام ہے۔ از راہ کرم آپ اپنا تاثر تحریری طور پر مضمون کی شکل میں ارسال فرمائیں۔ تا کہ مذکورہ کتاب کی زینت بن سکے۔ (۸-۲-۱۹۹۲)

محبوب سلطان قادری شمسی

اسسٹنٹ چیف پوسٹ ماسٹر

سب اکاؤنٹ، لاہور کینٹ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام العصر علامہ الشاہ احمد رضا قادری محدث بریلوی کے نظریہ تعلیم پر ایک مقالہ لکھا ہے۔ براہ مہربانی ارسال فرمایئے۔

میں ''برطانوی عہد میں تعلیمی پالیسی کے مسلمانوں پر اثرات'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھ رہا ہوں۔ علاوہ ازیں اس عنوان سے متعلق کوئی اور مواد بھی آپ کے پاس ہو تو ارسال فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔ (۱۷ نومبر ۱۹۹۱ء)

نشاط احمد شاہ ساقی

مجلس حسان صحانیوال

آپ کی مرتب کردہ کتاب ''تذکرہ محدث اعظم پاکستان'' زیر مطالعہ ہے۔ آپ نے یہ کتاب مرتب کر کے حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اور معتقدین پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (۱۵ مارچ ۱۹۸۹ء)

فیض احمد قادری رضوی

مہتمم دار العلوم حسینیہ رضویہ فتح پور

تحصیل کروڑ، ضلع لیہ

حضور سیدی محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے تمام احباب وخدام و تلامذہ پر احسان عظیم ہے کہ آپ نے جو عقیدت ومحبت ہمارے دلوں میں موجود تھی اس کو تازہ فرمادیا ہے۔ دعا ہے مولا کریم آپ کو سعادت دارین سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (۴ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ)

چوہدری مختار احمد ایڈووکیٹ

شالیمار ۲/۸، اسلام آباد

آپ نے ایک گراں قدر خدمت اسلام سرانجام دی ہے۔ اور یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ میں آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ایک ولی کامل کی بابت یہ شرف آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے طفیل بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بے حد روحانی کمالات عطا فرمائے گا۔ (۲۰-۴-۱۹۸۹)

مولانا نذیر احمد قادری رضوی

جامعہ غوثیہ رضویہ چک ۱۲ اپریل ۱۱۱/۳

چیچہ وطنی، ساہیوال

رضوی جامع مسجد سے جو دستار مبارک لے کر آئے ہو مبارک ہو۔ عرس محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے واپسی پر کتاب مستطاب محدث اعظم لے کر آیا اور بالاستعاب مطالعہ کیا۔ اللہ جل وعلا اولیائے کرام کے طفیل آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی خوشنودی مبارک ہو۔ (۱۲ شعبان المعظم ۱۳۰۹ء)

مولانا محمد فضل قدیر ندوی

۲۲ ظفر علی روڈ، لاہور

یہ کارکن بولا مگر مولانا سلیمان اشرف نے ایک ایسا اعتراض کیا کہ جس کا جواب مولانا ابوالکلام سے نہ بن پڑا۔ وہ اعتراض بتانے لگا کہ عبدالرزاق اندر آگئے۔ جب میں سرحد قبائل کا جائزہ سنا کر باہر نکلا تو وہ کارکن جا چکا تھا۔ فراغت پا کر ٹرین سے لکھنؤ روانہ ہوا اور ندوہ پہنچا

مجھے اس اعتراض کی ٹوہ رہی۔ جس کا جواب ابوالکلام نہیں دے سکے۔ یہ تشنگی آپ نے تاریخی شکست بھیج کر دور کر دی......آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے ایک یادگاری تحفہ عنایت کیا۔ (۶ ستمبر ۱۹۸۰ء)

وارث سرہندی

کنجروڑ، ضلع سیالکوٹ

چند روز قبل آپ کا ارسال کردہ کتابچہ بعنوان ''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' ملا۔ اس عنایت کے لئے شکر گذار ہوں۔ میں نے کتابچہ میں شامل مباحث کا بالاستعاب اور بغور مطالعہ کیا۔ جس سے بعض غلط فہمیوں کا ازالہ ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح صورت حال کا علم ہوا۔ اس مناظرہ کی روداد کی مکرر اشاعت تاریخی اہمیت اور افادیت کی حامل ہے۔ (۱۸ ستمبر ۱۹۸۰ء)

ڈاکٹر معین الدین عقیل

۵۱/۴۸۳ بی کورنگی، کراچی ۳۱

''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' واقعی ایک فراموش کردہ باب تھا۔ جسے آپ نے ناقابل فراموش کر دیا ہے۔ اس کی اشاعت اس موضوع پر تحقیق کرنے والوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ (۱۶ ستمبر ۱۹۸۰ء) (بنام ناظم مکتبہ رضویہ سوڈیوال کالونی، لاہور)

مولانا محمد عبدالوہاب خان قادری رضوی

مولی چوک، لاڑکانہ، سندھ

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا محمد جلال الدین صاحب کو جنہوں نے اپنا قیمتی سرمایہ اوقات قربان فرما کر اس کتاب کو مزید اضافات سے آراستہ کر کے گم شدہ متاع دین و دنیا قوم و ملت کے حوالے کر دیا۔ اس پر آشوب ماحول میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس قسم کا مواد قوم و ملت کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ اگر غیر نہ رک سکیں گے تو کم از کم اپنے تو محفوظ رہیں گے۔ یہ مسلمانوں کی بہترین اعانت و دستگیری ہے۔ (۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ)

جناب سید الطاف علی بریلوی

بی۔ اے علیگ

سیکریٹری آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی

﴿۱﴾

آخر الذکر کتاب (ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست) میں جس مناظرہ کا ذکر ہے۔ اس میں میں خود حاضر تھا۔ بہت سے مناظر آنکھوں میں پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ محمد جلال الدین قادری صاحب کو جزائے خیر دے۔ آمین (۱۹۸۰-۸-۲۴) (بنام ناظم مکتبہ رضویہ سوڈی وال کالونی، لاہور)

﴿۲﴾

اپنی کتاب ''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' میں آپ نے جو مواد فراہم کیا ہے۔ اس میں اضافہ ممکن نہیں۔ (۱۹۸۱-۹-۲۶)

خواجہ افتخار

ادارہ اشاعت حکایات ملی

نسبت روڈ، لاہور

میں شرمندہ ہوں کہ آپ کی شفقت خاص کا تاخیر سے شکریہ ادا کر رہا ہوں۔ مجھے اول تو فرصت ہی کم ملی۔ دوم میں چاہتا تھا کہ ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد آپ کو مفصل خط لکھوں۔

آپ کی ارسال کردہ دونوں کتابیں (ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست اور کانگرسی مسلمان اور حقائق قرآن) پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا۔ آپ نے جس محنت سے انہیں ترتیب دیا ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ (۲۵ اکتوبر ۱۹۸۰) (بنام ناظم مکتبہ رضویہ سوڈی وال لاہور)

چوہدری عبدالعزیز

ایم۔اے۔ایم۔او۔ایل

ریٹائرڈ کلکٹر آف کسٹمز، کراچی ۲۹

آپ کا فرستادہ ھدیہ کتابچہ بعنوان ''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' مرتبہ جناب محمد جلال الدین قادری موصول ہوا۔ بندہ آپ کے ذی قیمت ھدیہ کا شکرگذار ہے۔ جزاکم اللہ عنی فی الدارین۔

اگرچہ بندہ کا ذوق مناظرہ و مباحثہ سے اجتناب ہے۔ لیکن چوں کہ خدمت اسلام اور انکشاف حقیقت اور ہندؤں کے ہاتھ بکے ہوئے بزعم خویش نیشنلسٹ مولویوں کا پول کھولنے پر کتابچہ مبنی ہے۔ لہٰذا یہ اقدام قابل صد ستائش و آفرین ہے۔ بالخصوص نئی نسلوں کو حقیقت حال سے باخبر کرنے کے لئے۔ خداوند کریم آپ کو ان مساعی جمیلہ کا اجر عظیم عطا کرے۔ نیز دو قومی نظریہ تحریک پاکستان سے منسلک ہے۔ لہٰذا یہ بھی تحریک پاکستان کا ایک ناقابل فراموش باب اور مخالفوں کے لئے دیدہ عبرت وا کرنے کے لئے بہت سودمند ہے۔ عبارت شستہ اور سنجیدہ ہے۔ کہیں آداب نگارش اور تمیز کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور اصلی واقعات کو طشت از بام کر دیا ہے۔

(۱۹۸۰۔۹۔۲۱)

پروفیسر محمد اکرم رضا

نامور محقق مولانا محمد جلال الدین قادری ہر لحاظ سے مستحق مبارک باد ہیں کہ انہوں نے عشاق مصطفی ا کے لئے زیر تبصرہ تصنیف پیش کر کے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ مصنف کا انداز تحریر جاذب فکر ہے۔ انہوں نے محققانہ استدلال، تاریخی مباحث اور قدم قدم پر ماخذ ذکر کے کتاب کو ہر لحاظ سے تحقیقی شہ پارہ بنادیا ہے۔ مصنف نے محدثِ اعظم پاکستان کے خاندانی پس منظر، تعلیمی سفر اور تکمیل تعلیم سے لے کر آپ کی استادانہ مہارت، فقہی رفعت، غیر معمولی ہر دل عزیزی، بد مذہبوں سے مناظرے کی تنفیس، تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے لئے آپ کی یادگار خدمات، دینی و تبلیغی مساعی، فیصل آباد میں تاریخ ساز دینی درس گاہ کے قیام سے لے کر آپ کے محترم اساتذہ اور اور معزز معاصرین پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے وصال انور سے متعلقہ حصہ نہایت رقت آمیز ہے۔ کتاب میں آپ کی یادگار جامعہ رضویہ، جامع مسجد، شاہی مسجد، آپ کے مزار مبارک کی رنگین اور دل آویز تصاویر کے علاوہ مشاہیر اہل سنت کی تحریروں کے عکس بھی دیئے گئے ہیں۔ کتاب کا آخری حصہ آپ کو منظوم اور نثر میں خراج عقیدت پر مشتمل ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق یہ کتاب محدث اعظم کے حضور بہترین ارمغان عقیدت ہے۔

(ذی قعدہ ۱۴۰۶ء) (تبصرہ کتاب محدث اعظم پاکستان مندرجہ ماہنامہ رضائے مصطفی، گوجرانوالہ)

مولانا محمد احمد مصباحی

رکن المجمع الاسلامی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، انڈیا

﴿۱﴾

ہمارے دیرینہ کرم فرما علامہ عبدالحکیم شرف قادری اور مولانا محمد منشا تابش قصوری کے ذریعہ زیر تبصرہ تذکرہ موصول ہوا۔ یہ تذکرہ ایسی اہمیت کا حامل ہے کہ اس سے عوام وخواص کو روشناس کرایا جائے تاکہ وہ اس کا مطالعہ بھی کر سکیں اور اپنے لئے نمونہ عمل بھی بنا سکیں۔

یہ دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ مولانا محمد جلال الدین قادری نے ایک شخصیت (محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ) کا قرض بڑی حد تک اتار دیا ہے۔ اور تمام وابستگان ابوالفضل کے تشکر و امتنان کا واجبی حق حاصل کرلیا ہے۔

یہ کتاب سوانح کے ترقی یافتہ معیار اور عصری تقاضوں سے ہر

طرح عہدہ برآ ہوتی نظر آتی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اتنی محنت و جامعیت کے ساتھ ایسی کسی شخصیت کا کوئی تذکرہ اب تک مرتب نہ ہوا۔ جہاں یہ کتاب محدث اعظم قدس سرہ کا دلکش اور ہمہ گیر تعارف کراتی ہے وہیں دوسرے تذکروں کے لئے بھرپور رہنمائی کرتی ہے۔(محررہ ۱۴۱۰ھ۔ا۔۱۹۸۹/۸ء۔۸۔۳۱)

(تبصرہ بر تذکرہ محدث اعظم پاکستان مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ، انڈیا، دسمبر ۸۹)

﴿۲﴾

شروع میں ۲۰ صفحات پر مشتمل ایک معلوماتی مقدمہ مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب کا لکھا ہوا بھی شامل کتاب ہے، جس نے کتاب کو اور وقیع بنا دیا ہے۔ موصوف نے سلاسل اولیاء اور ان کے تذکروں پر تاریخی انداز سے جو کچھ قلمبند فرمایا ہے۔ اہمیت کا حامل ہے۔

(تبصرہ تذکرہ مشائخ قادریہ، رضویہ، مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ، انڈیا)

ابوالنصر پیر مفتی محمد ریاض الدین

پرنسپل و شیخ الحدیث

جامعہ غوثیہ معینیہ رضویہ، ریاض الاسلام، اٹک

﴿۱﴾

حمد لے حد مرخدارا کہ یزدان است
درود بر حبیب او کہ سید انس و جان است
تہنیت بود از ریاض اے جلال الدین قادری
در حق تالیفت کہ محدث پاکستان است

(۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ، ۷ نومبر ۱۹۹۳ء)

﴿۲﴾

بلاشبہ آپ لائق تحسین و آفرین ہیں جن کے حصے میں بارگاہ کرم سے یہ عظیم خدمت آئی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارِ خیر کا بہترین بدلہ عطا کرے۔ خیرات دارین سے نوازے۔ (۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ، ۷ نومبر ۱۹۹۳ء)

مولانا محمد منشا تابش قصوری

شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ایک ایسے صاحب قلم عالم کی ضرورت تھی جس نے زندگی کا ایک حصہ حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں گذارا ہو۔ جس نے بڑے قریب سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے شب و روز کا مطالعہ کیا ہو۔ جو عقیدت سے ہٹ کر زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گہری نظر رکھتا ہو۔ جو روایت و درایت کے معیار پر تذکرہ مرتب کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہونے کیساتھ ساتھ اس کے لئے وقت بھی نکال سکے۔

چنانچہ مفتی (محمد عبدالقیوم) صاحب کی سالہا سال کی محنت شاقہ رنگ لائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دیرینہ آرزو کو پذیرائی بخشی۔ تکمیل کا وقت قریب آیا۔ حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری گجراتی مدظلہ جو اکثر جامعہ نظامیہ رضویہ تشریف لایا کرتے تھے۔ مفتی صاحب نے ان کی تاریخی تصنیف ''خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس'' پر مبارک باد دیتے ہوئے انہیں تذکرہ محدث اعظم کو مرتب کرنے پر آمادہ کرلیا۔ مولانا موصوف نے حامی بھر لی۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے کئی سالوں میں جمع کردہ مواد ان کے سپرد کر دیا۔

مولانا محمد جلال الدین قادری نے '' تذکرہ محدث اعظم پاکستان'' مرتب کرنا شروع کیا۔ مفتی صاحب سے مسلسل رابطہ رکھا جو تازہ مواد حاصل ہوتا ان کی خدمت میں پہنچایا جاتا۔ ابتدا سے انتہا تک ہر مرحلہ پر رابطہ کا تسلسل قائم رہا۔

الحمد للہ تعالی علی منہ و کرمہ آج یہ عظیم و ضخیم

تذکرہ قارئین کرم کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر مرتب، محرک، معاونین اور ہر فرد جو کسی بھی طرح اس سے متعلق رہا ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا جاتا ہے۔

راجہ رشید محمود

مدیر ماہنامہ نعت، لاہور

میں حضرت بلھے شاہ قادری علیہ الرحمۃ کی زندگی اور شاعری پر پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے مقالہ لکھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کے پاس پنجاب، قصور، سلسلہ شطاریہ قادریہ، اور خصوصا حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی پمفلٹ، مضمون یا مخطوطہ ہو یا آپ میرے لئے اپنے کسی دوست سے حاصل کر سکتے ہوں تو مجھے اطلاع دیں۔ (۱۷۔۲۔۱۹۸۱)

پروفیسر منظور الحق صدیقی

سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

کتابوں کا تحفہ ملا۔ میں نے سوچا ان کتابوں کو پڑھ کر پھر شکریہ ادا کروں۔ ''مولانا ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'' نے میرے علم میں مفید اضافہ کیا۔ خدا حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری کو جزائے خیر دے۔ (آمین)

(۲۵۔٦۔۱۹۸۱) (بنام راقم الحروف عفی عنہ)

مولانا محمد عبدالکریم قادری نعیمی

مدرسہ عزیزیہ جلالیہ، اسلامیہ ملفت گنج

ضلع فرید پور، بنگلہ دیش

یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس'' پر کام کروا رہے ہیں۔ اور حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری صاحب کار خیر میں مصروف ہو گئے ہیں۔ مولانا موصوف کو میرا نیاز مندانہ سلام تحیت پہنچا دیں۔ نیز ان کو آگاہ کریں کہ بندہ نے ان کا مرتبہ رسالہ چودھویں صدی کے مجدد جو جناب پروفیسر مسعود احمد صاحب نے ارسال کیا تھا اس کا بنگالی ترجمہ انجام دیا۔ اب اسے چھپوانے کی کوشش جاری ہے۔ دعا فرمادیں۔ (۱۲ جون ۱۹۸۰ء)

(بنام جناب ظہور الدین خان صاحب) سیکرٹری مرکزی مجلس رضا، لاہور)

سید شریف احمد شرافت نوشاہی

ساہن پال۔ گجرات

صد شکر کہ ایں کتاب کامل
مجموعہ خطبہ ہائے جانی

از پیر جماعت علی شاہ — ہم فکر علی حسین بانی
علامہ حامد رضا خان — ہم شاہ نعیم دین مکانی
شاہ عبد العلیم میرٹھی داں — ہم امجد اعظمی عیانی
عبد الحامد بدایونی خوب — آل محرمِ جلوہ نہانی
ہم سید محمد محدث — مصباح حسن شرجہانی
از سعی جلال دیں محمد — شد نشر فیض جادوانی
گو سال طبا نقش شرافت — خطبات جواہر معانی

۱۳۹۸ھ (قطعہ تاریخ طباعت، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس)

ابوالطاہر فدا حسین فدا

مدیر اعلیٰ، مہر و ماہ لاہور

جلال دین قادری کی واللہ ہے کیا ہی تالیف دل نشیں یہ
کہ جس کا ہر لفظ در حقیقت حقیقتوں کا ہے شاہ پارا

جناب حامد رضا و حضرت امیر ملت کے جذب دل کا
دل عدو کی رگوں پہ بے شک سدا ہی چلتا رہے گا آرا

کہاں ہیں وہ مردِ حق مجاہد کہاں وہ عزم عمل سراپا
تھا درد ملت دلوں میں جن کے، تھا جن کا عشق نبی سہارا

تڑپ اک آزادی وطن کی تھی، جن کی رگ رگ میں کارفرما
چمک رہا دم قدم سے ان کے وطن کی قسمت کا ہے ستارا

رہا فکر غوطہ زن جو فدائے تاریخ گو ہوا تو
سن طباعت یہ اس کے ملہم وقائع تاریخ ہے پکارا
(قطعہ تاریخ طباعت خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس) ۱۳۹۸ھ

مختار جاوید

سمن آباد، لاہور

پیش نظر رسالہ روداد مناظرہ مطبوعہ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء مذکورہ پرفتن، نازک اور جذباتی دور کی عکاسی کرتا ہے۔ اس سے یقیناً تاریخ کے کچھ ایسے گوشے بے نقاب ہوتے ہیں جو اپنوں کے تساہل اور غیروں کی کرم فرمائی سے اب تک عوام کی نظروں سے اوجھل تھے۔ مقام شکر ہے کہ بعض مخلص اہل قلم تاریخی دھاندلیوں کے ازالہ کے لئے کمربستہ ہیں۔ جناب محمد جلال الدین قادری کی اس پرخلوص سعی کو تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اہل وطن یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔
(۱۲ اپریل ۱۹۸۰ء) (تقدیم بر ''ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست'')

سید تابش الوری

مولانا محمد جلال الدین قادری نے زیر نظر کتاب میں تحریک پاکستان کے حوالے ایک خاموش گوشے کو بے نقاب کیا ہے۔ محمد جلال الدین قادری نے ہندو مسلم قومیت کے موضوع پر مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا سید سلیمان اشرف کے درمیان ایک تاریخی مناظرے کی روداد ہی اس کتاب میں پیش نہیں کی بلکہ تحریک کے حوالے سے بہت سے اقتباسات، تبصرے دلائل اور حقائق بھی ایک جا کر دیئے ہیں۔ جن سے دو قومی نظریئے اور پاکستان کی موافقت و مخالفت کے کئی گوشے آئینہ ہو گئے ہیں۔
(۱۵ اگست ۱۹۶۶ء) (سخن ہائے چند ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست پر تبصرہ مطبوعہ بار دوم)

استاذ العلماء مولانا محمد یعقوب ہزاروی

ستاذ حدیث جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی

رئیس القلم حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری دامت برکاتہم کا ایمان افروز تحقیق مقالہ ''دیدار مصطفیٰ'' بعض مقامات سے بندہ نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ الحمد للہ احادیث صحیحہ، اقوال محققہ ومنقحہ مرضیہ پر مشتمل پایا۔ مولیٰ عزوجل موصوف کی عمر و علم و فیض میں برکت فرمائے اور مزید کتب وافیہ و شافیہ و صافیہ تالیف کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ (تقریظ بر ''دیدار مصطفیٰ'')

پروفیسر حفیظ الرحمن خان

صدر شعبہ سیاسیات
گورنمنٹ کالج، جڑانوالہ

آپ کی کتاب ''خطبات'' بندہ نے خرید رکھی ہے۔ لیکن جس کتاب کا زیادہ بے تابی سے انتظار ہے۔ وہ ابھی تک شاید چھپ ہی نہ سکی ہو۔ یعنی

''مہاتما گاندھی سے اندرا گاندھی تک''

مہربانی کر کے اس کے بارے میں آگاہ کریں۔ (۱۹۸۵-۱۱-۱۳)

سید عارف مہجور رضوی ایڈوکیٹ

گجرات

﴿۱﴾

احقر کی خواہش ہے کہ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امر

تسری مدظلہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر ان کے گجراتی احباب سے مضمون لکھوا کر کتابی شکل میں شائع کروں۔ اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قلعہ داری صاحب ایک تفصیلی مضمون لکھ چکے ہیں اور مزید اہل علم لکھ رہے ہیں۔ قبلہ حکیم صاحب کے ساتھ آپ کے دیرینہ تعلق و وابستگی کا تقاضا ہے کہ آپ بھی اپنی یادوں اور ملاقاتوں کے حوالے سے ایک مفصل مضمون اولین فرصت میں تحریر فرمائیں تا کہ اسے شامل کتاب کیا جاسکے۔ (۱۹۹۱-۱۲-۹)

﴿۲﴾

چند سال قبل پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے بی ایڈ اور ایم ایڈ کے طلبہ کو مشاہیر اہل علم کے تعلیمی نظریات پر مقالات لکھنے کا موضوع دیا گیا۔ اس فہرست میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔ چنانچہ جو طلبا امام احمد رضا پر مقالہ لکھنا چاہتے تھے انہوں نے مواد کے حصول کے لئے جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی طرف رجوع کیا۔ حکیم اہل سنت نے اس ضرورت کو محسوس فرماتے ہوئے شعبہ تعلیم سے منسلک محقق اور مورخ جناب محمد جلال الدین قادری کو اس طرف متوجہ کیا، سوان کی تحقیق و جستجو "امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم" کی صورت میں آپ کے پیش نظر ہے۔

محترم قادری صاحب جس محنت اور لگن کے ساتھ اس منفرد اور وقت طلب موضوع پر منتشر مواد کو یک جا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اس پر انہیں بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ اس کتاب کی علمی افادیت کے پیش نظر یہ مطالبہ بے جا نہ ہوگا کہ پنجاب یونیورسٹی اسے بی۔ ایڈ اور ایم۔ ایڈ کے متعلمین کے لئے ایک راہنما کتاب قرار دے۔

(۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ / ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

﴿۳﴾

ضلع گجرات کی تحصیل کھاریاں میں ایک گاؤں چوہدو نام کا ہے۔

اس گاؤں کی ایک درویش منش شخصیت مولانا خواجدین کے ہاں یکم جمادی الآخرہ ۱۳۵۷ھ بمطابق ۲۱ جولائی ۱۹۳۸ء کو ایک بچہ پیدا ہوا۔ جو آگے چل کر دنیائے علم و ادب میں ایک خاص مقام کا مالک ہوا۔

میری مراد اس سے جناب محمد جلال الدین قادری کی ذات ہے۔ جو کہ زیر نظر کتاب کے مصنف ہیں۔ آپ بیک وقت منجھے ہوئے ماہر تعلیم، مایہ ناز ادیب، حق گو محقق اور دیانت دار مورخ کے حوالے سے اہل علم میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ اور نابغہ روزگار اکابر سے فیض یافتہ ہیں۔ ذہانت کا یہ عالم ہے کہ صرف اڑھائی سال میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی۔ آج کل گورنمنٹ ہائی سکول، کھاریاں میں طلباء کا مستقبل سنوارنے میں مصروف ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ تحقیق و تحریر کی شمعیں بھی روشن رکھے ہوئے ہیں۔ جن کے چراغاں سے اندھیرے کافور ہو رہے ہیں۔ اور تاریخ کے دامن سے بددیانتی کے داغ مٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ کئی موضوعات پر گرانقدر کتابیں تحریر کر چکے ہیں۔

(۲۳ محرم ۱۴۰۵ھ / ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء) (تقدیم امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم)

پروفیسر محمد اشفاق جلالی

گورنمنٹ ڈگری کالج، جی ٹی روڈ، جہلم

بندہ ناچیز کا حضرت علامہ (مولانا محمد جلال الدین قادری) زید مجدہ کی ذات گرامی...... سے دیرینہ تعلق ہے اور عرصہ دراز سے حضرت کی علمی مجلسوں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے۔ اس ضمن میں اس حقیقت کا اعتراف ضروری سمجھتا ہوں کہ ایم۔ اے عربی کے مقالہ بعنوان "شیخ احمد بخش حیاتہ وشعرہ" کی تحریر کے دوران حضرت زید مجدہ کے علمی تعاون اور حوصلہ افزائی نے ایک مہمیز کا کام دیا۔ نتیجۃً بندہ مقالہ

مذکورہ کی تحریر میں کامیاب ہوا۔

بندہ ان دونوں عربی زبان وادب کے عظیم سکالر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی زیرنگرانی پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالہ بعنوان ''الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی للشیخ احمد رضا خان قادری...... المتوفی ۱۳۴۰ھ'' کی تکمیل میں مصروف ہے۔ اس سلسلے میں حضرت زید مجدہ کی کمال مہربانی یہ ہے کہ آپ نے مذکور کتاب کا قلمی نسخہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ لائبریری فیصل آباد سے حاصل کر کے عطا فرمایا۔ اور اس پر کام کرنے کے لئے مجھے حکم فرمایا۔ حضرت زید مجدہ کی مسلسل علمی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بدولت یہ کام جاری ہے۔

حضرت علامہ زید مجدہ ایک عظیم عالم دین بہترین مصنف اور محقق ہیں۔ آپ کی کتب بالخصوص تذکرہ محدث اعظم پاکستان، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم، ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست، اہل علم سے داد و تحسین وصول کر چکی ہیں۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ حضرت زید مجدہ کی دیگر تالیفات ان دنوں تیزی سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں محترم صاحبزادہ محمد محمود احمد صاحب خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ جن کی بدولت یہ عظیم کام ہو رہا ہے۔ ''تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس'' مورخین و محققین کے لئے ایک بہترین دستاویز ہے۔ بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور ان کی خدمات جلیلہ میں اور زیادہ اضافہ فرمائے۔ (۱۶ر جب ۱۴۲۰ھ، ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

(مؤلف کتاب ہذا)

حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری دامت برکاتہم العالیہ کی زندگی تعلیم و تعلم سے عبارت ہے۔ سکول کے زمانہ کے وہ بہترین طالب علم تھے۔ پرائمری سے قابلیتی وظیفہ حاصل کیا اور مابعد تمام امتحانات میں نمایاں ترین پوزیشنیں حاصل کیں۔ میٹرک کے بعد درس نظامی کو انتہائی کم مدت میں مکمل طور پر پڑھا اور کچھ عرصہ تک اسی شعبہ سے منسلک رہے۔ اس میدان میں تدریسی مہارت کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کے ساتھ پڑھنے والے چند طلبہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

قدرت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ قضا و قدر کے انہی فیصلوں کے نتیجے میں آپ کی تعیناتی ہائی سکولوں میں ایک استاد کی حیثیت سے ہوئی۔ آپ کی عظیم علمی، عملی اور روحانی شخصیت نے آپ کے طلبہ اور ہم مرتبہ اساتذہ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس فضا میں آپ کو قدرت نے منفرد مقام پر فائز فرمادیا کہ آپ کے ہم مرتبہ بلکہ کئی سینئر اساتذہ نے آپ کے سامنے اپنی علمی اور روحانی تشنگی کے دامن پھیلا دیئے۔ بعض نے تو آپ کی شاگردی اختیار کی اور بعض اس سے بڑھ کر حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ کئی گم کردہ راہ اور متردد افراد کو آپ کی تربیت سے استقامت کی دولت نصیب ہوئی۔

ملازمت کے پورے عرصہ کے دوران فرائض منصبی کے علاوہ آپ نے مشنی انداز میں دین کی تبلیغ اور سر بلندی کے لئے مضبوط ٹھوس کام کیا۔ نوجوان اور ہم نشیں ساتھیوں کو دین کی خاطر کام کرنے کا والہانہ جذبہ اور شوق عطا کیا۔ مختلف اوقات میں دینی معلومات کے متعدد کورسز کا اہتمام فرمایا۔ اور پوری تندہی کے ساتھ کامیاب کیا۔ مثلاً تفسیر قرآن مجید کا کورس، قرآن مجید کے ترجمہ کی متعدد کلاسیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کے مفید اثرات آج بھی محسوس ہوتے ہیں۔

اس پس منظر میں یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے۔ کہ قدرت کاملہ نے آپ کی ذات میں وہ تمام خوبیاں جمع فرمادی ہیں

جو ایسے نصاب کے مرتب کرنے والی شخصیت میں ہونی ضروری ہیں ۔ (۲۹ جولائی ۱۹۹۸ء) (سخن ہائے گفتنی آسان اسلامی معلوماتی کورس)

﴿۲﴾

استاد محترم حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری نے مفید مشوروں سے نوازا ۔ باوجود شدید علالت و نقاہت کے نہایت وقیع مقدمہ تحریر فرمایا جو استنباط مطالب میں ایک اچھوتا اور کامیاب تجربہ ہے ۔ (۲۷ رمضان ۱۴۱۱ھ) (احوال واقعی حضرت قاضی فتح اللہ شطاری، احوال وآثار)

محمد رفیق اشرفی

ناظم حلقہ اشرفیہ

پنجاب ۳۳۴ شادمان، لاہور

ماہنامہ آستانہ کراچی کی مجلس مشاورت نے اپنے اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ جنوری ۱۹۹۹ء کے آستانہ کا خصوصی شمارہ حضرت محدث کچھوچھوی کی قومی، ملی، دینی، روحانی، تدریسی، سیاسی خدمات پر شائع کیا جائے ۔ تاکہ اہل علم وقلم حضرات کے سامنے حضرت محدث صاحب کی زندگی کے مختلف گوشوں کو پیش کریں تاکہ نئی نسل اپنے بزرگوں کے کارناموں سے استفادہ کرے ۔ آپ سے گذارش ہے کہ آپ بھی حضرت صاحب کی زندگی پر اپنے خصوصی قلم سے ہدیہ تبریک پیش کریں ۔

(۱۹۔۱۱۔۱۹۹۸)

سید وجاہت رسول قادری

صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی تصنیف '' آل انڈیا سنی کانفرنس کی تاریخ'' تدوین کے مراحل سے گذر کر طباعت کی منزل پر ہے ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔

آپ نے پاک وہند کے اہل سنت کی تاریخ کی اہم تصنیفی اور تحقیقی ضرورت کو پورا کیا ہے ۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء

یقیناً آپ کی یہ تصنیف اور تحقیقی کاوش آنے والے فضلا و مورخین اور اہل تحقیق کے لئے رہنما کا کام دے گی ۔ (۶ اگست ۱۹۹۷ء)

﴿۲﴾

آپ کے دو کرم نامے یکے بعد دیگرے موصول ہوئے ۔ مورخہ ۲۷ اگست اور ۲ ستمبر کتب کی وصولیابی کی اطلاع ملی ۔ ساتھ ہی آپ کی فرستادہ '' اسلامی معلوماتی کورس'' آپ کی اپنی تصنیف لطیف اور محمد سعید احمد نقشبندی صاحب کی '' قادیانی فتنہ اور علمائے حق'' ملیں، ابھی مطالعہ نہیں کر سکا ہوں لیکن آپ کی تصنیف کے عنوانات کی فہرست دیکھی ہے ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے ہر اہم موضوع کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے ۔ (۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ / ۹ ستمبر ۱۹۹۸ء)

﴿۳﴾

آپ کی آسان اسلامی معلوماتی کورس دیکھی کہیں کہیں سے مطالعہ بھی کیا ۔ راقم کے خیال میں آپ نے تین بابوں میں تمام اہم اسلامی معلومات جن کا تعلق عقائد ، ایمانیات ، اسوہ حسنہ اور ضروری فقہی مسائل سے ہوسکتا ہے جس کی ایک نوجوان کو عام طور سے ضرورت پڑسکتی ہے ۔ آپ نے جمع فرمادی ہے ۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء ۔

اس طرح '' قادیانی فتنہ اور علمائے حق'' ایک مختصر مگر مفید تصنیف

ثابت ہوگی ۔ قاری کے لئے تاریخ قادیانیت سے لے کر قادیانی عقائد باطلہ کے اہم نکات اور اس کے رد وابطال میں دلائل و براہین کی بھر مار اکابر علماء اہل سنت واصاغر ملت فتنہ قادیانی کے فرو کرنے میں بیش بہا تصنیفی اور تحریکی خدمات یہ تمام قیمتی معلومات تاریخی پس منظر کے ساتھ مہیا کر دی گئیں ہیں ۔ اس کے مطالعہ کے بعد یقیناً قاری کو اس کے دوسرے حصہ کا شدت سے انتظار رہے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ تمام حضرات اس کے مرتبین اور مقالہ نگار کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ا

(۱۳ جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ / ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

سید افتخار حیدر

سجادہ نشین حضرت سید احمد علی

گوڑھا ہاشم شاہ، منڈی بہاؤالدین

ہم نے مزارات بنوانے کے لئے ایک آدمی کو کہہ دیا ہے۔ اس پر کتبے لگانے ہیں ۔ تاریخیں لکھ کر ساتھ روانہ کر رہا ہوں ۔ چاہے مادہ تاریخ یا ۴، ۴ لائینوں کے شعر رباعی کی صورت میں مہربانی فرمادیں ۔ تا کہ ساتھ لکھوا کر لگا دیئے جاویں ۔ اور آپ کی یاد ہماری نسلوں تک زندہ رہے۔ چہلم کی مجلس شریف میں آپ کی آمد ہمارے لئے باعث سعادت ہوگی ۔ محفل شریف میں آپ کا خطاب بھی ہوگا۔ چاہے حضرات کی موجودگی میں مختصر ہی ہو۔

ہم حاجی محمد عبداللہ صاحب کے تہہ دل سے ممنون ہیں جنہوں نے قل شریف کے موقع پر آپ کی ملاقات کروائی ۔ بے شک غائبانہ تعارف اور ایک دفعہ سرائے عالمگیر ملاقات اور میرے شاہ جی کے رسالہ میں آپ کی حضرت غریب النواز شاہ جی ص کی تاریخ وصال (کی صورت میں واقفیت حاصل تھی)

(تاریخ ندارد)

محمد نوید اطہر

گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ

آپ کی تصنیف لطیف موسوم بہ '' آسان اسلامی معلوماتی کورس '' نظر سے گذری۔ جدید دور کے تقاضوں کے پیش نظر یقیناً یہ ایک اہم کاوش ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس جد و جہد کو شرف پذیرائی عطا فرمائے ۔

(۱۹۹۸-۱۰-۳)

اعجاز اشرف انجم نظامی

اشرف بک ڈپو چوک سبزی منڈی، پنڈ دادن خان جہلم

میں نے بارگاہ نبوی ا میں حاضری کے موقع پر زائرین کے تاثرات ومحسوسات اور واردات قلبی '' خیر البشر ا کے حضور'' کے نام سے ترتیب دیئے ہیں۔

اس مجموعہ جذب وعشق میں حضور نبی کریم ا کے اسم گرامی '' محمد ا '' کے اعداد ۹۲ کی نسبت سے ۹۲ زائرین کے تاثرات ومحسوسات شامل ہیں۔

میری خواہش ہے کہ آپ اس مجموعہ جذب وعشق پر اظہار خیال فرمائیں۔ کیا آپ اپنی مصروفیات سے وقت نکال سکیں گے؟

آگاہ فرمایئے تا کہ مسودہ ارسال خدمت کیا جا سکے ۔ علاوہ ازیں آپ سے استدعا ہے کہ اگر آپ کو بارگاہ نبوی ا سے شرف بازیابی سے سرفراز کیا جا چکا ہے تو اپنے سفر مدینہ اور حاضری کے تاثرات محسوسات عطا فرمائیں تا کہ دوسرے حصے '' رحیم وکریم کے حضور'' میں شامل کئے جاسکیں ۔ (۱۹۹۸-۱۰-۱۰)

علمی، ادبی و تحقیقی خبریں

ترتیب و پیشکش: عمار ضیاء خاں

تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں، انڈیا
تعارف، خدمات، منصوبے

آج سے لگ بھگ ۲۵ سال قبل تاجدار اہل سنت حضور صاحب سجادہ آستانہ قادریہ کے حکم اور ان کی سرپرستی میں ''ادارۂ مظہر حق'' کے نام سے آستانۂ عالیہ قادریہ کے شعبۂ نشر و اشاعت کا قیام عمل میں آیا تھا۔ ادارۂ مظہر حق کے قیام کی بنیاد یہی تھی کہ اکابرین آستانہ قادریہ کی گراں قدر تصنیفات کو منظر عام پر لایا جائے، اور ان حضرات کی سیرت و سوانح اور خدمات سے ملت کو روشناس کرایا جائے، اس مقصد کے پیش نظر اس وقت ادارہ کے زیر اہتمام اشاعتی کام کا آغاز کیا گیا جس کے نتیجے میں مندرجہ ذیل کتب شائع کی گئیں۔

(۱) ترجمۂ قادری مع تفسیر ابن عباس

ترجمۂ قرآن۔ از: استاذ العلماء مفتی عزیز احمد قادری بدایونی قدس سرہٗ

ترجمہ تفسیر ابن عباس۔ از: سرکار صاحب الاقتدار سیدنا شاہ مطیع الرسول عبد المقتدر قادری بدایونی قدس سرہ

(۲) سیف الجبار

تصنیف: سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ

(۳) اکابر بدایوں

تالیف: مولانا احمد حسین قادری گنوری

تاج الفحول اکیڈمی کا قیام:

۱۹۹۱ء میں ادارۂ مظہر حق کا نام بدل کر ''تاج الفحول اکیڈمی'' کر دیا گیا۔ اور اکیڈمی نے مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد کے تحت کام کا آغاز کیا۔

اغراض و مقاصد:

(۱) اسلامی دعوت کو عام کرنا۔

(۲) اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے میڈیا کے ذریعہ پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا۔

(۳) مسلک اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت کرنا۔

(۴) اکابر اہل سنت بالخصوص اکابر آستانۂ قادریہ اور علماء مدرسۂ قادریہ بدایوں شریف کی گراں قدر تصنیفات کو جدید انداز میں منظر عام پر لانا۔

(۵) علماء اسلام، اکابر اہل سنت اور اکابر بدایوں کی علمی، دینی اور ملی خدمات کو اجاگر کرنا۔

(۶) نئی نسل کو بنیادی ضروری دینی تعلیم کے حصول کی ترغیب دلانا اور اس کے لئے مدارس و مکاتیب کا قیام عمل میں لانا۔

(۷) خانقاہی تعلیمات کو عام کرنا۔

(۸) خانقاہوں کے درمیان مخلصانہ تعلقات و روابط کے استحکام کی کوشش۔

اشاعتی خدمات کا آغاز:

تاج الفحول اکیڈمی نے اپنے قیام کے بعد وقت کی ضرورت کے پیش نظر خلیجی جنگ کے سلسلے میں اشتہار اور کتابچے شائع کر کے اپنی خدمات کا آغاز کیا۔ اس کے بعد حضور صاحب سجادہ کے کلام کا مجموعہ ''نوائے سروش'' کے نام سے شائع کیا۔

جشن صد سالہ:

۱۹۹۸ء میں حضرت تاج الفحول قدس سرہ کے سو سالہ عرس مبارک کے موقع پر اکیڈمی کے زیر اہتمام عالمی پیمانے پر ''جشن صد

سالہ'' کا انعقاد عمل میں آیا۔ یہ جشن اہل سنت کی تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے، اس موقع پر اکیڈمی نے متعدد اشتہارات، اردو، ہندی، عربی اور انگلش میں تعارفی فولڈرس اور کتابیں شائع کیں۔

ماہنامہ مظہر حق:

اپریل ۱۹۹۸ء میں اکیڈمی کے زیر اہتمام ماہنامہ مظہر حق کا اجرا عمل میں آیا، یہ ماہنامہ آستانۂ قادریہ کا ترجمان ونقیب تھا، جو تقریباً سات سال تک پابندئ وقت کے ساتھ نکلتا رہا، اور احقاق حق، ابطال باطل، دعوت وتبلیغ اور ہدایت واصلاح کا فریضہ انجام دیتا رہا۔ مارچ ۱۹۹۹ء میں ماہنامہ مظہر حق کا ''تاج الفحول نمبر'' شائع کیا گیا، جو ہندو پاک کے معتبر اہل قلم کے گراں قدر اور تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے، اور آستانۂ قادریہ کی تاریخ اور دینی خدمات کے سلسلہ میں ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳ سالہ اشاعتی منصوبہ اور جشن زریں:

شہزادۂ تاج الفحول حضور عاشق الرسول سیدنا شاہ عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ نے شوال ۱۳۷۹ھ مطابق مارچ ۱۹۶۰ء میں وصال فرمایا، آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری بدایونی دامت برکاتہم نے خانقاہ قادریہ کے سجادے کو رونق بخشی، اپنے اکابر کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے آپ نے رشد وہدایت، اصلاح وارشاد، وابستگان کی دینی وروحانی تربیت، سلسلۂ قادریہ کے فروغ اور فیض غوث اعظم کو عام کرنے کے کام کا آغاز کیا، آپ کے عہد سجادگی میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی، ادارۂ مظہر حق اور تاج الفحول اکیڈمی کا قیام، عالمی پیمانے پر جشن صد سالہ کا انعقاد، مدرسہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ، کتب خانہ قادریہ کی ترتیب نو، مدرسہ قادریہ اور آستانۂ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر یہ سب ایسی نمایاں خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ کا ایک روشن اور تابندہ باب ہیں۔ سن ہجری کے حساب سے ۱۴۲۹ھ اور سن عیسوی کے اعتبار سے ۲۰۱۰ء میں آپ کے عہد سجادگی کو ۵۰ برس مکمل ہو رہے ہیں۔ بعض وابستگان آستانۂ قادریہ نے ارادہ ظاہر کیا کہ اس موقع پر نہایت تزک واحتشام سے پچاس سالہ جشن منایا جائے، لیکن صاحبزادۂ گرامی قدر حضرت مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (ولی عہد آستانۂ قادریہ) نے فرمایا کہ ''اس جشن کو ہم 'جشن اشاعت' کے طور پر منائیں گے، اور اکابر آستانۂ قادریہ کی پچاس کتب ورسائل شائع کریں گے تاکہ یہ 'پچاس سالہ جشن' یادگار بن جائے اور آستانۂ قادریہ کی شاعتی خدمات کی تاریخ میں یہ جشن ایک سنگ میل ثابت ہو''۔ لہٰذا حضور صاحب سجادہ کی اجازت سے تین سالہ منصوبہ ترتیب دیا گیا، اور صاحبزادۂ گرامی کی زیر نگرانی مدرسہ قادریہ کے اساتذہ کی ٹیم نے کام کا آغاز کر دیا۔ منصوبہ پانچ مرحلوں پر مشتمل ہے، منصوبے کے پہلے مرحلے میں ۱۲ کتابیں منظر عام پر آرہی ہیں، جن کا اجراء ۱۶ رمحرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۸ء کو عرس قادری کے مبارک موقع پر عمل میں آرہا ہے، اگلے مرحلے میں ۱۵ کتابیں منظر عام پر لانے کی کوشش کی جارہی ہے جن کا اجراء نومبر ۲۰۰۸ء میں انشاء اللہ مارہرہ شریف میں عرس کے موقع پر ہوگا۔

بسلسلۂ جشن صد سالہ ۱۹۹۸ء میں منظر عام پر آنے والی تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف کی مطبوعات:

☆ دیوان تاج الفحول (اردو، فارسی)

تاج الفحول محب رسول مولانا عبد القادر بدایونی صفحات: ۱۸۶

☆ اختلاف علی ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(تصحیح العقیدة فی باب علی و معاویة)

تصنیف: تاج الفحول محب رسول مولانا عبد القادر قادری بدایونی

ترجمہ: علامہ شاہ حسین گردیزی (پاکستان) صفحات: ۴۵

☆ معراج تخیل (مجموعۂ کلام)

تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری
(زیب سجادہ آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں شریف) صفحات: ۱۶۶

☆ محبت برکت اور زیارت
تالیف: تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری
(زیب سجادہ آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں شریف)

☆ آئینۂ مقالات
(مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی کی حیات و خدمات پر مقالات کا مجموعہ)
مرتب: ڈاکٹر شاداب ذکی بدایونی صفحات: ۶۴

☆ اکابر بدایوں (ہندی)
ترتیب: مولانا احمد حسین قادری مرحوم صفحات: ۹۲

☆ ماہنامہ مظہر الحق کا تاج الفحول نمبر
مرتب: مفتی عبدالحکیم نوری صفحات: ۶۷۲

☆ الشیخ عبد القادر البدایونی نبذة من حیاته و خدماته
تالیف: الاستاذ عبد الحکیم النوری
ترجمة: الاستاذ مقبول احمد المصباحی صفحات: ۳۲

تاج الفحول اکیڈمی بدایونی کی جدید مطبوعات:

(۱) مسئلہ توسل و استعانت کی تحقیق احقاق حق (فارسی)
تصنیف: سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ
ترجمہ، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی
صفحات: ۱۵۵

(۳) مناصحة فی تحقیق مسائل المصافحة (عربی)
تصنیف: تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی قدس سرہ
ترجمہ و تخریج: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی

(۴) طوالع الانوار (تذکرۂ فضل رسول)
تصنیف: مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی
تسہیل و ترتیب: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی

(۵) تصحیح العقیدۃ (عقائد اہل سنت)
تصنیف: مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
تخریج و تحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

(۶) البناء المتین فی احکام قبور المسلمین (احکام قبور)
تصنیف: مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
تخریج و تحقیق: مولانا داشاد احمد قادری

(۷) تذکار محبوب
(تذکرۂ حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی)
تالیف: مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی

(۸) مدینے میں (مجموعۂ کلام)
شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
(زیب سجادہ آستانۂ قادریہ بدایوں)

(۹) جنگ ۱۸۵۷ء کا ایک مجاہد، مولانا فیض احمد بدایونی
تالیف: پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری
تقدیم و ترتیب: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی

(۱۰) قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ
مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی

(۱۱) اسلام، جہاد اور دہشت گردی
مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی

(۱۲) مولانا فیض احمد بدایونی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (ہندی)
تنویر احمد قادری بدایونی

تاج الفحول اکیڈمی کی زیر طبع کتب:

مندرجہ ذیل کتابیں ان شاء اللہ دسمبر ۲۰۰۸ء تک منظر عام پر آرہی ہیں:

(۱) مکاتیب فضل رسول (فارسی)

سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ

ترجمہ و تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۲) زیارۃ خیر الانام ﷺ (فارسی)

(اکمال فی بحث شد الرحال)

تصنیف: سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ

ترجمہ، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۳) الکلام السدید فی تحریر الاسانید (عربی)

تصنیف: تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبد القادر قادری بدایونی قدس سرہ

ترجمہ، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۴) تحفۂ فیض (فارسی)

تصنیف: تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبد القادر قادری بدایونی قدس سرہ

ترجمہ، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۵) مضامینِ شہید

حضرت مولانا حکیم عبد القیوم شہید قادری بدایونی قدس سرہ

ترتیب و تحقیق: صاحبزادہ مولانا محمد عطیف قادری بدایونی

(۶) مردے سنتے ہیں

(سماع الاموات ثابت بالاحادیث و الآیات)

حضرت مولانا حکیم عبد القیوم شہید قادری بدایونی قدس سرہ

ترتیب و تخریج: مولانا دلشاد احمد قادری (استاذ، مدرسۂ قادریہ بدایوں)

(۷) شیخ ابن تیمیہ کے عقائد و افکار کا تنقیدی جائزہ

(تبعید الشیاطین بامداد جنود الحق المبین)

حافظ بخاری مولانا سید شاہ عبد الصمد چشتی سہسوانی قدس سرہ

تخریج و تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۸) القول السدید (عرس کی شرعی حیثیت)

تصنیف: حضرت مولانا حکیم عبد الماجد قادری بدایونی قدس سرہٗ

تخریج و تحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری (استاذ مدرسۂ قادریہ بدایوں)

(۹) شارحة الصدور فی احکام القبور

حضرت مفتی حبیب الرحمٰن قادری مقتدری بدایونی

تخریج و تحقیق: مولانا مجاہد حسین قادری (استاذ: مدرسۂ قادریہ بدایوں)

(۱۰) خطباتِ صدارت

حضرت عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ

ترتیب و تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۱۱) مثنوی غوثیہ

حضرت عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ

تقدیم: ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی

شرح و ترتیب: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۱۲) دعوت عمل (اردو، ہندی، انگلش)

حضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی قدس سرہ

(۱۳) احادیث قدسیہ

تالیف: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

مقدمہ: مولانا منظر الاسلام ازہری

(۱۴) اسلام اور خدمت خلق (اردو، ہندی، انگلش)

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۱۵) مسائل تقلید و اجتہاد

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(۱۶) آستانۂ قادریہ میں محفوظ آثار و تبرکات

ترتیب: مولانا اقبال احمد قادری (استاذ: مدرسۂ قادریہ بدایوں)

مرتبہ: تسنیم حسن قادری

(آفس سکریٹری، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں)

فہرست مطبوعات 2008ء

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی ۷۴۴۰۰، اسلامی جمہوریہ پاکستان

فون: 2727150 فیکس: 2732369

ای۔میل: imamahmadraza@gmail.com

ویب سائٹ: imamahmadraza.net

1	معارفِ رضا۔ سالنامہ اردو	ادارہ	150/- روپے
2	معارفِ رضا۔ سالنامہ عربی	ادارہ	150/- روپے
3	معارفِ رضا۔ سالنامہ انگریزی	ادارہ	120/- روپے
4	مجلہ امام احمد رضا کانفرنس	ادارہ	80/- روپے
5	اشاریہ سالنامہ معارفِ رضا	سید صابر حسین شاہ بخاری	100/- روپے
6	لال قلعہ سے لال مسجد تک	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	ڈاک ٹکٹ 15 روپے
7	رضویات۔ نئے تحقیقی تناظر میں	☆ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری ☆ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ☆ پروفیسر دلاور خاں ☆ سلیم اللہ جندران ☆ خورشید احمد سعیدی	90/- روپے
8	ثلاث رسائل فی التکافل الاجتماعی	مولانا انوار احمد بغدادی	150/- روپے
9	اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی (پی۔ایچ۔ڈی تھیسس)	ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی	400/- روپے
10	جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (تعریب: صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی)	20/- روپے
11	DIVINE DECREE And PREDESTINATION	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (انگریزی مترجم: خورشید احمد سعیدی)	40/- روپے

عقیدۂ ختم نبوت اور ترجمۂ قرآن کریم کنز الایمان کی نشر واشاعت کے لیے

ایک اہم اعلان

برادرانِ دینی وعلمائے کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ بات تو ہم سبھی جانتے ہیں کہ سقوطِ بغداد کے بعد اور خاص کر کے آخری تین صدیاں عالمِ اسلام کے ابتلاء وآزمائش کی تاریخ سے پُر ہیں۔ اس دور میں تاتاریوں کا طوفان، تیموریوں کی یلغار، داخلی انتشار وعلمی سرگرمیوں کا خاتمہ نیز اغیار قوتوں کا عالمِ اسلام پر غلبہ یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے لیے خاص طور پر امتحان کا باعث بنے رہے۔ پھر نئے نئے فتنے ابنِ تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی نیز دینِ الٰہی، بابی، بہائی، قادیانی، نیچری و دیوبندی کی شکل میں تاریخ کی سیج پر اُبھرتے رہے اور علمائے اہلِ سنت نے نہ صرف ان کا مقابلہ کیا بلکہ عوامِ اہلِ سنت کو بھی نجات کی راہ دکھاتے رہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ سب فتنے اپنی موت آپ مرگئے۔ رہے سہے کا بھی انجام قریب ہے۔

جن بے شمار نامی گرامی علمائے اسلام نے ان فتنوں کا مقابلہ کیا اور ایک مضبوط سپر بن کر عوامِ اہلسنّت کی علمی وفکری رہنمائی کی، انہی میں مرحوم جواں سال شاہینِ عقیدۂ ختم نبوت ابو علقمہ عبد المصطفیٰ مفتی محمد امین قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بھی تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔

انہی کے فیضان کو عام کرنے کے لیے موسوعۃ عقیدۂ ختم النبوۃ (۲۰ جلد) کے جملہ مواد پر مشتمل ایک ویب سائٹ www.khatmenabuwat.com قائم کی گئی ہے جہاں عنقریب ان کی اس کوشش سے ہر کوئی استفادہ کر سکے گا اور مخالفینِ اہلسنّت کا ختمِ نبوت کی تحریک کے سربراہ آوردہ بننے کے فریب کا بھی پردہ چاک ہوجائے گا اور جن علمائے اہلسنّت کی مساعی جلیلہ کو دیوبندیوں کے قادیانی نواز گروہ نے اپنے علماء کے طور پر متعارف کرایا ہے، وہ نہ صرف قادیانیت شکنی میں بلکہ دیوبندی اور غیر مقلد (اہلِ حدیث) فرقوں کی گستاخانہ عبارات وعقائد کے ردّ میں بھی صفِ اول کے شہسوار ہیں۔ ☆

ابو علقمہ عبد المصطفیٰ مفتی محمد امین قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک آرزو تھی کہ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مجددِ دین وملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ احمد رضا قادری برکاتی حنفی محدث ومحقق بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور ومعروف تصنیف کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے شایانِ شان کوئی کام کر جائیں جس میں علوم قرآن وتفسیر کے حوالے، ترجمہ کے علمی، فکری اور فنی محاسن کو اجاگر کیا گیا ہو مگر افسوس کہ عمرِ عزیز نے ساتھ نہ دیا۔ ان کی اس آرزو کی تکمیل کے لیے ایک ادارہ True Quran کے نام سے قائم کیا گیا ہے جس کی ویب

سائٹ پر علومِ قرآن سے متعلق مضامین اور علمائے اہلِ سنت کے کثیر اللسانی تراجمِ قرآن کریم بالخصوص کنز الایمان کے معیار پر پرکھ کر دنیا بھر کی زبانوں میں پیش کئے جائیں گے۔

سرِ دست عرض یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت علامہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان کو ۱۴۳۰ھ میں سو (۱۰۰) سال مکمل ہو جائیں گے۔ اس حوالہ سے ادارہ True Quran کنز الایمان شریف کی اِفادیت اور اہمیت کو عوام وخواص میں متعارف کرانے کے لیے خصوصی اہتمام کررہا ہے۔ اس نیک مقصد کے حصول کے لیے ایک ویب سائٹ www.kanzuleman.com بھی بنائی گئی ہے جس میں کنز الایمان کا تعارف، اس کی افادیت اور عوام وخواص کے تاثرات پیش کئے جائیں گے۔

یوں تو عوام وعلمائے اہلِ سنت اپنے طور پر اس سلسلے میں کام کررہے ہیں اور قیامت تک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس احسانِ عظیم کا بدلہ نہیں چکا سکیں گے۔ اس سلسلے میں ہم تمام اہلِ سنت خواہ ان کا تعلق عوام سے ہو یا علمائے کرام سے، گزارش کرتے ہیں کہ کنز الایمان کا سوسالہ جشن شایانِ شان طریقے سے منانے کے لیے اپنے تاثرات وتجاویز سے نوازیں یا کسی بھی قسم کا سمعی، بصری، تحریری یا حاسباتی (کمپیوٹرائزڈ) مواد ہو جسے آپ افادۂ اہلِ سنت کے لیے عام کرنا چاہتے ہوں تو ہمیں روانہ کریں یا ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے رابطہ کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ سعی رائیگاں نہیں جائے گی اور دونوں عالم میں سرخروئی کا سبب وذریعۂ نجات بنے گی۔

شمیل قادری

پی او بکس 3408، جی پی او نیو ٹاؤن، کراچی۔ موبائل: 0092-333-3062529 ای۔میل: info@kanzuleman.com

---

نوٹ: الحمد للہ True Quran پبلی کیشنز کی طرف سے اس کی ۶ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جو درج بالا پتے کے علاوہ ذیل میں درج اداروں سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔ چھ جلدوں کے سیٹ کا رعایتی ہدیہ -/800 (مبلغ آٹھ سو) روپے ہے۔ بیرونِ کراچی سے آرڈر دینے پر ڈاک خرچ 100 روپے اور بذریعہ وی۔ پی ڈاک خرچ 150 روپے علیحدہ سے ہوگا۔

۱۔ برکات المدینہ، بہارِ شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی۔ فون: 021-4219324 موبائل: 0300-2138240

۲۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، ۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی۔ فون: 2725150

ای۔میل: imamahmadraza@gmail.com ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

رضا کی ادویات ــ بے مثل خصوصیات

رضا کی دیگر مؤثر ادویات میں سے چند ایک نظر میں

فوائد واستعمالات	قیمت	نام دوا
اعضائے رئیسہ وشریفہ (دل، دماغ، جگر) کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم کو خون سے بھرپور کرتا ہے۔ ضائع شدہ توانائی بحال کرتا ہے۔	75/-	انرجیک سیرپ ENERGIC Syrup
خشک اور بلغمی کھانسی، کالی کھانسی، شدید کھانسی، دورے والی کھانسی، دمہ اور امراض سینہ میں بے حد مفید ہے۔	30/-	کف کل سیرپ COUGHKIL Syrup
ضعف جگر، یرقان، ورم جگر، ہیپاٹائٹس، جگر کا بڑھ جانا، جگر کا سکڑ جانا، ورم پتہ، مثانہ کی گرمی، سینہ اور ہاتھ پاؤں کی جلن میں مفید ہے۔	50/-	لیورجک سیرپ LIVERGIC Syrup
چہرے کے داغ دھبے، کیل مہاسے، گرمی دانے، پھوڑے پھنسیاں، خارش، الرجی، داد، چنبل، بواسیر بادی وخونی میں مفید ہے۔ اعلیٰ مصفیٔ خون ہے۔	45/-	پیورفک سیرپ PURIFIC Syrup
ایام کی بے قاعدگی، رحم کی کمزوری، ورم رحم، عادتی اسقاط حمل، اٹھرا، کمر درد اور جملہ امراض نسوانی میں اکسیر ہے۔	110/-	گائنوجیک سیرپ GYNOGIC Syrup
سیلان الرحم (لیکوریا)، حاد و مزمن کی مؤثر دوا ہے۔ اندام نہانی کے ورم اور سوزش کو دور کرتے ہیں، کیلشیم کی کمی، رحم اور متعلقات رحم کو تقویت دیتے ہیں۔	90/-	لیکورک کیپسولز LIKORIC Capsules
جگر وطحال کے جملہ امراض، درد جگر، ورم جگر، جلندھر، ہیپاٹائٹس کی جملہ اقسام میں مناسب مدرقات کے ساتھ حیرت انگیز نتائج کا حامل ہے۔	60/-	عرق جگر ARQ-E-JIGAR
دماغ کو طاقت دیتا، حرارت کو تسکین دیتا ہے، سینہ وطبیعت کو نرم کرتا ہے۔	110/-	شربت بادام SHARBAT-E-BADAM
کثرت احتلام، جریان، سرعت انزال، ذکاوت حس میں اکسیر ہے۔	300/-	دافع جریان کورس DAF-E-JIRYAN Course
فطری قوت، بره بدن کو بیدار کرتا ہے۔ ہاضمے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔ جگر اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے۔ خواتین کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ زچہ وبچہ میں خون کی کمی کو دور کرتا ہے۔	150/-	روزک سیرپ ROSIC Syrup
بچوں کو قبض، اپھارہ، نفخ، پیچش، قے دست، کھانسی، نزلہ، زکام، بخار اور گلے کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جسم کو طاقت دیتا اور غذائی کمی، خون کی کمی اور کیلشیم کی کمی کو پورا کرتا ہے۔	27/-	کڈٹانک سیرپ KIDTONIC Syrup
اکثر خواتین ایک ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد نسوانی خوبصورتی کھو دیتی ہیں۔ کشش (بریسٹ کریم) بریسٹ کو سڈول، خوبصورت اور پرکشش بناتی ہے۔	150/-	کشش (بریسٹ کریم) KASHISH Breast Cream

ریٹائرڈ پرسن، انویسٹر، ہول سیلرز، میڈیکل/سیلز ریپ، فری لانسرز، ڈسٹری بیوٹرز و مارکیٹرز متوجہ ہوں۔ اپنے شہر، قصبے اور گاؤں میں رضا لیبارٹریز کی مایہ ناز ہربل ادویہ کی فرنچائز مارکیٹنگ کے لئے رابطہ فرمائیں۔ پرکشش پیکج، سیمپل، لٹریچر، اسٹیشنری اور پبلسٹی بذمہ کمپنی

ZAIGHAM ENTERPRISES

Distributer & Promoter of Medicine & General Items

مطب رضا، مین بازار گلشن لیبر کالونی (رشید آباد) نزد غوثیہ ہوٹل سائٹ، کراچی۔ 75700

فون: 021-4219419 موبائل: 0333-2166710

قطعۂ تاریخِ رحلت

''جامع کمال مولانا مفتی محمد جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ''

۱۴۲۹ھ

مولانا مفتی جلال الدین رضوی — فاضلِ پاکیزہ طینت خوش طبیعت

تھا وہ نادر اِک مصنف اور مفسر — ہر کتاب اس کی ہے گنجِ علم و حکمت

دہر میں اسلاف کی تھا اِک نشانی — داعیٔ حق و صداقت ذی فراست

شخصیت تھی لائقِ تقلید اس کی — سادگی و عاجزی تھی اس کی فطرت

عمر بھر کرتا رہا وہ خدمتِ دیں — تھی اسے حاصل جہاں میں ایک عزت

مالِ دنیا سے نہ تھا اس کو لگاؤ — الفتِ خیر الوریٰ تھی اس کی دولت

جنوری کی بارہ تھی اور ہفتہ کا دن — پی گیا وہ مسکرا کر جامِ رحلت

اس کا دل تھا پُر ضیاء عشقِ نبی ﷺ سے — کھل گئے اس کے لیے ابوابِ جنت

سالِ رحلت یوں کہا فیض الامیںؔ نے — ''عابد ِ حق افتخارِ اہلِ سنت''

۲۰۰۸ء

از: صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی، ایم۔اے